

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرف کرنا ہوں میں ساتھ نام خدا بخشش کی بدالی ہرمان کے لقب یہی ہے کہ
 جو اللہ انعام اور سکائی ہو کہ یہی ہے کہ ہرمان سے ہرمانی ہرمان کے لیے رسول اکرم
 نبی آدم محمد طہی علی علیہ السلام علی آلہ وصحبہ وسلم کو سید الکونین خیر الیہ وسلم

آخر آمد بود خوش اور بزم	چشمہ	ملا آمد و کیوں از بزمین
شفیع افاق خیر الیہ وسلم	در محکمہ مدینہ شریفین	میان مولا زمین
قامت کا شیعہ اولین		

فقیر سید داؤد اعلیٰ ولد مولوی سید علامہ سید طہی اکبر آبادی سید
 کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ ایک استعارہ الیہ وسلم جسکو مولوی محمد
 غازی پوری اور مولوی سراج الدین اور مولوی عبدالرحمن صاحب حداد میں وغیرہ
 نے تحریر فرمایا تھا اور انہیں حجت کلامیان بزمی ہدی تہن اور سیکہ جواب سید
 نور الہدیٰ ایک ہفتہ میں تحریر ہوا اور حجب کر تقسیم ہی ہو گیا یہ دوسرا جواب ہے
 بہ ادا و استقامت کہ باقیہ روایات حدیث و شریعت و روایات کتب فقہ و اصول
 جمع ہو کر دوسرے طریقہ سے مرتب ہوا کہ سب مسلمان بہانوں کو اس کے

سے فائدہ تامل نہ ہو چکے جو بزرگ چاہ اسکا تحریر فرما دیں تو مہربانی کرنے کے تحت
 کلامی سے خاکسار کو معاف کریں اور امر حق سے تجاوز نہ فرما کے انتظام کریں مرتب
 اسکی دیو بابت ہے باب اولیٰ روحانی مقصد و استنساخ الترویج میں ہے اور
 باب دوم رومین بقیوات اصحاب استنساخ الترویج کے باب اولیٰ مخفی ہے کہ
 راقم نفس قیام رمضان کو جسکو نماز تراویح کہتے ہیں بدون تخصیص و تعیین عبد و رکعات سنت
 جانشاہی کہ اوپر ترغیب و ترہیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے چنانچہ
 مسلم نے اپنی صحیح میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نبیّت ولادت سے صحابہ کرام کو قیام رمضان میں بدون اس کے کہ حکم فرما
 اوس میں ساتھ تاکید اور ایجاب کے پس فرماتے تھے جو شخص کہ قیام کرتا ہے رمضان کا
 از روی ایمان اور تصدیق بہ ثواب اور طلبِ چر و ثواب کے بخشے جاتے ہیں گناہ اس کے
 جو آگے نہ ہو چکے ہیں اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں عبد الرحمن بن عوف سے روایت
 کیا ہے کہ کہا عبد الرحمن بن عوف نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا مہینہ
 رمضان کا پس فرمایا آپ نے کہ یہ مہینہ ہے کہ فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ نے واسطے
 تمہارے اس کے روزہ کو اور سنت کیا ہے مہینے تمہارے لئے اس کے قیام کو
 پس جو شخص کہ روزی رکھتا ہے رمضان کو مہینہ کے اور قیام کرتا ہے اس مہینہ کا از رو
 ایمان اور طلبِ ثواب کے تو بخش آتا ہے اپنے گناہوں سے امتداد اوس میں کے
 کہ جاتا اور سکا و اسکی نے اور اٹھ رکعت تراویح کو فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتا ہے
 اور میں رکعت سنت خلفائے اشدین میں کہ اسی پر جب تک عمل پایا ہی لیکن صرف کلام اس میں
 کہ جو شخص اٹھ رکعت تراویح اس نظر سے کہ عدو ثواب آنحضرت سے اٹھ ہی رکعت ہی پڑھی
 تو ہو جب اس آیت کریمہ کے لفظ کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ ایام مہینہ یا مہینوں کو
 تحریر ثواب اتباع آنحضرت ہے یا مہینوں اور ظاہر ہے کہ یہ شخص ملامت نہیں بلکہ محروم ثواب اتباع

حضرت علیؑ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے کہ صحیحین وغیرہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے
 شہر میں تین سو پچیس اور لاکھوں سے کہا کہ صحبت پائی میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آخر وقت تک لیکن نہ زیادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہہ دیا کہ رکت
 یہ مقررین پر فرمایا اللہ کان لکم فی رسول اللہ اسوہ حسنہ گو میں رکت پڑھتے ہیں یہی
 متنبہ اتباع سنت خلفای راشدین اور ثواب حاصل ہوتا ہے جو معلوم کرنا چاہتے
 کہ اول مولوی محمد زین العابدینؑ نے کہ سیر تصحیح مولوی محمد صالح نانی پوری کی
 ہو گیا ہے کہ پڑھنا تراویح کا سنت موکرہ ہے اور قدواو کی بقول صحیح میں رکت
 ہے چنانچہ نام کتب معتبرہ میں موجود ہے انتہی سیر اس تقریب میں جو روایات نقل ہیں
 وہ یہ ہیں فی الدر المختار التراجیح سنت موکرہ یہی عشر و ن رکعتہ وہی رد المحتار وہی
 عشر و ن رکعتہ وہی قول ابوہریرہ علیہ السلام حمل الناس شہد فاعزوا فی الکافی سب فی رمضان
 عشر و ن رکعتہ عشر تسلیات اور یہی سفیرات ہی نقل کیا فی فتاویٰ الحجۃ التراجیح سنت
 موکرہ باجماع الصحابہ رضی اللہ عنہم و عمل الامتہ ومن انکر کو نہایت فہم و متبع ضال غیر مقبول
 الشیات اور فی الراوی حسنتہ لایع ترکھا الا لامتہ متبع علی مراعاتہا و جوازہ و لم یکن
 من اہل التہلیل الا الرافضی و یصلون فی کل لیلۃ عشرین رکعتہ اور وہی مولوی عبد الرحمان
 صاحب مدائن نے لکھا کہ تمام کتاب فقہ الامال ہے کہ تراویح میں رکت سنتہ موکرہ
 اور سیر مولوی عبد الرحمن غازی پوری نے بھی اس رکت کو سنتہ موکرہ کہا اور چوتھے
 مولوی علی محمد عباسی نے لکھا تراویح میں سنت موکرہ میں رکت ہیں اکثر کتب فقہ
 یہی ثابت ہوتا ہے اور اس تقریب میں فتح القدیر سے نقل کیا فالاصح انما سنتہ کو
 لمؤلفیہ الخلافۃ الراشدین اور پانچویں مولوی شجاعت حسین صاحب اور مولوی
 امیر علی شاہ صاحب نے میں رکت تراویح کو سنت ہی فرمایا اور کہا کہ حضرت عائشہؓ نے میں
 رکت پڑھی ہیں اور مولوی سراج الدین نے لکھا کہ سنت کتب میں حقیر کیا ہے سنت

جو اوج کو تب صحابی اہل سنت جماعت سے آئے تھے مولوی محمد علی شاہ لکھا بیت
سوی کتابان فقہ میں پیش کی گئی سنت ہونے کے تراویح میں صراحت نہ کی اور اجماع اعلیٰ لکھا
شرفاً و عزاً اور جریمین شہرہ میں نہ آیا ہوا البتہ شرفاً جاری اور ایچ میں کسی شخص سے اہل اسلام سے
اس انرجستہ کج خلاف نہیں کیا اور مخالف اسکا متبع ہوا قائم رہا ہے کہ جو شخص ایسا چوں
میں سے قابل اسکا ہی کہ میں کعت تراویح سنت ہو کہ وہ میں قول اسکا صحیح غلط ہی اسکا
کہ سنت ہو کہ وہ ہو کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی بنفس نفس موافقت فرمائی ہو جیسے
ہذا حلیہ عبارات کتب فقہ اور اصول فقہ جو نقشہ میں بعد اسکی مندرج ہیں ظاہر ہو جائیگا اور میں
رکعت کا پڑنا بھی انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے چہ جائی کہ موافقت آپ
کی میں رکعت پر ثابت ہوا اور حدیث ابن عباس میں جو آیا ہے کہ انحضرت پر پڑتے تھے رمضان
میں میں رکعت ساتھ وتر کے سوا ایک راوی اسکا ابراہیم بن عثمان ابوشیخہ حلیہ ہی اتفاق
ہی تفادین رجال کا اور اسکے حنفیہ پر اور مستندایہ حدیث مخالف ہے ساتھ حدیث حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا کے جو صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ فرمائی ہیں حضرت عائشہ کہ نہ ہی انحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کہ زیادہ کرتی ہوں رمضان میں اور غیر رمضان میں کیا رکعت پڑا ساتھ حدیث
جابر رضی اللہ عنہ کی جو ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کی ہے کہ کہا جاتا
ہے کہ نماز پڑھائی اسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں اتنے رکعتیں پڑھتے پڑھاتی
پس بعض کتب حنفیہ میں جو سنت ہو کہ وہ ہونا تراویح کا لکھا ہے اور پھر لکھا ہے کہ وہ میں رکعت میں
توحی الامکان اوکی کلام کو محمل صحیح پر عمل کرنا مناسب ہو اسطورہ کہ میرا اوکی تراویح سے
اس حکم میں کہ تراویح سنت ہو کہ وہ ہی نفس تراویح ہی نہ عدد و عین تراویح کا اور میرا اس سے کہ تراویح
میں رکعت ہی یہ کہ عدد رکعات تراویح تین شمار اور معمول میں رکعت میں قطع نظر اس سے
کہ یہ عدد سنت ہو کہ وہ ہی یا مستحب میں تقدیر ہی عشرون رکعت کی عشرون رکعت علی القول
اختیار میں الا قول فی عدد رکعات تراویح معمول منہا ہی یا بحکم سنت ہو کہ وہ ہونا میں رکعت کا اوکی کلام

سے لازم نہیں آتا جو عینی کے صحیح بخاری کی تشریح میں لکھا ہے کہ عبد مستحب قیام رمضان
 میں اختلاف غلام احوال کثیر پر ہے اور انہیں اقوال میں سے قول خفیفہ کو ساتھ نہیں
 رکعت کی شمار کیا ہے ہر خفیفہ نفس تراویح کو بھی سنت ہو کہ کہنا بطور جمہور غلط ہے ثبات
 اصول کے لیکن میں سنت ہو کہ کہنے سے انہوں سے آوریاتی متون اور
 شرویح اور فتاویٰ جمہور خفیفہ میں سنت ہونا تراویح کا یا پس رکعت تراویح کا بدوین قید
 ہو کہ لکھا ہے جو کہ تراویح یا پس رکعت تراویح کا سنت ہونا یعنی ایسی نفس کے
 کہ جبیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادۃ مواظبت فرمائی ہو تصور نہیں ہے اس لیے
 کہ تراویح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تھے اور نماز تہجد انحضرت پر نزدیک جہود کے
 فرض تھی پس تراویح نقل ہوئی کہ مواظبت انحضرت سے ہمارے لیے سنت ہو جائے
 اور پس رکعت کا تو انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پرینا ہی ثابت نہیں ہے پس مواظبت
 میں رکعت پر کوئی خیال میں آسکتی ہے حل کرنا سنت کا کتب جمہور میں اس میں بھی پر
 صحیح ہے بلکہ محل صحیح اور اسکے لیے وہ سنت ہے کہ جبیر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 مواظبت ہو اور اس سنت کو مستحب ہو کہتی ہیں اور یہ سنت سنت ہو کہ وہ سنت ہو کہ مواظبت
 خلفائے راشدین کی ہے اس پر ہوا اس لیے کہ سنت ہو کہ وہی نفس کو کہتے ہیں کہ جبیر
 انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفس مواظبت عبادۃ فرمائی ہو نہ اس کو کہ جبیر
 نے مواظبت فرمائی ہو بدوین مواظبت انحضرت کے علاوہ اسکے میں رکعت تراویح
 پر تو مواظبت خلفائے راشدین ہی تحقیق نہیں ہے کہ کسی روایت صحیح سے پیش رکعت
 پر شاہ حضرت عمر اور حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کا ثابت نہیں ہوا ہے فصیحہ شرح
 وقایہ الرافیہ میں شیخ ابن حجرؒ سے منقول ہے کہ کہا ابن حجرؒ نے لم اجده ائی مواظبت
 عن الخلفاء الراشدين یعنی نہیں پایا ہے میں نے اس کو یعنی مواظبت کو خلفائے راشدین
 سے نہیں رکعت تراویح پر اور فتاویٰ ثاقبی نہیں ہے کہ قال مالک ان یصلی ستا ثلاثین

۴
 کہتے ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہما انہما کان یصلیان ستموشین یعنی امام مالک
 نے کہا کہ پہلے تراویح پڑھنے والا چلتا تھا کہتے ہوئے تراویح کے اس لیے کہ روایت کیا گیا ہے
 حضرت عمر ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہ پڑھتے تھے یہ دونوں چلتے کہتے باقی رہا یہ
 کہ بعض کتب فقہ میں جو سنت ہوئے تراویح کو بمقابلہ استحباب اصح لکھا ہے تو مراد وہاں مسجد
 ماجہ السلف ہی نہ وہ کہ سنت ہو یا اسکا حضرت کے فعل یا قول یا تقریر سے ثابت ہو کر
 مواظبت ایک ہی اور یہ لفظ انہوں نے مراد اصحاب ان کتب کی یہ ہے کہ اصح یہ ہے کہ تراویح سنت
 حضرت ہی اس لیے کہ خود حضرت نے اسکو سنت فرمایا ہے حیث قال سنت لکم قیامہ
 یعنی سنت کیا ہی میں نے تمہارے لیے قیام رمضان کو اور عبارت جو اہل اخطا میں جو منکر
 لفظ ہے موند اسکی ہے اور جو کہ مستحب کہنا تراویح کا یہی ایک معنی کر صحیح تھا اس لیے کہ مستحب
 اوس سنت کو بھی کہتے ہیں کہ اوس پر حضرت نے لفظ مواظبت فرمائی ہو لہذا استحباب ان
 کتب نے لفظ اصح کا کہا یعنی جانب مخالف اسکی صحیح ہے ورنہ شمار میں ہے شمار بیت

فی رسالہ او اب العقی اذ اولیت روایت فی کتاب معتبر بالاصح والاولیٰ والاولیٰ و نحو ما قلہ
 ان لشیئہا ونجا لہما ایضا ایضا یعنی ہر دو لکھا میں نے رسالہ او اب العقی میں کہ حبیب بریل
 کیا ہے کوئی روایت کسی کتاب میں ساتھ لفظ اصح کی یا اولیٰ کے یا اولیٰ کے یا ساتھ
 اسکے مانند کے پس جاری ہے مفتی کے لیے کہ فتویٰ دے ساتھ اوس روایت کے اور
 ساتھ مخالف اوس روایت کے بھی جسکے ساتھ چاہے یا بحکمہ میں کعبت تراویح کو مستحب
 کہنا کسی کتاب کی کتب فقہ معتبر و خفیہ میں سے مخالف نہیں ہے پس مولوی میں ایجاب
 مقتدا ہی مولوی محمد فصیح غازی پوری نے جو درختار سے نقل کیا ہے اوس میں نفس تراویح کو
 سنت مکررہ کہا ہے اور عدد و شمار تراویح کا میں رکعت کو بیان کیا اور روایت میں جو میں رکعت
 کا قول جنہور اور معمول نام شرق اور غرب میں ہونا مرقوم ہے تو مراد اوس سے نفس عدد
 میں رکعت ہی نہ سنت مکررہ ہونا اس عدد کا اور وہ جو درختار میں ہے کہ سنت مکررہ

مولانا قاضی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ روایت قرطبی و حنفیہ کی باقی حنفیہ سے
 کہ امام اہل سنت اسکو اس حدیث میں نے اور روایت میں نے باقی حنفیہ سے سنت ہے کہ اگر
 کا بدن تپ نہ ہو کہ یہ کہ ایسا جو تو محل سنت کہ آمد میں عمر نے لقمہ نم سے لفظ مولدہ کو
 بڑا یا بیچا چھو دیا سیکھا ہی ہو جو جامع صغیرین کہ کتب طحاہ الروایۃ سے لفظ آخر امام
 اور سکو ذکر کیا ہو میں کعبت کا سنت ہو کہ وہ ہوتا اور اس سے شامہ شہین ہوتا ہے اس میں
 کہ ابو یوسف سے اور یاقون کا سوال امام اہل حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کیا مالک اسکو
 تراویح سنت ہی یا نہیں دوسری اسکا کہ حضرت عمر نے جس میں کہ کعبہ پر پشت کا حکم دیا تو
 یہ اختراع اونکا ہی یا مستند سنت سے تو جواب دہر پہلے کا امام نے یوں دیا کہ تراویح
 سنت ہو کہ وہ ہے اور جواب امیر کوسہر کا امام نے یہ دیا کہ یہ اختراع حضرت عمر نہیں
 بلکہ مستند سنت میں سے ہے کہ روایت اونکی کہ ہم نہیں پہنچی ہے اور کافی کی عبارت
 میں لفظ مولدہ کا نہیں ہے اور قاضی ہمدانی جو یہ اجماع صحابہ اور عمل سنت ہو کہ وہ
 ہوتا تراویح کا مرقوم ہے ہوا اول او میں میں تراویح کا سنت ہو کہ وہ ہوا مسطور ہے
 یہ میں کہ کعبت تراویح کا دوسری سنت ہو کہ وہ ہوا باجماع صحابہ سے کیا مراد ہی اگر مراد
 یہ ہے کہ سب صحابہ قابل اس کے ہیں کہ تراویح سنت ہو کہ وہ ہے تو صحیح البطلان ہے
 اس لیے کہ ایک صحابی سے ہی سنت ہو کہ وہ کہنا تراویح کو منقول نہیں ہے اور اگر مراد
 یہ ہے کہ سب صحابہ نے تراویح کو پڑھا ہے تو یہ مناسب صحابہ کا اور عمل امت کا اوسہ
 دلیل استصحاب ہے نہ دلیل سنت ہو کہ وہ ہوا کی اور پڑھنا میں کعبت کا تو ہرگز سب
 صحابہ سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ساری امت کا عمل اس پر ہے مولای الام
 مالک اور شریعتین متضدین سے کہ لکھا عمر بن خطاب ابی ابن کعبہ تمہم وار
 کہ کیا یہ کعبت تراویح پڑھا کیا اور ابن ابی شیبہ نے اپنے تصنف میں روایت کیا ہے
 کہ قرآن حضرت عمر نے ابی بن کعبہ اور یحییٰ بن ابی حنیفہ سے گیارہ رکعت تراویح

پیر ہائیکو اور اسکینو امام مالک نے اپنے نفس کے لئے اختیار کیا ہو اور عثمان اسلمی بکر ابن
 العزلی المالکی بھی یہی ہے ایسا ہی عمدہ انقاری میں اور سعید بن منصور نے اپنے سنن
 میں اور محمد بن نصر نے کتاب قیام اللیل میں سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ کہتے
 تھے سائب بن یزید کہ تھے ہم پڑھتے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں رمضان میں تیرہ رکعت
 یعنی اٹھ رکعت تراویح کی اور پانچ رکعت وتر کی اور یہی مختار محمد بن احمق ہی اور ابن عبد البر نے
 اسناد کا میں اسود بن یزید سے کہ کبار فقہائے تابعین سے تھے روایت کیا ہے کہ پڑھتے
 تھے اسود بن یزید چالیس رکعت تراویح کی اور سات رکعت وتر کی اور محمد بن نصر نے قیام اللیل
 میں روایت کیا ہے امام مالک سے کہ کہا امام مالک نے کہ مشعب بن ربیع پڑھتا لوگوں کو رمضان
 میں اڑتیس رکعت پھر سلام پھیری امام اور لوگ پھر وتر پڑھا دے امام لوگوں کو ایک رکعت اور کہنا
 کہ اسی پر عمل دینیہ میں حید اور سو برس یا چنگ اور مشہور امام مالک سے چھتیس رکعت ہیں
 اور ابن وہب نے روایت کیا ہے نافع سے کہ کہا نافع نے کہ نہ پایا میں نے لوگوں کو
 اوس خالت میں کہ وہ پڑھتے تھے تراویح کو اوثالیس رکعت اور وتر پڑھتے تھے اوٹین
 سے ساتہ تین رکعت کے اور محمد بن نصر نے قیام اللیل میں روایت کیا ہے داؤد بن سیر
 سے کہ صفار تابعین سے تھے کہا داؤد نے کہ پایا میں نے لوگوں کو زمانہ امارت
 ابان بن عثمان اور عمر بن عبد الغزیز میں کہ پڑھتے تھے تراویح کو چھتیس رکعت اور وتر پڑھتے
 تھے تین رکعت اور زرارہ بن اوفی قاضی لیسرو سے پڑھتا اٹھائیس رکعت کا مروی ہے اور
 سعید بن اسباب سے کہ کاثر تابعین سے تھے چھتیس رکعت پڑھتا مروی ہے اور ابی جابر
 سے کہ تابعین میں سے تھے سبکو رکعت پڑھتا مروی ہے یہ سب روایات فتح الباری اور
 عمدہ انقاری میں موجود ہیں اور مقام حیرت ہی کہ مولوی عہد الرحمن صاحب صدر میں نے
 دعویٰ کیا کہ تمام کتب فقہ الاہل میں کہ میں رکعت سنت موکہ میں حالانکہ ایک کتاب فقہ کاہی
 نام نہ لیا کہ اس میں میں رکعت کو سنت موکہ لکھا ہو چنانچہ اس دعویٰ کا یہیہ راستی سے جاری

ہونا بخاطر روایات کتب فقہ جو مندرجہ فقہ میں ظاہر ہی مولوی صاحب کتب چاہی کہ اس نامہ مستحق
 ہوا یا نہ ہو۔ لیکن یہ کہ یہ مولوی غلامی محمد عباسی نے جو لکھا ہے کہ اکثر کتب سے یہی ثابت
 ہوتا ہے کہ میں رکعت سنت موکدہ میں ہی کذب ہیں اکثر کتب سے صرف سنت ہونا
 تراویح کا معلوم ہوتا ہے نہ سنت موکدہ ہونا میں رکعت تراویح کا اور ان مولوی صاحب نے
 نقل عبارت فتح القدیر میں تحریف فرمائی ہے کہ لفظ موکدہ کا جو فتح القدیر میں نہ تھا اپنی طرف
 سے عبارت فتح القدیر میں فرما دیا ہے اور مولوی شجاعت حسین اور مولوی سید
 انیس علی شاہ صاحب نے میں رکعت کو جو سنت بنی کہا ہے اور فرمایا ہے کہ حضرت
 نے میں رکعت پر میں ہیں سو غلط ہے اور غنیہ سے جو نقل کیا تھا وہیں صلوة الراجح کا
 سنت ہونا لکھا ہے نہ میں رکعت تراویح کا اور دوسری فصل غنیہ میں جو رقم ہے
 وہی عشرون کتبہ تو مقصود اس سے بیان قول مختار و کلمات تراویح میں یہ کہ تراویح
 سنت ہی میں رکعت ہی اور مولوی سراج الدین نے جو کہا کہ سنت رکعت میں جمع کرنا
 ہے سنت تراویح کو سب علماء اہل سنت و جماعت نے صریح جو مٹھ ہے اور نہایت بیکار
 اس بقولہ کی ہو جو بیان ہمام صاحب فتح القدیر اور ابن نجیم صاحب بحر الرائق اور طحاوی محسنی
 و مختار وغیرہم کا جنہوں نے کہ ائمہ رکعت کو سنت کہا ہے اور امام مالک اور محمد بن یحییٰ اور
 اسود بن یزید و زرارہ بن اوفیٰ اور ابی جلیزہ اور سعید بن جبیر اور سعید بن اسید وغیرہم کا جنہوں
 کہ عدد غیر میں رکعت کو اختیار کیا ہے اہل سنت سے خارج ہونا لازم آتا ہے مولوی صاحب بیان
 کریں کہ کسی لکھا ہے کہ سب علماء اہل سنت و جماعت نے کہ سنت تراویح کو میں
 رکعت میں جمع کرنا ہے اور جن کتابوں کا کہ حوالہ دیا ہے اور میں یہ بات مذکور میں ہے چنانچہ ترمذی
 صحیح بخاری شیخ الاسلام کو جو دیات اسمین کچھ نشان اسکا نہ ملا اور فتاویٰ ابراہیم شاہی میں
 فتاویٰ حجتہ سے تراویح کا سنت موکدہ ہونا نہیں رکعت تراویح کا سنت موکدہ ہونا باجماع
 صحابہ منقول ہے اور کلام روایت فتاویٰ حجت میں اور یہ چکایا اور علی بن ابی القیاس حال ہی نقل کیا

اور بنیاد کا بکھراؤ ان مولوی صاحب کی سب جوتے ہیں اگر مولوی صاحب ہندوستان میں
 ڈرنے کہیں تو خلق کی رسوائی سے تو ڈرین کا آخر کو ایسا جو وہ ظاہر ہو جاتا ہے وہ یہ بات
 ہے کہ جو نہ میں آیا سو کدیا جیسا کہ جامع مسجد میں منبر پر بیٹھ کر قرآنی ہیں کہ شاہزادہ جبریل ہیں
 اور مولوی فیض احمد صاحب نے بولکہ کہ میں رکعت کے سنت ہونے پر اجماع اہل
 اسلام ہے شرق و غربا اور میں رکعت حرمین شریفین میں جاری اور اجماع ہیں اور کسی شخص
 نے اہل اسلام سے اس امر میں آج تک خلاف نہیں کیا اور مخالف اس کا قید ہے یہ
 مولوی صاحب اس کلام میں مولوی سراج الدین صاحب نے بڑے گئے کہ سب اہل اسلام
 کا تیسری رکعت کی سنت ہونے پر اجماع بیان کیا اب سنو کہ مراد سنت ہی اگر سنت ہو کہ ہر
 تو امام نوویؒ جو اتفاق علماء تاریخ کی استحباب پر بیان کیا ہے اور میں مراد علمائے کیا غیر اہل
 اسلام ہیں اور اگر سنت بخیر ہو کہ ہے تو اسودین زید اور ابو جحزہ اور سعید بن اسیب اور
 سعید بن جبیر اور زرارہ بن اوفی اور محمد بن اسحق اور امام مالک وغیرہم تابعین اور تبع تابعین
 کے کہ استحباب بخیر میں رکعت کا منقول ہے بزعم آپ کے اہل اسلام سے شاید
 خارج ہوگی اور اہل اہل دینیہ کا اور قول ان کا اتالیس رکعت پر ساتھ وتر کے جو جامع بڑی وغیرہ
 میں منقول ہے دلائل کرتا ہے اسیر کہ دینیہ میں میں رکعت جاری نہیں ہیں بہر حال نہیں
 مفتیوں کی شان میں دارو ہے کہ افتوا البقیہ علم فضلوا و ضلوا ان مفتیوں کے حال پر
 کچھ تعجب نہیں ہے عجیب ہی مفتی سے کہ ایسی کوئی اور سنت توئی لکھنا چاہا اور لائق
 افتاء ہونا ان کا اہل علم سے نہ دریافت کیا۔

روایات کتب اصول فقہ اور کتب فقہ معنی سنت اور وہی تقسیم میں
 سنت پر ہی کے جنکو سنت ہو کہ ہے کہتی ہیں اور طرف سنت
 رائدہ جس کے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	تقریر حسین بن علی	<p>و فی فتنہ کثیفہ و اطلب محلی فعلہ مع ترک الباعذر فخالص ترک الباعذر لیزم کونہ اسی الموالی علیہ بلا وجوب او الواجب لا یختص فی ترکہ بلا عذر ولا یمنی عدم شمول بجميع السنوات امامہ و طلب اسی علی فعلہ مندوب و مستحب۔</p>	<p>اور یہ تعریف سنت کے متعلق ہے میں ہو کہ سنت یعنی ہو کہ وہ ہو کہ سنت اور اسی شخصیت کی او اسکے فعل پر ساتھ کہ ترک کے بلا عذر میں کہا تھا کثیفہ سے ساتھ کہ ترک کو بلا عذر یعنی اس قید کو پر آیا تاکہ امام اسی ہو اور اسکا یعنی اس فعل کا کہ جس پر موانعت کی گئی ہے بدوین واجب جو کے آپ کے لیے اس لیے کہ واجب نہیں حضرت ہو او اسکے ترک میں بدوین عذر کی اور نہیں پر شیعہ جو نہ شامل ہو نا کہا تعریف کا ساری سنتوں کے لیے اور وہ چیز کہ نہیں موانعت فرمائی ہو تخصرت نے او اسکے فعل پر وہ مندوب اور مستحب۔</p>
۲	کشف یزدی	<p>و ذکر ابوالعباس و ابی اسحق و طلب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اور اسی پر سنت میں ہو کہ</p>	<p>و ذکر ابوالعباس و ابی اسحق و طلب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں اور اسی پر سنت میں ہو کہ</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		<p>مثل التشدق في الصلوات و اسنن الروایت و حکما انه یندب الی تحصیلہا و بلام علی ترکها مع الحق اثم یسیر کل نفل لم یطیب علیه رسول اللہ صلی علیہ وسلم بل ترکہ فی حالیکہ لطاۃ کل صلوة وتکرار الغسل فی اعضاہ لوضو اکثر فی الوضوء فانه یندب الی تحصیلہ ولکن لا یلام علی ترکہ ولا یلحقہ تکرار</p>	<p>پس ہر نفل ہے کہ مواظبت فرمائی ہو اور پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مانع التشدق کے نماز و نفلین اور سننوں پر اسے اور حکم اور سننوں پر اسے کہ بلایا جاتا ہے طرف اس کے حاصل کر نیے اور مواظبت کیا جاتی ہے اور اس کی چوڑائی پر اسے لاحق ہونے تو طہری سے گناہ کے اور جس نفل پر مواظبت غفر مالی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بلکہ چوڑیا ہو اور اس کو کسی حالت میں مانع طہارت سے ہر نماز کے لیے اور کر رہے ہونے کے اعفاء و وضو میں اور ترتیب کی وضو میں تحقیق شان پر ہے کہ بلایا جاتا ہے اور اس کی چوڑائی اور نفلین لاحق ہوتا ہے اور اس کو ساتھ اور اس کی چوڑائی کے بوجہ —</p>
۴۴	صبح صادق و شمس منار	<p>وہی نوعان سنتہ الہدی و ہی اسنتہ الہی و لیلہا بجمہ الہی فاخذہ ہی و ترکہا ضلالتہ و زوالہ</p>	<p>اور سنت و قسم ہی سنت ہدی اور سنت ہر کہ مواظبت فرمائی ہو آنحضرتؐ فرماوے پھر بجہت عبادت ہونے کے پس لینا</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		<p>وہی الہی والمحب علیہا من جمیع الخلق الانسانیۃ لامن حیث لتعبدیتہ وہی مستدبہ۔</p>	<p>اوسکا بدلت ہو اور چوڑا اور کاکڑا سنت راندہ اور وہ وہی کہ خواہت انحضرت نے اوسپر محبت جلیست کے نہ حیثیت تعبدیہ سے اور یہ</p>
۴	فتح الغفار شرح منہاج	<p>استن الہی لیسبت بکذا لہ لایقون علیہا اسم السنۃ ذارۃ المستحب لہ المندوب وقد فرق الفقہاء بین الثلثۃ فقالوا والمحب الہی علی علیہ سالم علی فعلہ مع ترک المباحۃ بسنۃ والم یوانیۃ مستحب ان استوی فعلہ وکرہ وکندوب ان ترجح فعلہ علی ترکہ بان فعلہ مکرہ اور مشین والاصول لیسبت لہ لیسبت والکندوب۔</p>	<p>وہ یستحق کہ سنین میں ہو کہ کسی کرتے ہیں اوسپر نام سنت کا اور مستحب اور کہیں مندوب اور یہ فرق کیا ہی فقہانے اور بیان کیا تیر کے پس فرمایا ہے فقہانے جو چیز کہ مواظبت فرادین نبی صلعم اوسکے فعل پر سنا کہ ترک کے بلا عدم سنت ہے اور جیسر مواظبت نفرد ہو مستحب ہو اگر برابر ہو کرنا اوسکا اور اوسکا مندوب ہو اگر اچھ کرنا اور اوسکے نکرانے پر یا مندوب کہ کیا اوسکا کیا یا بد یا اور اصولیوں کی مذہب فرق کیا ہو درمیان مستحب و مندوب</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۵	شرح الوقایہ	اسنتہ ماوطلب علیہ النبی علیہ السلام مع البرک اجیابا فان کانت الخیر علی سبیل العبادۃ فسنن البک وانکانت علی سبیل العبادۃ فسنن الزوائد۔	سنت وہی کہ جس پر مواظبت فرمائی ہو بنی علیہ السلام نے مسانہ ترک کے بعض اوقات میں پس اگر ہو مواظبت سبیل عبادت پس سنن ہی ہے اور اگر ہو مواظبت سبیل عبادت پس سنن زوائد ہیں۔
۶	مبسوط	اسنتہ ستان اخذ ہدی ترک الایمانس بہ کاسنتہ النبی لم یواطب علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسنتہ اخذ ہدی وترکھا ضلالۃ کالاروان والاقایہ وصلوۃ العید۔	سنت دو سنت ہیں ایک سنت کہ کہ اخذ اور سکا ہدایت ہی اور چھوڑنا اور سکا یہ ہی ماننا اس سنت کی کہ مواظبت نہیں فرمائی ہی اور پیر سوختہ اصلم نے اور دوسرے سنت ہے کہ اخذ اور سکا ہدایت ہے اور چھوڑنا اور سکا کراہی مانند اذان اور اقامت اور عید کی نماز کے
۷	فتح القدیر شرح فارسی خلاصہ گیلانی	اسنتہ ماوطلب علیہ النبی علیہ السلام علیہ وسلم وحکم التواب بالفضل والعقوبات فی الہدی وحکم سنت استحقاق ثواب بسنن بکرون و استحقاق عذاب	سنت وہی کہ جسکی مواظبت فرمائی ہو صلعم نے ساتھ اپنی نفس نفس کو اور حکم ثواب کا ہی ساتھ کر نیکی اور حکم عقاب کا ہی ساتھ چھوڑنے کے سنت ہی میں اور حکم سنت کا استحقاق ثواب

شمار کتب

جہارت

موجب

بنا کر دن بی حد و این اور سنت
 ہر ہی مت کہ عبارت تائیدی است کہ
 راوست حضرت پیغمبر علیہ السلام بود
 قصد عبارت بود و باشد و عمل کردن
 با و الکیل دین باشد مثل اذان و
 اقامت و جماعت و سنتهای دیگر
 پنج وقت نماز است و این است
 موکدہ غیر گویند واضح باشد کہ سبب
 استحقاق ثواب بکرون سنت است
 کہ کردن او متابعت است پیغمبر
 علیہ السلام و متابعت حضرت پیغمبر
 ثواب است و سبب استحقاق
 عقاب ترک نیست کہ ترک نمی باشد
 حضرت علیہ السلام این موجب
 عقاب است تا ما ترک سنتهای
 مذکور کہ عبارت تائیدی است کہ عذاب
 حضرت علیہ السلام بر آنها واجب است
 بود و باشد بکار مجرمان و عذاب است

ساتھ کرنے کے اور استحقاق مجزا
 ہی ساتھ کرنے کے بدون عذاب
 اور یہ سنت ہی جو کہ عبارت
 اوس سنت ہی جو کہ راوست حضرت
 پیغمبر علیہ الصلوٰۃ کی تاویل بقصد عبارت
 موسیٰ ہو و فی عمل کرنا ساتھ او کی
 تکمیل میں سنت ہو مانند اذان و
 اقامت و جماعت و سنتیں دیگر
 پنج وقت نماز میں ہر اور اس سنت
 ہر ہی کو سنت موکدہ ہی کہتے ہیں
 واضح ہو کہ سبب تحقق ہونے ثواب
 کیا ساتھ کرنے سنت کے وہ ہے
 کہ نہ اسکا متابعت ہی ساتھ حضرت
 علیہ السلام کے اور متابعت حضرت
 موجب ثواب ہو اور سبب استحقاق
 عقاب کا ساتھ ترک سنت کے
 وہ ہے کہ ترک مخالفت سبب
 حضرت علیہ السلام کے اور موجب

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		<p>آنحضرت ہو وہ باشد و تاک ان معقب نمی شود همچون دراز کردن قنارت در نازد طول رکوع و سجود و خوردن و نوشیدن چیزی بدست رست و پای رست را پیش نهادن و روفت و آمدن در جایی و مانند اینها که عملی کردن با آنها ستحسین است اما تبرک اینها عقابی نیت ہے</p>	<p>عقاب ہی پس آپر سنتوں روا کر کے ترک میں کہ عبارت اون سنتوں سے ہیں کہ عداوت حضرت علیہ السلام کی اون پر بقصد عبادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عادت شریف آنحضرت ہوں تاکہ انکا معاتب بنیں ہو تا ہے مانند راز کر فر قنارت کے نماز میں اور وزنی رکوع اور سجود اور کھانا اور پینا کسی چیز کا ساتھ سید ہے ہاتھ کے اور سید ہے پاؤں کو آگے رکھنا وقت آنے کے کسی جگہ میں اور مانند انکے کہ عمل کرنا ساتھ انکے ستحسین ہے آپر ساتھ انکے ترک کے عقاب بنیں ہے</p>

روایات حدیث کہ پڑھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ وغیرہم کا اٹھ رکعت تراویح کا
اوشی ثابت ہی اور اقوال علماء تائید میں اسکی اور روایات کتب فقہ کہ
جس میں اٹھ رکعت کا سنت ہونا مفسر اور روایات شروح حدیث وغیرہ
جہین عدم توقیت بعد تراویح میں محنت ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			<p>رسول الصلی علیہ وسلم فی رمضان کہا جارسے کہ پڑھیں ہمارے کتاب مان کو فائز اور فدا کانت القابہ رسولہ صلعم نے رمضان میں اجتہاد فی السجدہ ورجو ان بحسب الینا حتی اصحاب۔</p> <p>شعبہ آئندہ شیعہ ہو ہم مسجدین اور اسید دارتہم کہ تخلین انصرت من ہماری بیان تک کہ صبح کی ہنر۔</p>
۱	معنی بن ابی شیبہ	<p>عن السائب بن یزید قال قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب وطلحان بن ابی شیمہ ان لود اللناس باحدی عشر رکعت۔</p>	<p>روایت ہر سائب بن یزید سے کہ تحقیق سائب بن یزید نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور طلحان بن ابی شیمہ سے کہ تراویح پڑھاؤں وہ روزوں کو گنو گنا رکعت۔</p>
۲	مروطی امام مالک	<p>عن السائب بن یزید قال قال عمر بن الخطاب ابی بن کعب وطلحان بن ابی شیمہ ان لود اللناس باحدی عشر رکعت۔</p>	<p>روایت ہر سائب بن یزید سے کہ سائب بن یزید نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے ابی بن کعب اور طلحان بن ابی شیمہ سے کہ تراویح پڑھاؤں وہ روزوں کو گنو گنا رکعت۔</p>
۳	سنن سعید بن منصور	النیما	النیما

[illegible]

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۰	فتح الباری	والعدد الاول موافق لحديث عائشة المذكور بعد الحديث في الباب والثاني قريب منه	اور عدد پہلا موافق ہے وہ اس طرح حدیث عائشہؓ کے کہ مذکور ہے بعد اس حدیث کے اسباب میں اور ثانی قریب ہے اونس سے صرف وتر کا فرق ہے کہ اول میں وتر کے تین رکعت ہیں اور ثانی میں وتر کی پانچ رکعت
۱۱	عمرہ القاری	وقبل احدى عشرة ركعة وبعثنا مالكا بن عوفيه وخشاره ابو بكر بن العز	اور کہا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح باوتر میں گیارہ رکعت ہے اور یہی عدد ہے کہ اختیار کیا ہے اسکو مالک نے اپنی نفس کے لیے اور اختیار کیا ہے اسکو ابوبکر ابن العربی مالکی نے۔
۱۲	ناثبت باسننہ	وروي انه كان بعض السلف في عهد عمر بن عبد العزيز يصلون باحدى عشرة ركعة قصدا للتشبه برسول الله صلى الله عليه وسلم	اور روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق ثمالن یہ ہے کہ تہی بعض سلف عمر بن عبد العزیز میں کہ زمانہ تابعین کا تھا نماز پڑھتی تھی ساتھ گیارہ رکعت کے واسطے قصد تشبیہ کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

شمار	مقام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۳	رسالہ الترویج یوطی	<p>قال ابن الجوزی من اصحابنا من مالک انه قال المذی جمع علیه النکاح من الخطاب احب الی و هو احب عشر رکعت وہی صلوة رسول اللہ قبل لہ احادی عشر رکعتہ بالوتر قال نعم و نکث عشر قریب منه قال و یا ابا من ابن اعدش ہذا رکوع الاثیر</p>	<p>روایت کیا ہے ابن الجوزی سے کہ اصحاب ہمارے یعنی شافعیہ میں سے امام مالک سے کہ گھٹتر عشر رکعت وہی صلوة رسول اللہ کے جمع کیا ہے اور پھر لوگوں کو ستر رکعت کا حکم دیا ہے محبوب سے محبوب اور ہر نماز میں ایک رکعت ہے اور وہی نماز میں چھ رکعتیں ملے کہ چار رکعت سارے امام مالک سے کہ گیارہ رکعت سارے وتر کے یعنی وتر ہی اور پھر میں نے کہ وہ اہل ہے فرمایا امام مالک سے کہ بان تریبی انہیں میں داخل ہو اور تیرہ رکعت قریب اوس سے ہے کہ فرق صرف دو رکعات کیا رہیں تین رکعت وتر کی ہیں اور تیرہ میں پانچ رکعت وتر کی اور فرمایا امام مالک نے انہیں جانتا ہوں کہ کہلے رکعت کی گئی یعنی یہ رکعتیں بہت —</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۳	فتح القدیر	<p>تفصل من ہذا کہ ان قیام رمضان سنتہ ان ہی عشرہ بالوتر فی جامعۃ فعلا علیہ السلام وترکہ بعد رافا و انہ لولا شیتہ ذالک لواطبت و لا شک فی تحقیق الامن من ذلک بوفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنتہ وکوننا عشرین سنتہ اخلفاء الراشدین قولہ السلام علیکم بشی و سنتہ اخلفاء الراشدین مذہب الی سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنتہ او ان سنتہ ما وظہر بنفسہ الا بعد ورتبہ عدم ذلک التعارض استغناء ان کان یوالمطلب علی ما وقع منہ وہو ذکرنا فیکون العشرین مستحبا وذلک القدر منہا ہو سنتہ کاریج بعد العشاء مستحبہ وکعبان منہا سنتہ وظاہر کلام المشائخ ان سنتہ</p>	<p>پس حاصل ہوا اس سلسلے کی قیام رمضان جسکو تراویح کہتے ہیں سنت اوسمین گیارہ رکعت ہیں ساتھ وتر کے جامعیت میں اوسکے کرکڑ اور اوسکے چھوڑنے نے ساتھ عذر کے فائدہ دیا ہے اسکا لا اگر نبوت خوف فرض ہو جائیگا البتہ موافقت کرنا میں ساتھ اوسکے اور نہیں ہی شک تحقیق ہونے میں ہیں اس ساتھ وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پس چوٹی گیارہ رکعت سنت اور ہوتا تراویح کا میں رکعت سنت خلفاء راشدین کی ہی اور قول علیہ السلام کا کہ لازم پکڑو تم سنت میری اور سنت خلفای راشدین کو بلانا ہی طرف افکی سنت کو اور نہیں مستلزم ہی یہ اسکے ہو نیکو سنت اہل بیت دہری کہ جبکہ مطہبت فرمائی ہوا ہے فی بنفسہ مگر ساتھ</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ:
		<p>مشرکین یقینی الدلیل نالشاکیہ میںناہو عبادۃ اللہ ویں ہر تہ مستحب -</p> <p>غیر کے اور سایہ تقدیر مدد غیر کی سوا کے شین ہاں ہی رہے کہ تحقیق نہضت تہی فراتی اوس نہضت دار کہ آپ اور ہو گیا روایت و ترک پس ہو کی میں کت اور اس قدر میں سے کہ ساتھ و میں سنت مانڈ ہاں کے کہ بعد عشا کے مستحب اور و کتیرا دن چار میں سنت میں اور ظاہر کلام سے کہ سنت میں کت اور چاہی ہی دلیل اوس کہ کہا ہے پس ولی قوت وہ ہے کہ عبارت قدر کی سے اوسکے تراویح مستحب -</p>	<p>ترجمہ:</p>
۱۵	سجراتی	<p>و قولہ مشرکین یقینی الدلیل نالشاکیہ قولہ کہ ہر دینی اللہ تعالیٰ میں</p>	<p>اور قولہ کہ ہر دینی اللہ تعالیٰ میں</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	مجموعہ
		<p>بن رومان قال کان الناس یفوتون فی زمن عمر بن الخطاب ثلاث عین رکعتہ علیہم علی الناس الیوم شرفاً و غریبا لکن ذکر الحق فی فتح القدر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان کیون من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ و سلم ثلاثہ ترکہ خشیہ ان یتب علینا والباقی مستحباً و قد ثبت ان ذلک کان احدی عشر رکعتہ یاوترکنا بیت فی الصحیحین من حدیث عائشہ فاذن کیون اسنون علی جہول مشائخنا ثمانیہ عنہا و المستحب اثنا عشر رکعتہ</p>	<p>تراویح کی اور یہی قول جہول کا ہے اوسکے عدوت حب میں ہر ایک اوس کی کی کہ موطائین نے نیز یہ بن رومان سے کہ کما نیز یہ بن رومان نے کہ تہی لوگ تراویح پڑھتے تھے نہانہ عمر بن الخطاب میں تیرہ رکعت اور اسی طرح علی لوگوں کا ج مشرق او مغرب میں لیکن ذکر کیا ہے محقق نے فتح القدر میں کہ جبکہ حاصل یہ ہے کہ دلیل چالیس ہے اسکو کہ پوسختہ میں رکعت میں سے اوسقیدہ کہ کیا ہے اوسکو انصرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میں رکعت میں سے ہر چورہا ہے اوسکو باسب خوف فرض یعنی کے ہمہ اور ہوں باقی میں رکعت میں سے مستحب اور تحقیق ثابت ہوا ہے کہ تحقیق وہ مقدار رکعات کیا ہے</p>

شمار کتاب

عبارت

ترجمہ

کہ او کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے تمنا کیا کہ رکعت ساتہ وتر کے
جیسا کہ ثابت ہوا اور صحیحین میں
حدیث عائشہ سے پہلے یہ نہ
ہوئے جسکے ہمنوں ہمارے
مشائخ کے اصول پر آئمہ رکعت
اور سب گیارہ رکعت تراویح کی

قول صاحب در مختار کا تراویح نہ ہو کر

قولہ التراویح سنۃ مکررہ

ملفوظادی

۱۶

دکرتی مستحب القدر یا حاصلہ ان
الدلیل یقتضی ان کیوں سنۃ
من العشرین ما فعلہ صلی اللہ علیہ
سلم من ثمانیۃ ترکۃ حشیۃ ان یکتب
علینا والباقی مستحباً وقد ثبت
ان دلک کانت احدی عشر رکعت
بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من
حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا قالا
کیوں کہ علی مولیٰ شایعنا ثمانیۃ

ترکیر سے بقیع القدر میں کہ ہکا
حاصل ہو کر دلیل مقتضی ہے
کہ ہوں سنت میں کتوبن میں
اوس مقدار کہ کیا ہے او کو ثمانیۃ
صلی اللہ علیہ وسلم نے میں کتوبن
میں سے پہر چوڑیا ہے او کو سبب
خوف فرض ہو جانے کے ہم
او کو ثمانیۃ مستحب اور تحقیق ثابت
ہوا ہے کہ وہ مقدار کہ کیا ہے

سہار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		منہا المستحب اثنتی عشرة -	اوسکو انحضرت نے تین گیارہ رکعت ساتھ وتر کے جیسا کہ ثابت ہوا ہے صحیحین میں پیش علامہ رضی اللہ عنہما سے پس اس وقت میں ہونگے مسنون ہمارے شایخ کے قول پر اللہ رکعت میں رکعت میں سے اور مستحب بارہ رکعت -
۷۱	امداد الفلاح	قال الکمال کوثر عشرین رکعتہ سنۃ اخلافہ الراشدین والذی فعلہ اکثر صلعم باجماعہ احدی عشرۃ بالوتر واکوثر ابن علی المدنیہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعتہ سوی الوتر فضعیف انتہی لیشیرہ الی فضل ما قالہ فی الختامہ روی الامام علی المدنیہ وسلم خرج لیلۃ من لیالی رمضان فصلى عشرین رکعتہ -	کمال الدین ابن ہمام نے کہ ہونا تراویح کا پس رکعت سنت خلفای راشدین سے ہے اور وہ کہ کیا ہے اوسکو نبی صلعم نے ساتھ جماعت کے کیا اور رکعت میں ساتھ وتر کے اور وہ جو مروی ہے کہ تحقیق انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی رمضان میں بیس رکعت سوا وتر کے پس ضعیف ہے آخر یہ کلام کمال الدین

شمار کتاب	عبارت	ترجمہ
		<p>ابن ہمام کا اشارہ کرتا ہے ابن ہمام ساتھ مروی کے طرف اشارہ اور اسکے کہ کہ کہا ہی او سکو حصہ عنایہ فرمنا یہ میں کہ روایت کیا گیا ہے کہ تحقیق رسول معلم سکے ایک رات میں میں توں بخشان میں سنہ ہیں پھر میں آپ سے میں کہتے۔</p>
۱۸	<p>وہم نسوا فی عدد رکعاتہما التی یقوی بہا الناس فی رمضان کما اختارہما اول النصف فیہا فاخار بعضہم عشرین رکعتہ سوی الوتر واثمن بعضہم ستائین رکعتہ والوتر ثلث رکعات وہو الامر القدیم الذی کان علیہ الصد الاول والذی اقول بہ فی ذلک ان لا توقیت فیہ فاکنان لابد من الاقدار فالاقدم امیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ذلک</p>	<p>اور مختلف ہوئے ہیں علماء اور مختلف ہوئے ہیں علماء رکعات تراویح میں کچھ پڑھتے آئے انھیں ساتھ او سکے لوگوں کو بخشان میں کہ کما مختار ہے او میں سے اسلئے کہ نہیں ہیں ہے رکعات تراویح میں میں اختیار کیا ہے بعض علماء نے میں کہتے کو سوا وتر کے اور تھیں جانا بعض علماء نے چتیں کہتے کہ اور وتر کو میں رکعت سلام چتیں کہتے</p>

شمار نام کتاب

عبارت

ترجمہ

تھا وہ ثبت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان
ما زاد علی احدی عشرۃ رکعتہ بالوتر
شیئاً الا فی رمضان ولا فی غیرہ الا ان
کان لیطو لہا فذا ہو الذی اختیارہ
جمع میں قیام رمضان والا قیام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
اللہ تعالیٰ تقدس کان لکم فی رسول اللہ
اسوۃ حسنہ۔

کی اور یہی امر قدیم ہے کہ ستے اس پر
صدر اول اور وہ جو کتابت میں اس کو
امین یہ کہ نہیں تو قیامت اور تہن
ہے اس کے بعد رکعات میں پس
اگر ہو کہ ضروری اقتدا پس اقتدا ہی حیات
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمین
اس لیے کہ شان یہ ہے کہ ثابت ہوا
انحضرت صلعم سے کہ تحقیق انحضرت
نے نہیں بنیاد کیا ہے کیا رکعت
پر یا تہ وتر کے کچھ نہ رمضان میں اور
نہ غیر رمضان میں مگر تحقیق انحضرت
ستے کہ دھار کرتے ستے اون
گنبد ارہ رکعت کہ لپٹا وہ
کہ اختیار کرتا ہونین اس کو بسبب جمع کو
و دنیا قیام رمضان اور اقتدا کی
ساتر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے
فرمایا اللہ تعالیٰ نے البتہ ہر دو رکعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۹	مراۃ شرح مشکوٰۃ	اعلم انه لم یوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی التراويح بعد امیۃنا بل لایزیری فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشر رکعتہ لکن کان یطیل رکعات فلما جمعم عمر صلی الی کان یصلی بہم عشرین رکعتہ ثم دوڑ شلبت وکان یخفف القراءۃ یقیدہ از او من رکعات وکان طائفہ من اسلاف یتذوقون ابیہین رکعتہ و دوڑ شلبت و آخر وقت بہت کمترین و اوڑ شلبت و بڑا کھلے من۔	ماہو تحقیق شان یہ ہو کہ ہمیں مقرر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح میں کوئی عید عین ایک نہیں زیادہ فرماتے سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں کیا رکعت پر لیکن کسی کو یوں کر دس سے ستے رکعات کہ پس جبکہ جمع کیا اگر عمر رضی اللہ عنہ نے الی بن کعب پر کہ ستے الی بن کعب پر ستے لوگوں کو میں رکعت پر دوڑ شلبت سے ساتھ میں رکعت کے اور ستے الی بن کعب پر کرتے سے قرات کو بعد اگر کہ راند ہوئی ستین رکعات سے پس میں ایک طائفہ میں سے کہ تراویح پر ستے ساتھ میں رکعت اور دوڑ شلبت سے ساتھ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			<p>تین رکعت کے اور تہا دوسرا گروہ سلف میں سے کہ تراویح پر پڑھتے تھے جنہیں رکعت اور وتر پڑھتے تھے سات تین رکعت اور یہ سب کفر گیارہ رکعت پڑھنا ساتھ وتر کے متعلق قول قرآن اور عین رکعت پڑھنا پھر وتر پڑھنا تین رکعت تحفہ ضیف قرابت</p>
۴۰	نیل الاوطار شرح مشقی الاخبار	و کما ضل النبی ولت علیہ احادیث الباب و ایسا بہا ہوا مشر و علیہ السلام فی رمضان و الصلوۃ فیہ جماعۃ و تراویح تقتصر الصلوۃ المسماۃ بالتراویح علی عدد معمون و تخصیصا لقرار و مخصوصہ لم ترو بہ سنہ	<p>اور وہ ماحصل کہ ولایت کیا ہے احادیث باب اور اس کے نظام نے مشروع ہونا قیام کا ہے بر رمضان میں اور نماز ہی اسی رمضان میں جائے اور تنہا پس قصر نماز ہی تراویح کا عدد معین اور تخصیص ارادہ ساتھ قارۃ مخصوصہ کے نہیں وارد ہوئی ہے ساتھ اس کو سنت یہ یعنی عدد رکعات تراویح سہل ہے خلاف اس میں اس لیے کہ تراویح فوافل</p>
۴۱	شرح منہاج السنکی	هذا المربط خلاف فیہ مان ذاک من النوافل من شار علی اقل من	

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
		شارح علی اکثر العلوم فی وقت اجازہ تطویر القیام علی سدا رکعات فیعلو احدی عشرہ فی وقت اجازہ اکثر عدد رکعات فیعلو حسین -	سب جو شخص چاہے پڑھے شہر رکتین اوکی اور جو شخص چاہے بہت کتین اوکی اور شاہ کراؤں نے ایک وقت میں اجازت رکعات درا کر نے قیام کے بعد رکعات پس گردانا ہو سکوا گیا رو رکعت ایک وقت میں اجازت دی ہو کتین رکعات کی پس گردانا ہو سکوا گیا

روایات کتب فقہ و حدیث رجالک انہیں ضعف اور حدیث کا بیان ہی کہ
جہین میں پست رکعت تراویح کا پڑھنا حضرت
سید کوری

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	فتح التدریر	واما ما روی ابن ابی شیبہ فی مسندہ والطبرانی عن البیہقی عن حدیث ابن عباس انہ علی التدریر	اور ای پر وہ روایت کیا ہے الی شیبہ نے اپنے مسند میں اور طبرانی نے بیہقی سے حدیث

شمار	عبارت	ترجمہ
		<p>علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرين رکعتہ سوی الوتر فضیلت الی سہ ابن ابی نعیم بن عثمان جلالہ الام الی بکر بن ابی شیبہ متفق علی ضعفہ مع علی نقض ابن ابی نعیم بن عثمان جلالہ الام الی بکر ابن ابی شیبہ یسکے کہ اگر لکھ دے اوی اسکے کہ اتفاق کیا گیا ہے اوی ضعیف ہوئے پر باوجود غلط ہوئے اس حدیث کے حدیث صحیح سے —</p>
۲	<p>فصل فی السنن ولم یثبت روایہ عشرين رکعتہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہوا تعارف الان لانی روایہ ابن ابی شیبہ میں حدیث ابن عباس کا ان سول الصلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرين رکعتہ والوتر قالوا اسناد ضعیف وقد عارضہ حدیث خالد بن ائیم بحال النبی صلعم مع غیرہ کہت اور وتر کہا ہے محمد بن فی</p>	<p>اور نہیں ثابت ہوئی ہے روایت میں کثرت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسا کہ وہ شوافع سے اب گھر روایت ابن ابی شیبہ میں حدیث ابن عباس سے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر شہتے تھے رمضان میں میں خالد بن ائیم بحال النبی صلعم مع غیرہ کہت اور وتر کہا ہے محمد بن فی</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			<p>کہ اسناد اس حدیث کے تصدیق اور تحقیق معارضہ اس کے ہے حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور وہ صحیح ہے اور تین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سلمہ بنت اکحیت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت لئے غیر ہے۔</p>
۳	شیخ رافعی المابن حجر الاستنبانی	انجیل البیہقی عن ابن عباس کان یصلی فی شہر رمضان فی غیر عشاء عشرین رکعتہ واللہ قال البیہقی تفرغ الوشیلہ برہیم بن عثمان ونبوین	<p>ایسا ہے بیہقی ابن عباس سے تیسرے یعنی حضرت نماز پر ہر تیسرے مہینہ رمضان میں پڑھتا تھا کے میں رکعت اور ذکر کہا بیہقی نے کہ مفرد ہوا ہے سات اس کے ابو شیبہ برہیم بن عثمان اور وہ ضعیف ہے۔</p>
۴	نیل الاوطار لالشوکانی	بشرح النیفا	بتہجد النیفا
۵	عمۃ القاری شرح صحیح البخاری للیعنی	فان قلت ردی ابن ابی شیبہ من حدیث ابن عباس کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی	<p>سواگر کے تو کہ روایت کیا اور ابن ابی شیبہ نے حدیث ابن عباس سے کہ تم رسول اللہ صلی</p>

شمار	نام کتاب	غبارِ ث	ترجمہ
		<p>ابنِ رمضان عشرین رکعتہ والوتر ثلث باب الحدیث رواہ النبی ابو القاسم النخعی فی معجم الصحابہ قال حدیثاً منصور بن ابی مزاحم حدیثاً ابو شیبہ عن الحسن بن مسلم عن ابن عباس الحدیث وابو شیبہ ہوا ابو اسیم بن عثمان الغنی الکوفی قاصی موطعہ ابی بکر بن ابی شیبہ کذبہ شعبہ وضعہ احمد رابن معین والنجاشی والنسائی وغیرہم فاوردہ ابن عدی باب الحدیث فی الکامل فی المناکیر۔</p>	<p>کہ پرستی تھی رمضان میں رکعت ووتر کہو کیا میں یہ حدیث روایت کیا ہے اسکو ابو القاسم النخعی معجم الصحابہ میں کہ ابن عدی نے کہا بیان کیا ہے منصور بن ابی مزاحم نے کہا منصور نے ابن عباس الحدیث ابو شیبہ نے حکم کو اور حکم نے قسم سے اور قسم نے ابن عباس سے اس حدیث کو اور ابو وہ ابو اسیم بن عثمان الغنی الکوفی قاصی واسطہ حدیث ابی بکر بن ابی شیبہ کا ہے کاذب کہا ہے اسکو شعبہ نے اور ضعیف کہا ہے اسکو احمد اور ابن معین اور نجاشی اور نسائی وغیرہم نے اور لایا ہے اس سے ابن عدی حدیث ابو شیبہ کامل میں پہنچ مناکیر کے</p>
موسطہ لازوی		<p>واما ما نقل عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ صلی فی ثلاثین خراج فیہا عشرین رکعتہ فہو منکر</p>	<p>اور ای پر وہ جو نقل کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آنحضرت نے پڑھیں تین ان</p>

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
	جاوید لایہ نشی	و دعوی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی بمرغی ملک اللہ عشرین کعبہ لم یصح	دو اتون میں کہ سیکھ سے آؤں میں کعبہ میں ہر گز نہ ہے۔ دعوی اسکا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیر میں سات سو کے ہیں راتہ میں ہیں گز نہیں صحیح ہے۔
	مندیہ الملایا الحاج ترمذی	ابو شیبہ ابیہم بن عثمان کہنا کہ منہا حدیث انہ کان یصلی فی رتک عشرین رکعت والوتر قال وقد خففہ او ثلثین معین و اجابہ فی المناقب و ابو حاتم الرازی و ابن عدس و ابو داؤد و الترمذی و اللاحون بن الفضل الملای و قال الترمذی فیہ منکر حدیث و قال ابی حاتم ساقط و قال ابو علی النیشاپوری لیس بالقوی و قال صاحب رحمہ البعید ابو ضعیف لا یتب حدیث و قال معاذ الشمری کتبت فی شعبہ	ابو شیبہ ابیہم بن عثمان کہنا کہ منہا حدیث انہ کان یصلی فی رتک عشرین رکعت والوتر قال وقد خففہ او ثلثین معین و اجابہ فی المناقب و ابو حاتم الرازی و ابن عدس و ابو داؤد و الترمذی و اللاحون بن الفضل الملای و قال الترمذی فیہ منکر حدیث و قال ابی حاتم ساقط و قال ابو علی النیشاپوری لیس بالقوی و قال صاحب رحمہ البعید ابو ضعیف لا یتب حدیث و قال معاذ الشمری کتبت فی شعبہ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	نہ	اسال عنہ اروی عنہ فقال لا ترو عنہ فانه رجل مذموم۔	نے کہ ساقط الحدیث ہے اور کہا ابو عی النیشا پوری نے کہ قوسے نہیں ہے اور کہا حدیث میں حجۃ البدادی کہ ضعیف ہے نہ نہیں کہے جاتے جو حدیث اسکی اور کہا معاذ غیری نے کہ گھامین نے طرف شعبہ کے پوچھا تھا میں شعبہ کہ کیا روایت کروں میں ابراہیم ابی شیبہ سے لیں کہا شعبہ نے کہ روایت کرو اس میں تحقیق وہ مرد براستہ۔
۹	میزان الاعتدال لابیہی	فی ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ کہ یہ شعبہ شتم قال روئے عثمان الدارمی عن ابن جین لیس بثقة وقال احمد ضعیف وقال البخاری سکتوا عنہ قال النسائی شروک الحدیث من مناکیر الی شیبہ ماروی ابی یحییٰ	ترجمہ ابراہیم بن عثمان ابی شیبہ میں سب سے کہ کاذب کہا ہے اور کو شعبہ نے پوچھا کہ میں نے کہ بیچارہ کیا ہے عثمان داری نے ابن جین سے کہ نہیں ہے ابراہیم ثقبہ اور کہا احمد نے کہ ضعیف ہے اور کہا بخاری نے کہ سکت کیا ہی بخاری

شمار	نام کتاب	مبارت	ترتیب
		<p>عنه منہ منہ بنی ہزارم مد فہما ابو شعبہ عن مسکرم عن قسرم عن ابن عباس کون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یسیر فی شہر یمن فی فہم بنی مدہ بنی رکتہ والوتر۔</p>	<p>یہاں نے اس سے روایا کہ جبکہ حدیث نبوی شریف ابن شعبہ سے جو وہ جو روایت کیا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حدیث شعبہ بنی مدہ بنی ہزارم سے کہ کہا منصور نے کہ حدیث ابو ہریرہ ابو شعبہ نے کہ حدیث ابو ہریرہ منقسم سے اور قسرم بنی ہزارم عباس سے کہ حدیث رسول اللہ چشمہ سے حدیث عثمان بن نویہا است میں سے حدیث ابو ہریرہ بنی ہزارم سے کہ حدیث عثمان بن نویہا اور قسرم سے کہ حدیث ابو ہریرہ کہ حدیث ابو ہریرہ اور حدیث عثمان بن</p>
۱۰	تہذیب الایاد سے شرح تعریب الروایات	<p>المنی بنی لیلیٰ فیہ لیلۃ سکوا عن فی من ترکوا حدیث</p>	<p>بنی ہزارم سے کہ حدیث عثمان بن نویہا اور قسرم سے کہ حدیث ابو ہریرہ کہ حدیث ابو ہریرہ اور حدیث عثمان بن</p>

روایات ذیل میں تقسیم کی گئی کہ اتفاق و جہالت سے

تراویح کی مستحب ہونی پر

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۱	شرح صحیح مسلم للنووی	والمراد بقیام رمضان معادۃ التراویح والتفق العلماء علی استحبابها	اور مراد سے قیام رمضان کے نماز تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علماء نماز تراویح کی مستحب ہونی پر
۱۲	شرح صحیح البخاری للکرمانی	والمراد بالقیام فی رمضان اداء التراویح والتفقوا علی استحبابها	اور مراد سے قیام کے رمضان میں اداء تراویح ہے اور متفق ہوئے ہیں علماء مستحب ہونے تراویح
۱۳	شرح جامع ترمذی لابی الطیب کنفی	وحدثت اللہ علی ان یتقام رمضان نسیر بواجب یا لی ہو مندی ورجا	اور احاج کیا ہے بہت بے اسیر قیام میں ان کے نماز تراویح میں نسیر واجب بلکہ وہ مندوب یعنی مستحب ہے

مار واپار میں این بیان اختلاف مشایخ ہی تراویح کی مستحب اور سنتہ ہو
میں لیکن بعض میں اس پر شک کا ذکر ہے اور بعض میں استحباب
بے کجست کا مسطور ہے اور

بعض میں استفاضل صحیح ہونی سنت پر قوم ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	نیایح شیعہ دور	اختلف المشايخ في التراويج قال بعضهم في نقل وقال بعضهم في سنة وهي رواية الحسن من أبي حنيفة ومحمد الاصح	مختلف بین مشایخ تراویج میں کہا بعض مشایخ نے کہ تراویج نقل سے اور کہا بعض مشایخ نے کہ تراویج سنت سے ہے اور بعض نے کہا کہ تراویج سنت سے ہے اور بعض نے کہا کہ تراویج سنت سے ہے۔
۲	خلاصہ التناوی	اعلم ان المشايخ اختلفوا في كون التراويج سنة او تسليح الاختلاف برواية الحسن من أبي حنيفة انما سنة	باتفاق کہ مشایخ مختلف ہوئے ہیں تراویج کے سنت سے ہوئے ہیں اور یا تاہا رہے اختلاف ساریہ واجب حسن کے الی حنفیہ سے کہ تراویج سنت ہے۔
۳	فتاویٰ مالگیری	نقل التراويج سنة عن الاعيان عند النكاردي الحسن عن أبي حنيفة وقيل مستحب الاول صح	نقل تراویج سنت علی الاعیان عند النکاردی الحسن عن ابی حنیفہ وقیل مستحب الاول صح سے اور کہا کیا ہے کہ مستحب ہے اور اول اصح ہے۔

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۵	شرح کنز الدینی	الکلام فی الترویج فی مواضع الاول فی صفتا وہی شنتہ عندنا رواہ احسن عن ابی حنیفہ زح و قیل ستح الاول اصح لانا تطلب علیہما اختلاف الراشدین -	کلام تراویح میں چند جگہوں میں ہے پہلے کلام اسکی صفت میں اور وہ سنت ہے نزدیک بہار روایت کیا ہے اسکو حسن نے ابی حنیفہ رحمہ اللہ علیہ سے کیا گیا ہے کہ مستحب اور اول اصح ہے اسلیے کہ تراویح مواظبت فرمائی ہے اور خلفای راشدین نے -
۶	شرح کنز	اعلم ان الترویج شنتہ و ذکر فی الجامع الصغیر یقظ الاستحباب والاصح انہما شنتہ -	جانتو کہ تراویح شنتہ ہی اور ذکر جامع صغیر میں بلذت استحباب اور اصح یہ ہے کہ تراویح شنتہ ہی
۷	ما ثبت بالسنۃ	اعلم قد ختلف العلماء فی الترویج فی شنتہ فقال بعضهم لابل ہی من النوافل و تسمی مستحبابا وقال بعضهم تسمی سنۃ و ہذا اصح -	جانتو تحقیق مختلف ہوئے ہیں علماء تراویح میں کتنا نام رکھو چاہو سنت ہوگا بعض علماء نے کہ نام رکھی جاوی سنت بلکہ وہ نوافل سے ہے اور نام رکھی چاہو مستحب اور کمال بعض علماء نے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
			<p>کہ نام رکھی جاوی سنت اور (ج) اصح ہے۔</p>
۴	در البحر	یسبب عشرون واوا یا باجماعہ افضل علی الاصح	<p>مستحب میں ہیں کثرت تراویح کی اور واوا کا ساتھ جماعت کے افضل ہے اور قول اصح کے اور مختلف ہوئے ہیں علماء مذہب</p>
۵	شرح صحیح البخاری للفتنی	وقد اختلف العلماء فی العدد المستحب فی قیام رمضان علی اقوال کثیرة فقیل امدی اربعون الی ان قال قیل عشرون	<p>مستحب میں بیچ قیام رمضان یعنی تراویح کے لئے اور بیست قولوں کے سوکھا گیا ہے کہ عدد مستحب ہے بیچ کا اکتالیس کثرت ہے بیان تک کہ کما مینے فرما دیا گیا ہے کہ عدد مستحب تراویح کا بیس کوٹ ہے۔</p>
۶	فصیحہ شرح وفتایہ الروایۃ	وقول الهدایہ والاصح انها سنۃ ای سنن التراویح فافهم قال الشیخ ابن حجر لم یجدہ ای الموطاۃ عن البخاری الراشدین فافہ فی الهدایۃ ایضا مشورۃ فیہ	<p>اور قول ہدایہ کا اور اصح یہ ہے کہ تراویح سنت ہے ای نفس تراویح پس صحیحہ قولی مخاطب کہا شیخ ابن حجر نے نہیں پایا ہے میں نے ای موطاۃ کو خلفای راشدین سے میں وہ جو ہدایت میں نظر کی گئی ہے اور</p>

روایات بول میں سنت ہوتا تراویح یا میں کعت تراویح کا بدول قیہ

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱	وقایہ الروایہ	سن التراویح عشرون رکعتہ	مسنون ہی تراویح میں کعت
۲	مختصر الوقایہ	سن التراویح	مسنون ہی تراویح
۳	کنز الدقائق	سن فی رمضان عشرون کعتہ	مسنون ہے رمضان میں بیس رکعت
۴	کافی	سن فی رمضان عشرون رکعتہ	مسنون ہیں رمضان میں بیس رکعت
۵	تنویر الابصار	التراویح سنۃ	تراویح سنت ہے
۶	نور الابصار	التراویح سنت للرجال والنساء	تراویح سنت ہی مردوں اور عورتوں کے لیے
۷	منافع	نفس التراویح سنۃ واداء بالجماعۃ	نفس تراویح سنت ہے اور ادا اوسکا ساتھ جماعت کی مستحب ہے
۸	ارکان اربعہ	صلوۃ التراویح فی رمضان نوع	تراویح رمضان میں ایک قسم ہے
۹	جوہر اخلاطی	وہی سنتہ رسول اللہ و قبل ہی سنۃ عمر و الاول اصح	اور تراویح سنت رسول اللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ وہ سنت عمر کی ہے اور اول اصح ہے

شمار	نام کتاب	عبارت	ترجمہ
۱۰	عیار بانی	الترائج یقال لها سنتہ عمرنا لان عمر رضی اللہ عنہ وطلبت علیہا وسنتہ رسول اللہ وطلبت علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم	تراویح کا نام ہے اور اسکو سنت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسلیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے موافقت فرما ہے اور پھر اسکو سنت رسول اللہ کی وہ ہے کہ موافقت فرمائی ہو اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

توضیح تمام بہ نتیجہ مرام یہ ہے کہ اگر تم پڑھتے تراویح کو سنت جانتا ہے کہ حضرت عائشہ نے اور پھر
بہت رغبت والی ہے اور ارشاد کیا کہ سنت لکم قیامہ یعنی سنت کیا ہے میں نے تم کو قیامہ
کا اور تم یاکہ روزور کہنے والا مدفن کا اور پڑھنے والا تراویح کا از روی تصدیق اور طلب ثواب
کے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اوس دن پاک تھا کہ اسکی ماننے اور کو خجائتا اور
میں رکعت کو عمدہ سبحات سے سمجھتا ہے چنانچہ خود ہی میں ہی رکعت پڑھتا ہی لیکن اٹھ رکعت
پڑھنے والیکو کہ بقصد تشبہ اور اقتضای حضرت معنی اللہ علیہ وسلم کے پڑھتا ہے ملائم
جانتا ہے بلکہ موجب آیت کریمہ لقن لکم فی رسول اللہ اسوۂ حسنۃ بالخصوص اوقت میں
کہ لوگ اٹھ رکعت پڑھنی واسے پر ملائت کرتے ہوں ماجر پابرا اتباع سنت اور شات ثواب
ایسی سنت جانتا ہی جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ ہی رکعت کا پڑھنا ثابت
ہو اور حضرت عمر نے ابی ابن کعب اور ترمذی اور سلیمان بن ابی خثمہ کو گیارہ رکعت پڑھنے
پر مامور فرمایا ہے کہ اٹھ رکعت اور پھر تراویح کی اور تین رکعت وتر کے بعد پڑھیں زمان عمر میں پڑھا

کہ جو کہ یہ نورانیہ کو بے غشیل مذکور حق بنی اور بعض سلف عہد عمر بن عبدالعزیزؒ نے بھی ایسی ہی
 پرستی تھی تو باوجود اس کے کہ بعض پرستہ پرستہ کو گنہگار ہو سکتی ہے اور انہیں حشر تراویح پرست کہتے
 ہیں تاہم جو شخص یہ حق پرست صرف موقتی اور غلط کلام کا جو ملاست کر سنت میں آئندہ کہتے اسکے پرستہ
 وادے پر اور نہ کہتے ہیں کہ سب کتب فقہ مالانال میں اس سے کہ میں رکعت تراویح سنت ہو کہ
 ہیں کہ یہ تیسرا اولیٰ مسئلہ ہے اور جو ہر حق نسبت حضرت عمرؓ اور صحابہؓ اور سلف پر اور
 یہ قول اور کلام صحیح ہے اس لیے کہ سنون اور شریعہ جو در میں سنت ہو کہ وہ ہونا اور سکا اور کون
 نہیں ہے بلکہ بعض کتب میں اجماع مستحب ہو سب تراویح پر بطور ہے اور اسکا ہر ایک کہ نہیں
 ہے کہ کسی کتاب فقہ میں تراویح کا سنت ہو کہ وہ ہونا مرقوم نہیں ہے مطلب ہمارا یہ ہے کہ جو
 سب رکعت تراویح کو بنیت ہو کہ وہ لکھا ہے اسکا کلام موافق اصول خفیہ نہیں ہے اور متفقہ
 دلیل اور سب خلاف ہے پس فقوی دنیا کسی سبب اولیٰ کو اس وایت کہ موافق اس مذہب کے
 اصول ہونا اور متفقہ دلیل اور سب خلاف ہو چکا ہے اور جو ہر فقہی خفیہ کے کلام میں کہ صرف
 سنت ہونا مرقوم ہے اسکو معمول سنت غیر ہو کہ وہ پر کیا جاتے تاکہ روایات موافق اصول اور
 اولیٰ کے ہو جائیں ظاہر قائل ہونا ساتھ سنت ہو کہ وہ محبیکے ناشی غلط فہمی کسی ایک شخص
 ہی ہے اور وہ نے نے تامل بدوں دلیل کے اتفاق اسکا کر لیا ہے وابد علم ہر حال
 مولوی محمد فہیم صاحب غازی پوری اور مولوی محمد الرحمن صاحب صدر امین کو
 واضح ہو کہ جواب اس رسالہ کا صرف لکھنے نے روایات سنت ہو کہ وہ ہونے تراویح

سے نہ کہ جب تک کہ سنت ہو کہ وہ ہونی میں رکعت کو دلیل

ہے ثابت کریں اور جو اعتراضات کہ

استفادہ التراویح پر ہوا ہیں

از نکلوس فیضی

باب دوم زمین منبوت استسبار المراد کج
روہ منوات مولوی بن العابدین

قولہ پڑھنا تراویح کا سنت ہو کہ وہی اور تعداد اسکی بقول صحیح میں کعت ہوا قول سنت کرا
ہونا تراویح کا محدو میں ہے اسلئے کہ تراویح آنحضرت کی نماز تہجد جسکو قیام لیل کہتے تھے حبشہ
کہ عینی اور زلمی نے شرح کنز میں اور شیخ عبدالحق نے فتح سرالمنان میں اور کتب مسطورہ میں
ارکان اربعہ میں لکھا ہے اور بقول جمہور قیام لیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے میں نہایت مؤثر ہے
آنحضرت کی تراویح پڑھنا نہ ہوگی اور سنت ہو کہ وہ اسکو کعت میں کہ جبہر مواظبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نفلاً فرمائی ہو اور تعداد اسکی استنبابا بقول صحیح میں کعت ہونا مسلم ہے اور
سنت ہو کہ وہ نماز میں کعت کا بقول صحیح ممنوع ہے کیونکہ سنت ہو کہ وہ اسکو کعت میں کہ
جبہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفلاً مواظبت فرمائی ہو اور یہی کعت تراویح پڑھنا ہی
آنحضرت سے ثابت نہیں ہے چہ جائے کہ نفلاً اوپر مواظبت اپنی ہو قولہ اور یہ مسئلہ ایسا
بھی نہیں ہے کہ کسی عالم کو آئین خلاف ہوا قول تراویح کا سنت ہو کہ وہ صرف بعض کتب
فقہ حنفیہ میں اور باقی متون اور شرح کتب جمہور فقہائین صرف شبہ ہوا اسکا مسطورہ ہے
کہ وہ معمول اس سنت پر ہے کہ جبہر آنحضرت نے مواظبت، نفلاً ہی ہو لیکن بمقابلہ اس
سنت کے ہوا استنباب بعض کتب میں مسطورہ ہوا مستحب یا احبہ السلف ہے اور نووی
شاح مسیح مسلم اور کرانی شاح صحیح البخاری اور ابوالطیب شاح جامع ترمذی نے اتفاق اور
اجماع اس کے استنباب پر نقل کیا ہے اور خلاف بعض علماء اسکی تعداد میں خود نفلاً بقول
صحیح مسیحی ظاہر ہے بہر حال یہ کلام کہ یہ مسئلہ ایسا نہیں ہے کہ کسی عالم کو آئین خلاف ہو موضح
کذب ہے قولہ اسوا سے کہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس نماز کو

قائم کیا اور بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑھنا اور سب حج و قربان
 جو بانی کے ترک کیا تھا اب وہ خوف باقی نہیں تو صحابی اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا لہذا
 علماء نے تصریح اسکی اپنے مقام میں کی ہے جسکا جی چاہے کتب معتبرہ میں دیکھ لے
اقول اول یہ اقرا ہی حضرت عمر پر ارشاد ہو کہ کس کتاب معتبر میں یہ روایت آئی ہے کہ حضرت
 عیسیٰ نے بیان حقیقت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز کو پڑھنا اور سب حج و قربان
 کے ترک کیا تھا اب وہ خوف باقی نہیں تو صحابہ نے اس بات کو پسند کیا اور اجماع کیا وہ صحیح
 مدعا کچھ ہے اور مفاد دلیل کچھ! سنیئے کہ دعا پڑھنے تراویح کا سنت موکدہ ہونا اور تعداد اسکی
 بقول صحیح میں رکعت ہونا ہے اور مفاد دلیل صرف اجماع ہے اس نماز پر کہ حکم و حضرت
 نے پر کبر سبب خوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیا تھا اور اب اول میں ظاہر ہو چکا ہے
 کہ وہ بیس رکعت تھیں بلکہ اللہ رکعت باجماعت تھیں کہ اس سے نہ تراویح کا سنت موکدہ
 ہونا ٹھکرا سکتا ہے اور تعداد اسکی بقول صحیح میں رکعت شکلی ہیں پس دلیل منقیدہ جانوی او
 ہر گاہ دلیل منقیدہ دعائوی تقریب کیونکر تمام ہوگی اور کتب معتبرہ میں یہ روایت نہیں ہے
 اور اس مدعا کو اس دلیل سے بیان کیا ہے ہر حال حوالہ کتب معتبرہ غلط ہے قولہ صفحہ
 ۸۰ اور بڑی غضب کی بات یہی کہ پڑھنے والے اللہ رکعت کے اپنے تین متبع سنت
 رکعت ہیں اور بیس رکعت پڑھنے والی کو بدعتی اور ناواتو کی دہلی قول حضرت عمر فاروق
 کا لغت البدعۃ ہذہ سنلاقی ہیں کہ خود حضرت عمر نے دیکھو عت قرار دیا ہے **اقول** اللہ
 رکعت پڑھنے والی لاریت صحیح سنت نبو اور سنت صحابہ اور خلفائین جبکہ بیس رکعت
 پڑھنے والے متبع سنت صحابہ اور خلفائین اور اللہ رکعت پڑھنے والی ہرگز بیس رکعت پڑھنے والی کو بدعتی
 یہ اون پر اقرا ہی اور بدعت کہنا حضرت عمر کا تراویح باجماعت کو مجاز ہے کہ اطلاق
 بدعت کا احیائی سنت پر کر دیا ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں
 لکھا ہے قولہ صفحہ ۸۰ بعد توڑی دونوں کے یہ فتویٰ ہو گا کہ تراویح کی نماز بعد تین اب

کے رحمت ہے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین اہمت پر ہی ہے بعد
 اسکے ہر ترک کیا ہے اقول تعین عدد رکعات تو ان چیزوں میں سے ہے کہ قیام
 کو ان میں بدل نہیں بقدر شارع سے ثابت ہر زیادت اور کمی اور سپرد و نہیں ہر جو عدد غیر
 کہ شارع سے ثابت ہو اور سپرد و اہمیت شارع کی بطور نقل جواز تو ثابت ہو تو وہ عدد سنت
 ہو کہ وہ نہیں ہو سکتا ہے اور جس کام کو حضرت نے اکابر یا دو بار کیا ہے تو وہ باری سے
 ہمیشہ کو مستحب ہو جاتا ہے استحباب ایسا مشہور اور نہیں دو اکابر یا پچہن رہا ہے پس حکم
 انحضرت نے تین راتوں کو پڑھا تو بعد اس کو کوئی کرکین کے لکھا اس کو مستحب کہتا
 چاہیے قولہ صفحہ ۴۰ بڑی بڑی محقق اپنی کتابوں کے اندر لکھتے ہیں کہ تراویح میں رکعت
 ہی اور شرف سے غرب تک عمل اسے پر ہے چنانچہ صاحب و مختار نے صاف لکھ دیا
 اقول مراد ان محققوں کی یہ ہے کہ تراویح استحباب میں رکعت ہے نزدیک خفیہ کے اور
 صاحب و مختار یہ سب کما سوقت میں شرق اور غرب میں عمل لوگوں کا بطور استحباب میں
 رکعت پر ہی تو اس سے لازم نہیں آتا ہے کہ آئندہ رکعت بطور سنت پڑھا درست نہیں ہے پہلی
 اس سے عمل لوگوں کا شرق اور مغرب میں عدد غیر میں رکعت پڑھتا اور کوئی کہ یہ لازم آوے گا کہ رکعت
 سے انکار نے عدد غیر میں رکعت کو اختیار کیا ہے علاوہ اسکے اس وقت میں ہی عمل ہونا
 آویسوں کا شرق اور غرب میں میں ہی رکعت چھوڑنا دو وجہ سے اول تو مالکیہ اس وقت میں ہی
 چھوڑتے رکعت پر ہی ہیں اور مالکین حدیث تعین ایک عدد کی نہیں کہتے ہیں دوسرے معلوم
 ہونا عمل سب آویسوں کا شرق اور مغرب میں متعین نہیں اس سے مراد اگر حنفیہ اور شافعیہ ہوں
 تو ہو سکتا ہے اور کل ناس مراد نہیں ہو سکتی ہیں قولہ صفحہ ۴۰ اب انصاف فرمائی کہ تمام
 علمای شرق و مغرب کے اور تمام فضلاء اور اولیا اور اقطاب اور اوتاد جامع علوم
 ظاہری اور باطنی کے محض ناواقف ہر ایک میں مسئلہ سے اور حضرت نے عالم دو چاروں
 کے واقف الیہ عالم ہو ہے اقول اول تمام علمای شرق اور غرب اور تمام فضلاء اور اولیا

اور اقطاب اور اوتاد کا اختیار کرنا میں کثرت کو بغیر مسلم پروردگار کے اوست کے عمل سے سنت کے
ہونا میں کثرت کا لازم نہیں آتا ہی غایت اس کی استجاب ہے سو میں کثرت کے مستحب ہونے
میں کلام اپنی ضخیم کو نہیں ہے اور معلوم نہیں کہ اس عجیب نے نیا عالم دو چار ورثہ کا وراثت
ابن ہمام کو کیا صاحب چراغ اور طحاوی کو یا اور مشائخ کو چوہین کثرت کو مستحب کہتے ہیں
ابن ہمام وغیرہ کہ تحقیق حقیقہ میں سے ہیں ان کی مقابلہ میں آپ اور آپ کے ہم مذہب ایک یا دو
حرف سے بھی واقف نہیں ہیں قولہ مشہور ہے ہم ایسے عالم میں کہ بارہ سو برس کے بعد
یہ غلطی سے تمام علمانی عرب اور عجم کی کٹری اچھل بارہ سو برس سے پہلے ایک عالم
نہ نہ عرب کا اور نہ عجم کا سنت ہو کہ وہ ہو جسے میں کثرت کا قائل نہیں ہوا ہے بیان تک کہ
اکثر تہذیبیں تک سنت ہی میں کثرت کا سنت ہو کہ وہ ہوتا مشغول نہیں نہایت ان ظاہر کلام بعض
سائنسین فقہاء سے یہ پیش نہ تھا لیکن ابن ہمام نے جو دلیل سے ثابت بنا ڈیا ان کو دیا پس
چاہئے کہ کلام ان فقہاء کا بھی طرف مقتضای دلیل کے مصروف کر لیا جائے ہر حال میں
بارہ سو برس کے غلطی تمام علمانی عرب اور عجم کی پکڑنا بگڑا و صادق نہیں اسکا ہے قولہ
صفحہ ۵۰ یاوردہ یہ شخص افضی ہے اقوال یہ شخص ایسا ایک ہے کہ ابن ہمام اور صاحب
سحرانق وغیرہ علمای تحقیق حقیقہ پر کس طرح زبان و زاری کرتا ہے کہ ان کو وردہ نفی بنانا ہر
تغویز باد مشہور قولہ صفحہ ۵۰ جیسا کہ فرقہ رافضیہ اس نماز کو سنت عجمی کہتے ہیں نہ سنت
نبوی اقوال حموی نے حاشیہ اشباہ میں اس کو رو کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمیں نظر ہے
اس کے تحقیق مصرح ہے نہایت ہی کتب متداولہ معتبرہ میں کہ تراویح میں کثرت سنت
عمر ہے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے نہیں پڑھا ہے میں کثرت کو بلکہ پڑائی ائمہ کثرت
کو اور نہیں مواظبت فرمائی ہے اس پر اور حکم پڑھنے کا کیا ہے حضرت عمرؓ نے بعد انحضرت
کی میں کثرت کا اور موافقت اس کی کی ہے صحابہ نے اس پر اور دعوی استخفاف کا خیر منع
میں ہے عبارت حاشیہ اشباہ کے یہ ہے واشارتی کتاب الکراۃ میں النیرازیۃ الی انہ

اوقال التراویح سنتہ عمر کثر لانه استخاف دیکو کلام المرؤس و فیہ نظر قدس صحتی کثیر من التعداد
 العتبه و فائدہ مستہ حرلان البنی علیہ الصلوٰۃ و السلام لم یصلہا عشرين لی ثانی و لم یواطب علی
 اولکب و ملا با عمر بعدہ عشرين و واقفہ الصحابہ ہی ذلک و دعوی الاستخاف فی خیر النسخ و اسیابی
 ہے حاشیہ طحاوی بن قولہ صفحہ ۱۰ اگر غور کریں تو اتنی عبارت کتاب کافی کی کافی ہے
 اقوال کافی میں نفطاس کا ہے اور محکم اوکی سینے یہ ہے کہ سنت سے مراد بیان ہے
 ہے یعنی فعل کہ یہ پختہ نے نفطاس موافقت نہیں فرمائی ہے اور معنی عبارت و مختار
 روئے مختار کی باب اول میں گذر چکی ہیں اس کے بلا خط سے ظاہر ہے کہ اون دونوں
 کتابوں سے ہی سنت ہو کہ وہ بنامیں رکعت ثابت نہیں ہوتا ہے قولہ صفحہ ۱۰ اس
 مقام میں یاد دہانی و حدیث شریف الخ اقوال تصدق مضمون اس حدیث کے امثال
 مستیان استقام التراویح ہیں قولہ صفحہ ۱۰ تراویح پختہ میں کتب ہی اقوال تراویح ہیں
 رکعت ہی اور ثلثہ رکعت ہی ہے اور چندی رکعت ہی ہے حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے گونچنے
 کے نزدیک حدیث تراویح کا میں ہے رکعت ہی قولہ صفحہ ۱۰ اور سنت ہے اور یہ سنت
 اسطر ہے کہ ہمیشگی کیا ہے اس پر خلفائے اقوال کوئی عمل ہمیشگی کرنے خلفائے
 سنت نہیں ہو سکتا ہے جب تک کہ اوپر موافقت حضرت کی نہ ثابت ہو اور میں رکعت
 کا پڑنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے چہ یامی کہ موافقت آپ کی میں
 رکعت پر ثابت ہو علاوہ اسکے ہمیشگی خلفائے میں میں کتب پر کلام کہ کسی روایت صحیحہ
 سی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کا پڑنا میں رکعت کا ثابت نہیں ہے
 بلکہ طحاوی قاضی خان میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
 رکعت تراویح کے پڑتے تھے اور موافقت خلفائے راشدین میں حافظ ابن عباس نے ہی
 کلام کیا ہے قولہ صفحہ ۱۰ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ میری
 سنت ہی لازم کچھ اور میری خلفائے سنت سے لازم کچھ چنانچہ وہ حدیث یہ ہے قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم سبنتی سنتہ الخلفاء الراشدین النہدین المنہجین من بعدہ
 متکلمہا وعضوہا علیہا بانوار اقول اس حدیث کے معنی میں کہ احتمال میں اول
 اس حدیث میں یہ جواب استجابی ہی ہے اس سے سنت خلفای راشدین کا مندوب اور مستحب جو ثابت
 ثابت ہے سنت ہو کہ وہ ہوا اور اس کا موید یہ کلام ابن ہمام کا فتح القدیر میں حیث قال قولہ علیہ السلام
 علیکم سبنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین مذکور لی سنتہم اور تاکد اس سنت آنحضرت کا کہ جسیر اعلیٰ حضرت
 ہوا اور دلیل سے ثابت ہے نہ اس حدیث سے وہ معنی اسکی یہ ہیں کہ لازم ہے میری طریقہ کو
 اور خلفاء راشدین کی طریقہ کو جس طرح پر کہ ہو فرض کو بطور فرض کے اور واجب کو بطور واجب کے
 اور سنت کو بطور سنت کے اور مستحب کو بطور مستحب کے رسوم لفظ سنت کا تعین سبنتی کے
 سنتہ الخلفاء الراشدین میں معروف ہے کہ انادہ کیا گیا ہے بعد معرفہ کے اور مولوی عبد اللہ صاحب
 صاحب ایکے ہم مذہب نے اسی استقارہ کے جواب میں صفحہ ۱۰ میں قاعدہ اصول کا بیان
 کیا ہے کہ المعروف او اعمیۃ معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولیٰ تو خصم کہہ سکتا ہے کہ مراد سنت خلفاء
 راشدین سے وہ سنت ہی کہ سنت آنحضرت کی بھی ہو علاوہ اسکے تعریف اختلاف ہے اسکے
 کہ جمع محل باللام ہے واسطی اختلاف کی ہے تو اس سے مراد وہ سنت ہی کہ جو سنت سار
 خلفاء کے ہوا اور میں رکعت تراویح ایسی سنت نہیں اسلئے کہ حضرت ابو بکر صدیق اسکے
 قول یا فقیر سے میں رکعت ثابت نہیں ہونے میں تو میں رکعت سنت سار
 خلفاء کے نہیں ہوتیں قولہ صفحہ ۶ اور حدیث میں او اسکے صحاح میں موجود ہیں جس کا حلی چاہئے
 دیکھئے اقول بیان ثواب قیام رمضان کا البتہ احادیث صحاح میں آیا ہے اور بیان
 ثواب میں رکعت تراویح کا کمین صحاح میں نہیں ہے اور نفس قیام رمضان محل نزاع نہیں ہے
 بلکہ محل نزاع میں رکعت تراویح کے ہے قولہ صفحہ ۷ اور تعداد میں رکعت کی اور تقریر اور نسکا
 بالاجماع ہوا ہے اقول تعداد میں رکعت اور اس کے تقریر بالاجماع ہونے سے مراد
 کس ہے اگر مراد یہ ہے کہ جز اس عدد کا بالاجماع ثابت ہے جیسے کہ جواز رکعت کا تھا

جملہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے ثابت ہے قطع سفر کا کام کے ثبوت اجماع میں حضرت
 موکہ ہونا پس رکعت کا اس اجماع سے ثابت نہیں ہو سکتا ہے اور اگر مرویہ ہو کہ سنت موکہ
 ہونا پس رکعت کا بالاجماع ثابت ہے تو صریح البطلان ہے اسلئے کہ ماہر راہبین نے کیا
 رکعت ساتھ وتر کے پڑھے ہیں اور امام مالک نے ہی اپنی نفس کے لئے کیا رکعت کو
 ساتھ وتر کے اختیار کیا کہ جب باب اول میں معلوم ہوا پس اگر میں رکعت سنت موکہ ہوتی
 تو یہ کار کیا رکعت کیونکر پڑھتے اور گیارہ رکعت کیونکر اختیار کرتے۔

رد ونبوات محمد احسن العصر
 قولہ صفحہ ۱۰۰ اقال صاحب الفتح اقلع عن البحر من اقول ان بزرگ کو استاد معلوم نہیں کرتا
 کہ صاحب فتح القدیر پہلے تھا یا صاحب بحر رائق پس لکھا اور وہ جو کہا صاحب فتح القدیر نے
 اوس حال میں کہ نقل کرنا اسے بجز سے حال انکہ بحر میں فتح القدیر سے مقبول ہے
 باوجود اس کی علمی و فنی کو طیارین قولہ منقولہ باعتبار مقتضی الدلیل و دیگر جہات
 اقول بی دلیل غیر سدید لکھ دیا اوسکو کہ جو باعتبار مقتضای دلیل ہوا آپ ہی کا کام ہے
 اسی حضرت راست و درست وہی ہوتا ہی جو موافق دلیل کے راست و درست ہو قولہ لم یثبت
 علیہ احد من الفقہاء لکھا ہونکہ کوئی معتبر اقول کس کتاب معتبر میں لکھا ہے کہ نہیں
 فتویٰ دیا ہے اس پر کسی نے فتہا میں سے بی محابا دون کو یہی معتبرات کا حوالہ دینا بجز
 جملہ کے اور کیا ہی ایک کتاب معتبر میں ہی نہیں لکھا ہے کہ کسی فقیہ نے اس پر فتویٰ نہیں دیا
 ہے اسی بزرگ اعتبار قوت دلیل کا ہے نہ کثرت روایات کا جو دلیل کے موافق ہو و اسی
 پر فتویٰ دینا چاہیئے چہ جائیکہ روایات ہی مخالف مقتضای دلیل نہ ہوں جیسا کہ باب اول میں
 ہو چکا ہو قولہ صفحہ ۱۰۱ و ما توہمہ النقص ان التہ و روت فی مبلوۃ اللیل الی التمان و ما زاد علیہ
 اقول تعرضی ساتھ اس توہم کے خصم پر صرف افترا ہے کوئی ہم معاشر اہل سنت
 سے اللہ رکعت سے زائد کو گروہ نہیں کہتا ہی لکہ میں رکعت کو ہی مشتبہ سنت ثابتہ کہ امام مالک

روز ہفتہ مولوی شمس الدین علی

قولہ صفحہ ۱ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مقرر کیا کرتے نماز تراویح کو بموجب
اس حدیث کے جو مجھ سے سنی اور روایت کی گئی ہے۔ اقول ان بزرگ نے یہ حدیث
کا سنت ہو کر پابندی لکھا ہے اور نہ مقرر کرنا حضرت عمر کا بموجب اس حدیث کے کہ حضرت علی رضی
سے انہوں نے سنی مثبت حدیث کی سنت ہو کر پابندی لکھا ہے قطع نظر اس سے
کہ یہ قول حضرت علی کا کہ حدیث میں نہیں پایا جاتا ہے بہر حال کلام ان بزرگ کا کچھ مخالفت
دیعا ہی ختم نہیں ہے۔

روز ہفتہ مولوی عبد الرحمن صاحب صدر امین

قولہ صفحہ ۱ پہل مطلب کتاب مذکور کا اور سنہ نہیں سمجھا اقول حال تحفہ مطلب فتح القدیر
کا قریب ہے کہ کھلا جائے کہ کون نہیں سمجھا مولوی صاحب نہیں سمجھو یا مولوی صاحب کا حضم نہیں سمجھا
قولہ صفحہ ۲ اور مختلف کیا اسے سنت خلفای راشدین سے اور جملہ فقہائے متدین الیہما خیرین
سے اقول یہ آئندہ رکعت تراویح فعل حضرت رضی اللہ عنہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ
عندہما فعل باقی سب خلفاء اور صحابہ کا صدر خلافت حضرت عمر تک تھا اور حضرت عمر نے ابی بن کعب
اور تیم داری اور سلیمان بن ابی حاتمہ کو آئندہ رکعت پر سب سے پر مامور فرمایا اور صحابہ ہی زمانہ حضرت عمر
آئندہ رکعت بلا کثیر پڑھتے تھے اور اسی طرح سے زمانہ تابعین میں بھی آئندہ رکعت بلا کثیر پڑھی گئی
ہیں پس آئندہ رکعت سنت حضرت اور سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہ اور تابعین ہو مگر تو
جو شخص انکار کری فتویٰ دینی سے آئندہ رکعت پر تودہ منکر ہو فتویٰ دینی سے سنت حضرت اور
سنت خلفای راشدین اور سنت صحابہ اور تابعین پر اور پس رکعت کو جو مولوی صاحب سنت خلفای راشدین
سمجھتے ہیں تودہ سنت سے کیا ہے ایادہ کہ چہرہ وراثت خلفای راشدین کے ہو گیا کہ عظیم

اصولین حنفیہ سے تو میں کثرت پر مولیت خلفای راشدین ہر کرنا ثابت نہیں ہوتی ہو اگر مولیٰ
صاحب دعویٰ ثبوت میں نہ روایات صحیحہ حدیث سے مولیت خلفای راشدین میں کثرت پر
ثابت کریں یا وہ کہ جو قول یا نقل یا تقریر خلفای راشدین سے ثابت ہو تو اس میں اگر کثرت
ہی سنت خلفای راشدین میں اسی لفظی ختم فتویٰ میں کثرت پر نہیں کا ہی قیاس ہے اور امام
مکرم کثرت پر نہیں کا ہی اور شرح حدیث علیکم البسنتی و شتر خلفاء الراشدین روایات مولو سے
ترجمہ العابدین میں معلوم ہو چکی ہے اس کے اعادہ کے کچھ ضرورت نہیں ہے اور
امام کثرت پر فتویٰ یوں دیا کہ اسی پر مولیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت ہو اور جو شخص
تراویح یا سجدہ پر لے اور سپر کہہ گناہ نہیں سے اور سپر انگار ہو سکتا ہے ہر گز مخالف کسی
فقہ معتبر کے کھتا متقدم اور متاخرین سے نہیں ہے چہ بای کہ مخالف ہو علمہ فقہای متقدمین
اور متاخرین کے جیسا کہ باب اول میں معلوم ہو چکا ہے ہر حال یہ کلام مولوی صاحب کا کلامی
محکم نہیں ہے ہی جب مولوی صاحب کو خود اپنی تحریر میں اعتراف ہے کہ صرف آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کثرت تراویح کی پڑی ہیں اور سنون ہونا اس قدر کا قتل آنحضرت سے پایا گیا ہی تو جو صاحب
اصطلاح فقہاء ہرگز میں کثرت سنت نہیں ہو سکتی ہیں اس لیے کہ اصطلاح فقہای حنفیہ میں سنت
اوپر کو کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مولیت فرمائی ہو ساتھ ترک کے لئے
اور جب پھر خلفاء نے مولیت فرمائی ہو اس کو اصولین حنفیہ البتہ سنت کہتے ہیں لیکن فقہای
حنفیہ اس کو سنت نہیں کہتے ہیں بلکہ وہ نقل مستحب ہے جیسا کہ باب اول میں تعریف سنت
میں معلوم ہو چکا قولہ صفحہ ۹ جس شخص نے فتویٰ دیا امام کثرت پر نہیں نماز تراویح کا اور
روگردانی کی قول علیہ السلام علیکم البسنتی الحدیث اور نوادر متقدمین اور متاخرین سے اقول
امام کثرت پر نہیں کا فتویٰ دینا اس طور پر کہ پر نہیں لانا اس کلام میں ہے بلکہ منع سنت نبوی سے
اس لیے کہ نقل آنحضرت کہ جب مولیت آپ کی ہی ارشاد ہی کثرت ہی اور خلاف اس کا اور
ادب صحابہ اور خلفاء صد خلافت حضرت عمرؓ متفق نہیں ہے اور حضرت عمرؓ نے ہی

از ان خلافت میں انی بن کعب اور محمد بن ابی اسلم بن ابی حمزہ کو گیارہ رکعت پڑھنی کا کہ اسوی
 میں ورنہ خل شی فرمایا اور اوصیاء یہی زمانہ خلافت حضرت عمر بن ابی العین اور یحییٰ بن العین زمانہ
 خلافت عمر بن عبد العزیز میں گیارہ رکعت ساتھ وتر کے پڑھتے تھے اور کسی نے اچ تک پڑھ
 پڑھتے پراکٹار نہیں کیا گو عمل خفیہ و شافعیہ میں رکعت پڑھنا با شائع اور مروج ہو گیا پس کہ
 قول علیہ السلام علیکم بسنتی الحدیث اور ثواب متقدّمین اور متاخرین سے نہیں ہی بلکہ عمل
 ہے اس حدیث پر اور عدم انکار اس فتویٰ دینی پر ستوارث ہے متقدّمین اور متاخرین سے
 یا فی تشریح معنی اس حدیث کی روایات مولوی زین العابدین بن گزر چکے قولہ
 صفحہ ۹ اور میں نہ سمجھا کہ آٹھ رکعت تراویح پڑھنے کا فتویٰ کسی نے نہیں دیا ہے اقول
 آٹھ رکعت تراویح پڑھنے پر کسی نے اجتناب انکار نہیں کیا ہے اور آٹھ رکعت پڑھنا و الیحا
 نہ ملام ہونا انمول فقہائے حنفیہ اور تشریح محققین فتہامی خفیہ سے واضح ہو پس یہ آٹھ رکعت
 تراویح پڑھنے والی کے نہ ملام ہونے پر فتویٰ دینا نہیں ہے اور کیا ہے اور سنون ہونے
 آٹھ رکعت کی فعل انحضرت سے آپ خود متصرف ہیں پس یہ فتویٰ دینا آٹھ رکعت پڑھنے والے
 کی متبع سنت ہوئے پڑھنے ہی اور کیا ہے قولہ صفحہ ۹ اور یہی غافل رہا اس امر سے کہ
 میں رکعت پڑھنے سے تراویح مع وتر کی ادوی سنت رسول مقبول و خیر خلفای راشدین و
 نہوتی ہے اقول جو کہ سنت انحضرت علیہ الصلوٰۃ و التیمہ آٹھ رکعت بدو ن کی اور زیادت
 کی تین میں رکعت میں وہ عید و سنون جاتا رہا تو میں رکعت پڑھتے ہیں ادوی سنت انحضرت
 ہوگی اور اگر میں رکعت پڑھتے ہیں سنت انحضرت ہی ادا ہو جاتی ہو تو اکتالیس رکعت پڑھنا
 نہایت اولیٰ ہوگا کہ او میں سنت انحضرت ہی ادا ہو جائیگی اور نیز سنت خلفای راشدین اور سنت
 تمام اکابر دین قولہ صفحہ ۹ اور منشا علیکم بسنتی و سنتہ خلفاء الراشدین کا کہ حضرت علیہ السلام
 نے اس جگہ پر جمعیت دونوں سنتوں کے ساتھ واد عطف کی کہ واسطی جمع کے آتا ہے
 فرمائی ہی نہ بہا اقول جمعیت دونوں سنتوں کی تو آٹھ رکعت میں ہے کہ انحضرت

۴۹
 ائمہ ہی رکعت چوتھی سے مین اور علی خلفای راشدین کا یہی احد خلافت حضرت عمر تک اس کے
 خلاف پر پایا نہیں جاتا ہی اور میں رکعت کا توڑ بیابانی حضرت سے ثابت نہیں ہے باقی
 یہ نہا خلفای راشدین کا یہی ہیں رکعت کو معلوم نہیں ہوتا ہے اور مولو لعلیٰ حب جو اب
 کی جمع کے لیے ہوئی سے جمعیت دونوں سنتوں کے بھی نہیں اسطے اسکا اہل علم میں
 نہیں ہے بہر جب ارشاد مولوی صاحب ایسا واضح ہے کہ ولایت دار زید و دار عمر و کا کنار
 اس وقت جاری ہوگا کہ مستحکم ایسی ایک دار میں داخل ہو کہ اس میں داخل ہونی سے داخل ہونا دل
 زید اور دار عمر و دونوں میں لازم آوی اور اگر دار میں کہ ان میں سے ایک دار زید کا ہونا عمر و کا
 دوسرا دار عمر و کا ہونا زید کا تو کتنا جائز ہوگا حالانکہ سب اہل علم پر ظاہر ہے کہ یہ امر بیسی
 ہے اگر مستحکم ایک وقت دار زید میں کہ وہ دار عمر و نہ تھا داخل ہوا ہے اور دوسرے وقت میں
 دار عمر و میں کہ وہ دار زید نہ تھا جب بھی ولایت دار زید و عمر و کا صحیح و زور دست ہی اور
 کی جمع کے لیے ہوئی کے یہ معنی ہیں کہ دار معطوف اور معطوف علیہ دونوں کے رکعت
 پر انساب اور تعلق میں ولایت کرتا ہے ترتیب پر اس کے ولایت نہیں ہے گو انساب
 بالعلق بہ ترتیب نفس الاثر میں ہو کیونکہ داو جبیا کہ ترتیب پر ولایت نہیں کرتا ہے دلے
 ہی منیت پر ہی ولایت نہیں کرتا ہے پس جو شخص کہ ائمہ رکعت کو سنت حضرت جانتا
 اور میں رکعت کو سنت حضرت عمر و غیرہ خلفاء کے سمجھتا ہے اور کہی ائمہ رکعت پر ہی
 اور کہی میں رکعت وہ الزام کرتا ہی و دونوں سنتوں کا اور جو سنت میں رکعت پر ہی اور کہی
 رکعت چوتھی والے پر سن کرتا ہے وہ الزام کرتا ہے صرف ایک سنت کا اور اعراس
 ہی سنت حضرت علی المرتضیٰ وسلم سے اور منشی حدیث الزام دونوں سنتوں کا ہی
 شخص کہ جو اس کے منشا خلافت کرنا ہی منشا حدیث میں سمجھتا ہے اب مولو لعلیٰ حب
 فرامین کہ کون منشا حدیث نہیں سمجھا اب یا فتویٰ دینے والا ایہ رکعت چوتھی نہ
 سے قیولہ صلوٰۃ اور عمارت ابن ہانم کے صریح ہے یہ نسبت مشون ہوئی میں

تراویح کے اقوال سبحان اللہ مطلب ابن ہمام کا منتخب القدر میں اوستے کہا خوب مولوی صاحب
 سمجھے لاریب یہ مطلب ہرگز ختم مولوی صاحب کا نہیں سمجھا تا شاید اس عبارت ابن ہمام میں فیصل
 میں نہ لکھ ان قیام رمضان سنتہ احدى عشرہ بالوتر فی جماعة فعلة علیہ السلام وترکہ بغیر افادانہ لولا
 خشية ذلک لو اظہرت کبر ولا شک فی تحقق الامرین ذلک بوفاء صلی اللہ علیہ وسلم فیکون سنتہ و
 کو نہا عشرین سنتہ بخلاف الراشدین وقوله علیہ السلام علیکم بستی وسنتہ خلف الراشدین بقیابی
 سنتہم ولا یستلزم کون ذلک سنتہ او اظہر بنفسہ البغدر ومقتدر عدم ذلک البغدر انما استعدنا
 یا نہ کان یواظب علی ما وقع منه ومما ذکرناہ فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منها ہو کہ سنتہ یہ عبا
 کہ ان قیام رمضان سنتہ احدى عشرہ الخ اور عبارت ولا یستلزم کون ذلک سنتہ او سنتہ
 ما و اظہر بنفسہ الخ اور عبارت فیکون العشرون مستحبا وذلک القدر منها ہو کہ سنتہ صریح ہو کہ نہ
 نسبت منون ہو نہ نہیں کعت تراویح کی اب وہ لوگ کہ جبکہ قدرت بجنہ عبارت سلیس بی
 نیز یہی ہے انصاف فزاہدین کہ یکس مینے مولوی صاحب کے ہی یا نہیں کہ جو عبارت کہ صریح
 ہے نسبت منون نہ ہونے میں کعت تراویح کے او کو صریح منون ہونے میں کعت
 تراویح میں فرماتے ہیں قولہ صفحہ ۱ تمام کتاب فقہ مالال ہے کہ تراویح میں کعت بیست
 مکتدہ ہی اقول افتر او کذب کل کلام کا کہ تمام کتب فقہ مالال ہیں کہ تراویح میں کعت
 سنت مکتدہ ہی بلا حطہ باب اول روشن ہے مولوی صاحب کو چاہئے کہ اس افترا اور جھوٹ
 سے توبہ کریں صرف چند کتابیں جن مخالف مناقبہ فقہائے تراویح کو نہ ہیں کعت کو سنت ہی کہ
 لکھا ہی عامہ کتب فقہ میں صرف سنت ہونا تراویح کا یا میں کعت کا مرقوم ہے اور مالال سنت
 محمول سنت مصطلوہ فقہا پر نہیں ہے اسلیئے کہ صدق سنت مصطلوہ میں کعت پر مقتدر ہی
 جیسا کہ باب اول میں معلوم ہوا۔

رد مہفوات مولوی شجاع حسین

قولہ تصحیح الامار تراویح میں رکعات جسطرح زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک
 تو زمانہ ہیہ سنت و جماعت خصوص طریقہ حنفیہ میں متواتر و متواتر علی آتی ہیں سنت ہی ایسی
 اجماع ہی شہد منی بہ وایتہ اقول جسطرح پرکہ میں رکعت جمہور نے تو اخیر سنت
 و جماعت خصوص حنفیہ میں متواتر اور متواتر علی آتی ہیں ایسی ہی آئندہ رکعت فعل انحضرت
 اور انحضرت عمری الی الی میں کعب اور تمیم داری اور سلیمان بن ابی شیمہ کو اور فعل اور صحابہ
 زمانہ حضرت عمر بن اور فعل تابعین اور تبع تابعین سے زمانہ عمر بن عبدالعزیز میں ثابت
 اور غایت اس تواتر و تواتر کی استحباب ہی نہ سنت اسلئے کہ مصطلح فقہاء میں سنت آج تک
 ہیں کہ سب سے اولیت انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو اور میں رکعت کا انحضرت سے پڑھا ہی
 ثابت نہیں ہے چہ جامی کے اپنی مولیت اور پیر ہو اور دعوی اجماع سنت ہو پھر بی اصل ہے
 بلکہ تو وہی اور کرمانی و تواتر الطیب شام جامع ترمذی نے اتفاق اور اجماع استحباب تراویح پر نقل
 کیا ہی اور بعض کتب فقہ میں جو تراویح کا سنت موکہ ہونا یا جماع صحابہ مرقوم ہے اول
 تو میں رکعت کا سنت موکہ ہونا یا جماع صحابہ اور میں مرقوم نہیں ہے دوسرے وغیرہ
 اجماع صحابہ سنت موکہ ہوئے پھر تراویح پر ہی یا ہی صحت کو نہیں پہنچتا ہی اسکو کہ ایک صحابہ
 ہے ہی سنت موکہ ہونا تراویح کا منقول نہیں ہے چہ جامی کہ اجماع صحابہ اور پیر ہو اور کہو کہ
 رکعت کی سنت موکہ ہوئے پر اجماع متعویہ ہے کہ خود حضرت عمرؓ نے زمانہ خلافت اپنی
 میں گیارہ رکعت پڑھوائی ہیں اور زمانہ تابعین میں ہی اسقدر پڑھی گئیں ہیں پھر جبکہ میں رکعت
 کا سنت موکہ ہونا کسی دلیل سے ثابت نہیں ہے تو مفتی جہ میں رکعت کا سنت موکہ ہونا
 کیونکر ہو سکتا ہے قولہ تصحیح الامار تراویح میں رکعت کا حکم دیا ہے اور اسقدر سنت کتابی
 مخالفت اجماع و جمہور علماء بلکہ مخالفت طبقات مشہور علیہا بارشاد وایت بنیاد خیر القرن ثانی
 ثم الدین بلونم ثم الدین بلونم ثم الدین بلونم ثم الدین بلونم ثم الدین بلونم ثم الدین بلونم
 اس زعم سے کہ میں رکعت کی سنت ہونی پر اجماع ہے جمہور علماء اور اصحاب قرون ثانیہ میں

اوسکو سنت کیا ہی مخالفت اجماع اور جمہور علی الملک مخالفت طوائف مشہور لکھا یا بخیر ہمارا ناما شی زعم باطل سے
 ہے کسی نے طوائف ثلاثہ کے لوگوں میں سے کسی کو سنت کو سنت نہیں کہا ہے اور کسی عالم نے
 علماء معتبرین میں سے کسی بھی بدیس کت کو سنت مصطلحہ فقہا نہیں سمجھا اور یہاں ہے چہ جائیکہ اجماع اور
 قول جمہور اوسکے سنت ہوئی پر پوچھا بخیر باب اول میں واضح ہوا قولہ صفحہ ۱۱۔ رسول مقبول
 صلی اللہ علیہ وسلم کا میں رکعت تراویح جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھنا اور بغیر خوف و فزعت کو
 روز سوم یا چارم ترک کرنا الخ اقول پڑھنا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا میں رکعت
 تراویح کو جماعت کی ساتھ یا بدون جماعت کی مسجد میں یا غیر مسجد میں کسی حدیث سے کہ اہل
 حجت لائے کے ہوتا ہے نہیں ہے اور وہ جو روایت ہیں کثرت پڑھنی آنحضرت علیہ السلام
 والحقہ کے کفایہ :۔ سے منقول ہے صحیح قابل حجت لائے کے نہیں ہے اور یہاں
 ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے کہ اوسے پڑھنا اٹھ ہی رکعت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 تراویح میں سوای وتر کے ثابت ہوا ہے تفصیل اسکی باب اول میں گذر گئی اور باقی داخل ہوتا
 کہنے کا میں رکعت تراویح کو ختم پراقر ہے قولہ صفحہ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ غلطی سے میں رکعت
 کو سنت لکھا ہے اقول جسے میں رکعت کو سنت لکھا ہے مراد اوسکی سنت سے سنت مصطلحہ
 فقہا یعنی وہ فصل کہ آنحضرت نے نفاذ اوسپر یہ اظہار فرمائی ہو نہیں ہے تاکہ سنت مودہ ہوتا
 اوسکی لکن سے لازم آوے بلکہ مراد اوس سے وہ سنت ہے کہ جبیر موانطبت آنحضرت نہوی
 اور ختم فی میں رکعت کے سنت مصطلحہ فقہا ہونے کے کرتا ہے یہ سنت غیر مودہ ہونی کی
 اور جو روایتیں کہ اس جمیع نے اس جواب میں نقل کیں ہیں قید مودہ کی اوس میں نہیں ہی تو
 سنت کا محمل ان آیات میں سنت غیر مودہ ہی ہو

روہفوات مولوی عبد الاحد صاحب

قولہ صفحہ ۱۵ غلط فہمی اس طامی خشک کہ فہم کیا بنسبت پڑھنے و فتویٰ دینے اٹھ رکعت صلیہ

تراویح کی شایاں کلام ابن ہمام سے پیدا ہوئے۔ **اقول** زبان دورازی باتیان النما کی
 ناشی قبل رکعت سے ہے اور فہم صحیح و مستقیم کو غلط اور کج کہنا صرف قتل و مانع ہے ابن ہمام
 تصریح کی ہے کہ دلیل سے بہت ہونا اللہ ہی رکعت کا ثابت ہوتا ہے پس
 نے فتویٰ دیا سنت ہونی اللہ رکعت پر تو اود نے فتویٰ دیا مقتضای دلیل پر موافق کلام ابن
 ہمام کے اور فتویٰ دیا مقتضای دلیل پر تمام اہل فتویٰ کا واجب۔ **قولہ** صفحہ ۱۰۱۰۱۱ و نوں کلام
 وزیر اقوال دیگر فقہا کو سبب جوابی انسانی کے نہ سمجھا **اقول** صرف اس کہہ نیچے سے کہ
 و نوں کلام اور اقوال دیگر فقہا کو نہ سمجھا نامھی خضر کی ثابت نہیں ہو سکتی جو جب تک کہ بیان
 کی نامھی کا کمری اور حقیقت یہ ہے کہ یہ عجیب مطالب عبارت فتح القدیر اور طحاوی وغیرہ کا
 نہیں سمجھتا ہے صرف اس قدر عبارت فتح القدیر کو دیکھ لیا ہے و کو بنو عشرين سنتہ کلفا لیر
 اور اس عبارت فتح القدیر سے دلائل لازم کون زرک سنتہ از سنتہ فارہ بنیفس الخ اما
 عبارت فتح القدیر سے فیکون العشرون سجدا ذلک القدر منہا ہوا سنتہ اور اس عبارت پر
 اور طحاوی سے فارایکون لہنون علی اہول شایخنا ثانی منہا و المستحب اثنی عشر و انکھول کو
 کر لیا ہی اور سبب موافقت خلفای راشدین کے کسے فعل کو سنت موکہ کہنا خلاف ضابطہ
 فقہا ہے **قولہ** صفحہ ۱۰۱۱۔ اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ تراویح سنت موکہ ہے
 اور وہی میں رکعت ہے پیل اقوال فقہای متقدمین اور متاخرین **اقول** بعض
 فقہای متقدمین اور متاخرین نے میں رکعت کو سنت کہا ہے نہ سنت موکہ اور محسلی
 صحیح سنت کا اور انکے اقوال میں سنت غیر موکہ ہے کیونکہ سنت موکہ او کو کہتے ہیں
 کہ جبیر موافقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واقع ہو سے ہو اور میں رکعت کا پڑھنا ہے
 آنحضرت سے ثابت نہیں ہے یہ جای کہ موافقت آنحضرت کی میں رکعت پر ثابت ہو
 پس دلیل انکے اقوال کے تراویح سنت موکہ کو میں رکعت کہنا صریح البطلان ہے
قولہ صفحہ ۱۰۱۱۔ وزیر بموجب اس عبارت کے کیونکہ التراویح معرف باللہم کی خبر

سنت موکدہ ہی اور تعلیل اور سبکی مواظبتہ خلفاء الراشدین واقع ہے اور مواظبت خلفاء راشدین کی
 میں رکعت کی ثبوت ہو ہی اقول قطع نظر اسکی کہ صرف مواظبت خلفاء راشدین دلیل سنت موکدہ
 ہو سکتی نہیں ہو سکتی ہے پر سہا ہی میں رکعت کا خلفاء راشدین سے ثابت نہیں ہوتا ہے چہ
 حاجی کہ مواظبت اوکی میں رکعت پڑھنا ہو یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ساتھ پر سہنے پیر
 رکعت کی التبتہ امر فرمایا ہے جیسا کہ ساتھ پڑھنے اللہ رکعت کے ساتھ اور تین رکعت وتر کے
 ہی امر فرمایا ہے پس دلیل مواظبت خلفاء راشدین ہی سنت موکدہ ہونا میں رکعت کا ثابت نہیں
 ہو سکتا ہی قولہ صفحہ ۱۸- وہی عشرون رکعتہ میں جو نفل وہی واقع ہے کہ ضمیر راجع طرف
 التراویح کے ہے اور اوس ضمیر کی جگہ میں جو اسم ظاہر رکھا جائے یعنی التراویح تو بموجب قاعدہ
 اصول فقہ کے المعرفۃ اذا احدى معرفۃ کانت الثانیۃ عین الاولیٰ تو یہ معنی ہوے کہ تراویح
 موکدہ میں رکعت ہے اقول اس قول میں تین وجہ سے کلام ہے اول یہ کہ محل
 تراویح میں التراویح معروف کا عاودہ نہیں ہے بلکہ ضمیر طرف معرفہ کے راجع ہے اور با اوقات اربع
 استعمال ایسا ہوتا ہے کہ اسم ظاہر میں ایک معنی مراد ہوئی ہیں اور ضمیر میں جو تراویح طرف اسم ظاہر کے
 ہے معنی دوسری دوم بغیر تحقق اعادہ معرفہ یہ قاعدہ اصول فقہ کا ہر معرفہ کے اعادہ میں نہیں ہر
 بلکہ اوس معرفہ میں ہے کہ معرفہ باللام یا معرفہ باضافت ہو اور بیان وہ ضروری کہ جو بارودہ سر کے
 ذکر کیا گیا ہے وہ ضمیر ہے نہ معرفہ باللام یا معرفہ بالاضافہ تلویح میں ہے چنانکہ یکین طریق التبر
 ہو اللام والاضافہ سیوم یہ قاعدہ وقت اطلاق اور خلوص مقام کے قراین سے ہے جیسا کہ تلویح
 اور نور الانوار وغیرہ میں مصرح ہے والا جب قرنیہ تمایز متحقق ہو تو وہ صورت اعادہ معرفہ معرفہ
 ثانیہ عین معرفہ اولیٰ نہ ہوگا جیسا کہ اس آیت میں وانزلنا الیک الکتاب با حق مصدقاً لما بین یدہ
 من الکتاب کہ مراد الکتاب اول سورۃ قرآن ہے اور الکتاب ثانی سے تورات اور انجیل وغیرہ اور محل
 نزاع میں فقدان معنی سنت موکدہ میں رکعت بین قرنیہ ہے اس پر مراد ہے سے ہے عشر
 رکعتہ میں تراویح سنت موکدہ نہیں ہے۔

روایات مولوی انسیر علی شاہ صاحب رحمہ اللہ

قولہ صفحہ ۱۹۔ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کتاب ایاء العباد میں فرماتی ہیں الحج اقول
حمارت ایاء میں ضمیری کی رابع طرف تراویح کی سبب نہ طرف میں رکعت کی قولہ صفحہ ۱۹
ان روایات سے میں رکعت ہونا تراویح کا سنت بنی علیہ السلام الحج اقول میں رکعت کا
سنت بنی ہوسیکے کوئی دلیل نہیں ہے اور کسی روایت سے ان روایات میں بھی سنت ہی ہونا پر
رکعت کا ثابت نہیں ہوا ورنہ ہم میں رکعت کو مخالف سنت یعنی بدعت نہیں کہنا سبب ہے بلکہ میں کہتا
کو مستحب جانا ہے نہ ان یہ کہتا ہے کہ میں رکعت سنت مدظلہ فقہاء نہیں سمجھتے۔

روایات مولوی علی محمد عباسی چریا کھٹی

قولہ صفحہ ۱۹ تراویح میں سنت مکررہ میں رکعت میں اکثر کتب فقہ سے ہی ثابت ہوتا اقول
کسی کتاب فقہ معتبر سے میں رکعت کا سنت ہونا ثابت نہیں ہے ان تراویح میں میں رکعت کا سنت
موکررہ ہونا بعض کتب فقہ میں مرقوم ہے قولہ صفحہ ۲۱۔ اور ایک روایت میں رسول مقبول سے
میں میں رکعت منقول ہیں اقول دو روایت ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں ہے جیسا
کہ باب اول میں معلوم ہوا قولہ صفحہ ۲۱۔ اور خلفای راشدین سے بطور سواتر میں ہی رکعت ثابت
ہوئے ہیں اقول میں رکعت کا پڑھنا خلفای راشدین سے بطور اعادہ ہی ثابت نہیں ہے
چونکہ جہاں کہ بطور سواتر ثابت ہو قولہ صفحہ ۲۱ فی فتح القدیر فالاصح انما سنتہ مکررہ لہ والیہ و خلفاء
الراشدین اقول نقل عبارت فتح القدیر میں تحریف ہے ساتھ ساتھ زائد کرنے لفظ مکررہ کی کہ
اصل عبارت فتح القدیر میں صرف سنت ہی مکررہ نہیں ہے قولہ صفحہ ۲۱۔ اور خلفاء راشدین کا
عمل یہ ہی تھا کہ میں رکعت پڑھتے تھے رضی اللہ عنہم اقول خلفای راشدین سے پڑھنا
ہی میں رکعت کا ثابت نہیں ہے چونکہ جہاں کہ نقل ایک مضمون میں ہی رکعت میں ہو قولہ صفحہ ۲۱

اوس ہی کتاب میں یہ بھی ہے واروی ذی ستنہ فی مصنفہ الطیرانی وغنہ البیہقی من حدیث
 ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ علیہ السلام کان یصلی فی رمضان عشرين رکعة سوی الوتر فی الموطا عن
 یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی رمن عمر بن الخطاب عشرين رکعة والوتر وقال النووی
 فی الخلاصة اسناد صحیح والموطا رواية باحدى عشرة قری وجمع بينهما بانه وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرين
 فانه المتوارث اقول اس حسیب بیان نقل عبارت فتح القدرین دو وجه ہے حیات
 کی ہے اول بیچ میں ستنہ ایک عبارت طویلہ کو جو مشرضعف حدیث میں رکعت کے نئی حدیث
 کر دیا ہے دوم لغیر اس عبارت کو کہ نقل کی سے تصریح مدعی حضم عبارت فتح القدرین تھی اوس
 تصریح کو نقل نہیں کیا پوری عبارت فتح القدر کی کہ جس سے حیات اس حسیب کی ظاہر ہے چہ
 واما ماروی ابن ابی شیبہ فی مصنفہ الطیرانی وغنہ البیہقی من حدیث ابن عباس انہ صلی اللہ علیہ
 وسلم تسلیماً فی رمضان عشرين رکعة سوی الوتر فضعیفنا بالی شیبہ ابراہیم بن عثمان جد الامام ابی کبیر
 بن ابی شیبہ متفق علی صحفہ مع الخليفة للصحيح لغسم ثبت اشرون من بن عمر رضی اللہ عنہ فی
 الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی رمن عمر بن الخطاب ثلث وعشرين رکعة و
 روی البیہقی فی المعرفة عن السائب بن یزید قال کنا نقوم فی رمن عمر بن الخطاب فی شهر رمضان
 بعشرين رکعة والوتر قال النووی فی الخلاصة اسناد صحیح وفي الموطا رواية باحدى عشرة رکعة
 وجمع بينهما بانه وقع اولاً ثم استقر الامر علی العشرين فانه المتوارث فيحصل من هذا ان قیام رمضان
 سنہ احدى عشرة رکعة وجمع بينهما بالوتر فی جماعته فعلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ترکہ لعباد
 افادانہ لولاشیئہ ذلک لو اظہرت بکم ولا شک فی تحقق الاسن من ذلک بوفاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فیکون سنہ وکوننا عشرين سنہ اخفاء الراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنہ و
 سنہ اخفاء الراشدین ندب الی سنہم ولا یتلزم کون ذلک سنہ اذ سنہ ما واطبہ بنفسہ الا بعد
 وبتقدیر عدم ذلک الغدرا اما استقدا انہ کان یواظب علی ما وقع منه ہوا ذکرنا فیکون العشرین سجداً
 وذلک القدر منها ہی السنہ

در مہنات مولوی سراج الدین عطا

قولہ صفحہ ۱۸ بہت رکعت میں عصر کیا ہے سنت تراویح کو سب علمای اہل سنت و جماعت اقول
 یہ اتنا ہی صریح اور کذب فتنہ سبب کسی عالم دی اعتبار سے علماء اہل سنت و جماعت میں ہے سنت
 تراویح کو میں رکعت میں سر نہیں کیا ہے چہ جای کہ سب علماء اہل سنت و جماعت نے سنت
 تراویح کو میں رکعت میں عصر کیا ہو اور جن کتابوں کا حوالہ دیا اوس میں یہ نہیں ہے قولہ صفحہ ۱۹
 اور مسلم الشیوخ اور شریع مولوی نظام الدین اور مولوی عبدالعزیز و ملا عواد و ملا عصام سب
 اس قول پر فسق و ایسا ہے کہ جو انکار اجماع امت کر گیا وہ شخص بالاتفاق امت کا فہرہ اقول
 مسلم الشیوخ اور شریع مولوی نظام الدین اور مولوی عبدالعزیز یہ نہیں ہے کہ انکار مطلق
 اجماع امت بالاتفاق امت کفر ہے اور شرح مسلم ملا عواد و ملا عصام کی خارج میں موجود نہیں ہے
 صرف یہ فتویٰ کوئی مولوی صاحب کی ہے ملا عواد سب کے حواشی قلبی و میر قلبی و شریع قلمی
 وغیرہ پر ہیں اور ملا عصام سب کے حواشی بہت کتابوں پر ہیں اور گارہ تصنیف مسلم سے بہت
 پہلے ہے مسلم پر انکی شرح ہونے کے کیا مسمیٰ ہیں بہر حال مولوی صاحب کے جو لے تو لے
 ورنہ کی کچھ جہانیں ہے توضیح میں اجماع کے تین مرتبہ لکھی ہیں اول اجماع صحابہ دوم اجماع
 ائمہ کا جو بعد صحابہ کے ہوں اور میں کہ نہ روایت کیا گیا ہو خلاف صحابہ کا اوسین سوم اجماع
 ائمہ کا جو بعد صحابہ کے ہوں ایسے امر میں کہ خلاف صحابہ کا اوسین روایت کیا گیا ہو اور یہ اجماع
 مختلف فیہ ہے تلویح میں ہے کہ ان مراتب تلمذ میں سے مرتبہ پہلا اجماع کا نمبر ۱ آیت اور غیر
 متواتر کے کہ کفر کیا جاتا ہے منکر اور منکر اور مرتبہ ثانیہ اجماع کا نمبر ۲ خبر مشہور کے کہ منکر
 لفظات و گمراہی کیا جاتا ہے منکر اور منکر اور مرتبہ تیسرا اجماع کا نہیں منسوب کیا جاتا ہر منکر اور منکر
 طرف غلطی اور گمراہی کی عبارت توضیح کی یہ ہے ثم الاجماع علی مراتب اجماع الصحابہ فہم اجماع
 من بعدہم فیما لم یرونیہ خلاف اجماعہم ثم اجماعہم فیما روی فیہ خلاف فہم فہذا اجماع مختلف فیہ اور عبارت

ملوچ کی یہ سب قبولہ تم اجماع علی ہر ائب فالاولیٰ منہم لہ الا یہ والخبر المتواتر کفر جاحدہ والثانیہ سب لہ خبر
 المشہور فیہ بل جاحدہ والثالثہ لا فیصل جاحدہ لہما فیہ من الاختلاف اور یہی ملوچ میں سب کہ حکم شرعی جم
 علیہ لہر ہوا جماع او سکا ملنی نہیں تکفیر کیا جاتا ہی منکر او سکا اور اگر قطعی تو اختلاف ہو او سکی منکر کی قطعیت
 بعض قائل ہیں تکفیر کے اور بعض قائل ہیں عدم تکفیر کے اور حق یہ ہے کہ حکم شرعی مجمع علیہ اگر
 ضروریات دین سے متعلق عبادات خمس کے تکفیر کیا جائیگا منکر او سکا اتفاقاً او خلاف او میں سب
 حکم شرعی مجمع علیہ ضروریات دین سے ہو کہ او سکی منکر کو بعض کافر کہتے ہیں اور جس کا وہ نہیں کہتے ہیں
 عبارت ملوچ کی یہ ہے وہاں حکم شرعی مجمع علیہ فان کان اجماع طیناً لا کفر جاحدہ وان کان قطیاً فیصل
 لا وحق ان نحو العبادات خمس معاملہ بالضرورۃ کوئہ من الدین کفر جاحدہ اتفاقاً وانما خلاف فی غیر
 مسلم میں ہے انکار حکم قطعی کفر عند اکثر حنفیہ وطائفہ خلافاً لطائفہ دین میں سب کفر الروض معنی
 انکار حکم اجماع قطعی کا کفر ہے نزدیک اکثر حنفیہ اور ایک طائفہ غیر حنفیہ کی خلاف ایک طائفہ حنفیہ کہ
 کہ افکی نزدیک کفر نہیں ہے اسلئے تکفیر نہیں کی گئی ہیں روض اور مفید قطع اور یقین کا وہ اجماع
 ہی کہ منقول نقل متواتر ہو جیسا کہ یہی ملوچ میں ہے نقل الیہ اجماع الینا قد یکون بالتواتر خفیہ لقطع
 وقد یکون بالمشہور فیترتب منہ وقد یکون بخبر الواحد فیضید الظن ویوجب لعل لوجب اتباع الظن بالبدل
 النہ کورۃ اور نور الانوار میں ہی اذا انتقل الینا اجماع سلف باجماع کل عصر علی نقلہ کان کثرت
 المتواتر فیکون موجبا للعلم و لعل قطعاً کا جامع علی کون القرآن کتاب اللہ تعالیٰ وفرضیہ لصلوہ وغیرہ
 واذا انتقل الینا باو کان کثرت لہ منہ بالاحاد فانه یوجب لعل دون العلم مثل خبر الاحاد و خبر العلوم ہو
 عبد العلوی فی شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جو اجماع واقع ہو بعد ثابت ہونے خلاف سابق کے وہ حجت
 طینہ ہے سبب احتمال صحت قول سابق کے ساتھ دلیل کے اور ایسا ہی ہو وہ اجماع کہ جو غیر احادیث
 منقول ہو سبب احتمال کے او سکی ثبوت میں اور ایسا ہی ہے وہ اجماع کہ واقع ہو او سکی خبر
 سے بدون ایسی قرینہ کے کہ والہ کرتا ہو او سہر کہ یہ سکوت سبب ضما کر تھا بحت عدم موافقت کی
 عبارت شرح مسلم کی یہی تم اجماع الذی وقع بعد الخلاف السابق جہ طینہ لافہل صحتہ القول السابق بالبدل

وَلَا يَجْعَلُ الْمُتَوَلَّيْنَ فِي تَوْنٍ وَلَا يَجْعَلُ الْإِجْمَاعَ الَّذِي يَقَعُ عَنْ سَكُوتٍ وَلَا تَوْنٍ بَرَكًا عَلَى الْإِجْمَاعِ
السُّكُوتُ لِلْمَعْنَى لَا إِحْتِمَالَ لِعَدَمِ الْمَوَاقِفَةِ

رد ہجوات مولوی فیض احمد

قولہ صفحہ ۱۲ اور اسی طرح بہت سی کتابوں فقہ میں میں کت سنت ہونے تراویح میں مراۃ کو
میں اقوال سنت ہونا میں کت کا صرف چند کتابوں میں ہے لیکن سنت ادن میں ہر
سنت صحابہ پر ہی اس لیے کہ میں کت کا پڑنا حضرت سے ثابت نہیں ہے اور سنت اور کت کو کہتے ہیں
کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظاما واجب فرمایا اور تکلیف شیعہ کفر سے جو نقل کیا اور میں
تراویح کا سنت ہونا مرقوم ہے نہ میں کت کا سنت ہونا قولہ صفحہ ۱۲ اور اجماع اہل الاسلام متفق
و غرابا و جریں شیعہ نہیں اور ہاشم شاہ جاری و رائج ہیں کسی شخص نے اہل اسلام سے اس امر میں تا جگ
خلاف نہیں کیا اور مخالف اسکا متبع ہے اقوال میں کت کی رائج اور جاری ہونے سے لازم
نہیں آتا ہے کہ ائمہ کت جاری اور رائج نہ ہوں اور اسی طور سے میں کت کے جواز پر اجماع سے
مخالف اجماع ہونا مجوز ائمہ کت کا کہ میں کت کو نہیں جائز جانا ہوا لازم نہیں آتا ہے کیونکہ ائمہ کت
کا جائز ہونا سنت حضرت اور سنت صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ثابت ہے جب تک کہ میں کت
متفق ہیں اور متاخرین میں سے ائمہ کت پڑھنے والی پر انکار نہیں کیا ہے اور اس امر سے اس
قول میں کہ کسی نے اہل اسلام سے اس امر میں جب تک خلاف نہیں کیا مراد کتاب ہے آیا جواز میں کت کا
یا سنت ہو کہ ہونا میں کت کا بشرق اول رد نفی کو جو منکر جواز میں کت کی ہیں اگر یہ مجیب اہل اسلام
سے خارج کرنا ہے تو البتہ یہ قول اسکا صحیح ہے ورنہ اسکو یوں کہنا چاہیے تھا کہ کسی نے اہل
سنت میں سے اس امر میں جب تک خلاف نہیں کیا یہی بحر العلوم نے شرح مسلم میں لکھا ہے
الصحيح عند المحققين انهم ليسوا بمتأخرين فقل شذوذاً ثم لا يخطأ به يعني صحيح نزدیک خيرون کے ہے کہ
رد نفی نہیں ہیں کا فرسان تک کہ قبول کی جاتی ہے کو ایسی انکی سواي خطا یہ کہ ایک فرقہ ہے

اور نین میں کہ وہ کافر بن اور برحق ثانی سنت ہوئی پس کعت میں سنت لوگوں نے خلاف کیا
 حنفیہ میں خلاف ابن ہمام صاحب تصحیح القدر اور صاحب بحر الرائق اور طحاوی وغیرہم طشت از نام ہے
 اور سنت علماء نے تراویح کی مستحب ہوئی پر اتفاق اور اجماع بھی نقل کیا ہے اور اجماع استحباب خلاف ہے
 ساتھ سنت موقوفہ کہے ہیں کعت کی اس صورتیں یہ کار حنفیہ اور سب مستحب کہنے والے تراویح
 بقول اس محیب کی مبتدع ہوگی نعوذ باللہ منہ

خاتم کتاب

محض فرستہ جو ماہین میں تحقیق کیا گیا وہ او فح بالدلیل تھا اور اگر فرض کیا جاوی کہ قول آنحضرت علیہ
 الصلوٰۃ والسلام ہذا لکم الذی رایت من ضعیفکم حتی حیثیت ان یتب علیکم ولو کتب علیکم اثم تم بہ حذر ہے
 مواطبت نفس تراویح سے جسکو بعض فقہا ہی حنفیہ سمجھے میں نہ اس کے جماعت کی مواطبت سے
 جیسا کہ ظاہر ہے اور یہی فرض کیا جاوی کہ تراویح ایک نماز حجازی نماز تہجد سے تاکہ مواطبت حکم تراویح پر نظر
 ثابت ہو اس صورت میں ہی سنت موقوفہ ہونا پس کعت تراویح کا ثابت ہوگا اس لئے کہ سنت موقوفہ
 ہونا اسی مقدار کا ثابت ہوگا کہ جس مقدار کا پڑھنا آنحضرت سے ثابت ہے اور آئندہ کو اس پر
 مواطبت سے حذر فرمایا اور حدیث حارثی المدینہ سے جو ابن جابر وغیرہ نے روایت کی ہے
 پڑھنا آنحضرت کا اون را توین اثم ہی کعت کو ثابت ہے اور حدیث ابن عباس جس کعت پڑھنے
 کے باب میں ہے وہ بالاتفاق ضعیف ہے لائق احتمال نین پس اس تقدیر پر ہے پس کعت
 کا سنت موقوفہ ہونا ثابت ہوگا سوای اٹھ رکعت کے۔ تمام شد

لکھنؤ میں ۱۲۸۰ھ

عقلمانه کتاب اسرار و اسبته

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
۳	۸	ادکر	ادکی	۲۱	۲۱	سایان	سایان	۲۳	۱۵	افند	القدر	۵۲	۵	کجیایک	میناک				
۱۶	۱۶	مینه	مینے	۲	۹	ایای	ایای	۱۵	۱۰	تبت	تبت	۷	۱۵	نول	یون				
۱۳	۱۳	نینه	نینه	۷	۷	سنن	سنن	۷	۹	پری	پری	۵۳	۵۱	مشین	تقدیر				
۴	۱	دغیر	دغیر	۱۰	۴	چند	چند	۲۶	۲	ک	ک	۳۲	۳	سنی	سنی				
۱۰	۱۰	سوزا	سوزا	۲	۱۰	کلیپ	کلیپ	۲۸	۱۱	کاخار	کاخار	۵۵	۴	ارسانه	اورشانه				
۱۲	۱۲	الامنه	الامنه	۱۹	۱۹	اسین	اسین	۱۹	۵۵	اختار	اختار	۵۹	۵	کنار	کنار				
۱۳	۱۳	ادنی	ادنی	۱۱	۳	فرائی	فرائی	۷	۶	بمع	بمع	۱۱	۲۰	سرازی	سرازی				
۷	۷	اولامه	اولامه	۱۱	۱۱	سایلم	سایلم	۲۰	۱۱	دورزا	دورزا	۳۰	۹	السی	السی				
۵	۱۰	سب	سب	۱۳	۳	الرویه	الرویه	۷	۱۹	رکت	رکت	۶۵	۱	اشوب	اشوب				
۳	۳	نرنا	نرنا	۷	۶	صلی علی	صلی علی	۴۱	۹	قزات	قزات	۷	۲	لانه	لانه				
۷	۳	مین	مین	۷	۷	حالت	حالت	۷	۱۳	نارزی	نارزی	۶۶	۱۲	جانا	جانا				
۵	۵	قابل	قابل	۸	۸	الترتیه	الترتیه	۳۵	۱۶	سج	سج	۷	۱	کان	کان				
۷	۷	پیشای	پیشای	۱۳	۵	تبدیه	تبدیه	۳۵	۳	الوعی	الوعی	۱۵	۱۰	میکه	میکه				
۱۱	۱۱	نارین	نارین	۱۵	۳	ایا	ایا	۲۲	۲	داوا	داوا	۷	۱۵	کرم	کرم				
۱۰	۱۰	ایکو	ایکو	۱۳	۱۳	العید	العید	۱۳	۳	دغلب	دغلب	۷	۷	عقاب	عقاب				
۷	۱۳	السی	السی	۱۰	۱۰	فیت	فیت	۲۵	۷	تخریج	تخریج	۷	۷	اورم	اورم				
۱۵	۱۵	دنی	دنی	۱۹	۲	دعما	دعما	۳۶	۷	قوله	قوله	۷	۱۸	عقاب	عقاب				
۱۶	۱۶	پاچی	پاچی	۲۰	۱۰	دراست	دراست	۱۲	۱۲	موکده	موکده	۱۸	۸	ابن حیان	ابن حیان				
۱۹	۱۹	کیاسی	کیاسی	۲۰	۲	دسی	دسی	۷	۱۵	صحیح	صحیح	۱۶	۱۰	نم	نم				
۲	۲	دنا	دنا	۲۰	۸	مناب	مناب	۲۸	۴	الخمار	الخمار	۱۹	۲	صلی علی	صلی علی				
۳	۳	نرنا	نرنا	۷	۳۰	صلی علی	صلی علی	۲۹	۱۱	۷	۷	۷	۱۰	صلی علی	صلی علی				
۲۰	۲۰	سیت	سیت	۲۲	۱۲	دراست	دراست	۲۰	۷	۷	۷	۷	۷	۷	۷				

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي جعل القرآن الكريم
موسمًا من موسمي القرآن الكريم

تفخيمش کرده است امداد القل و
کتاب طبع شده است



بختیاری از وی بشارت
است مطبوع در وقت است

مطبعه لاله طبع می
دارد و چاپ می شود

ہونا کہ اہل اسلام کو اس اپنی وضع کا شریک کرنا چاہتے تھے نہین اور یہاں نے نفس کے لیے دین کی مصیحت کا کچھ
 خیال نہین فرماتے نہین جو کہ ان دنوں نہین جناب سید احمد خاں صاحب بہار حج عدالت خفیہ منارین
 نے ایک رسالہ حاصل سبب میں بنام احکام طعام اہل کتاب تصنیف فرما کر چھپوایا ہو لہذا رقم سے اس کی
 منی بہ امداد و الاحتساب علی المبدئین فی احکام طعام اہل کتاب کو اور
 جواب میں قلمبند کیا ہے تاکہ سب لوگ عیب و صواب اس رسالہ کا دریافت کر کے اپنی احکام سے جو
 اس کے رسالہ میں مندرج نہین منظر لکھائیں اور وسوسہ شیطانی سے خطا کی راہ پر نہ چلیں ومن المبدئین
 الی الحق والصواب وعلیہ التوکل فی کل باب واضح ہو کہ مداخلت سہاقتہ فصلیہ کے فیضی اور کتبہ سہاقتہ
 پر ہے کہ کمانا جو وہ ناجائز ہے وجہ اول کہ بنا بر او اسکے اہل اسلام اور سکوت و فضاہی اسکے ساتھ کمانا ہے
 کافر و کفرستان کہتے نہین یہ کہ بعض اہل اسلام اس دیار کے لہذا نے کے ساتھ کمانا شعار اور علامت
 کر شانوں اور اوس کے دین و قانون کی اور بدین ضرورت بلا اجبار و اگر راہ اختیار و نہا علامت کفار اور اوس کے شعار
 ظاہر ہونا کسی شخص سے موجب حکم کفر و سپر ہے ظاہر شریعت میں اور چونکہ منشاہی تکفیر الدین قرار پانا اور
 علامت کا باب الفرق و دریان کفر اور اسلام سے ہے خصوصیت تعین علامت کی بہا بہا حاکم اسلام سے
 وقت قیام حکومت اسلامیہ کے یا خصوصیت تعین علامت عرف اہل اسلام سے وقت استیلائی کفار
 میں بالضرورة لغا ہے نہا بہ جزی میں مسطور ہے یہاں ان شعار احتساب البیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ الفرق
 کہ اسی علامتہم البیہ کا نوایع و نون بہا بہا الحرب یعنی کمانا ہے کہ شعار و نون نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تا عرو
 میں ایسا یعنی علامت او کی کہ سہی پہنچی الیہم نہا ہے اوس کے اراکی میں اور مجمع البیہ میں مذکور ہے
 شعار المؤمنین علی الصراط رب سلم سلم ای علامتہم البیہ تیعار نون بہا مقتدر اکل اللہ رسولہ یعنی حدیث میں مجایا
 کہ شعار مسلمانوں کا کل صراط رب یہ ہوگا کہ اسے پروردگار میرے سلامت رکھے سلامت رکھے تو مر اور بیان شعار
 سے علامت مسلمانوں کی ہے کہ چھپائیں گے انہیں نہا ہے اوس کے اوس حال میں کہ اقتدار فو الی ہوگی
 ہر امت ساتھ ساتھ رسول کے اور نہا ہوا شیعہ ہر ایمہ میں مرقوم ہے و ذکر الامام التمراشی فیکسفی فی کل بلد
 من الغلامہ یا تعارفہ الہ انتہی اور ذکر کیا امام تمراشی کے کہ اکتفا کیا جائے ہر شہر میں ساتھ اوس علامت کے
 جو معارف ہوا ان شہر والوں میں اور فتح القدر خاشیہ ہدایہ میں مذکور ہے المقصود الغلامہ علامت
 مذکور بل اعتبار فی کل بلد یا تعارفہ الہ یعنی مقیم و علامت اور چھپاں ہے پس تعین نہوگی وہ علامتیں جو ذکر کی

کہا اعتبار کیا جائیگا سر شہیدین وہ علامت جو متعارف ہو اس کثرت والوں میں اور شہیدین میں ہے وگرنہ ایک ایک کو جو
 معصوم اور بیگناہ کے بغیر میں انھیں اسی کو ان دنیا عینہم فائدہ یہی کہ ان کو ایک ایک کو انھیں نفس علیہم کا کلمہ طبع ہو
 اور یہی اوشد الزار اور خود ایک فائدہ یہی کہ ان کو اسوارہ میں غیر احتیاد اور غریب اور من اعتقاد و لو عقل تشہد کہ ہر
 فائدہ لایعیر کا فرماواری ہی مسلمان اگر نہ دیکھ کر ہی بت گویا متا جبت کہ یہی کہ فرز کی بات کہنے اور اس فلسفین کہ یہی
 جو ہو سکتے نزدیک تو وہ مسلمان ہو جاتا ہے کا فرادار سے ہی اگر غائبہ جو آپ مسلمان سے علامت کا فرز کی
 مانند ہونے محسوس کے ٹوپی یا باندہ ہے زنا ریا اسکے مانند اور علامتین تو ہو جاتا ہے کا فرار بر ہے کہ کیا ہو سکتا
 بدوں اعتقاد کے یا شے سے یا اعتقاد سے اور اگر کیا ہو سکتا تو یہی سے تو نہیں ہو کہ کا فسہ اور
 شرح جمہور وقت میں ہے چنانچہ اخیل فساد الزار و لابس اختیار بالاختیار لایکون کا فراناکان جسد قاتلہ
 باطل اجماعاً علیہا جملہ الشیء السوارہ عنہ بامتیاز علامہ التکلیب فکینا علیہ ذلک اسی کو نہ کہ فرار غیر مصدق
 سو اگر کہا جائے کہ بافرہشہ واللہ الزار کا اور پہننے واؤ نمیا کا کہ وہ ایک کپڑا ہوتا ہے نہ رنگ یا اور کسی رنگ کا
 کہ او سکواہل زندہ اپنے کپڑے پر پاس موند ہے کے لئے لیتے ہیں ساتھ اختیار کے نہو کا کا فرجبت تک کہ
 کہ یہی تصدیق رکھنے والا اور یہ باطل ہے بالاجماع کہیں گے ہر گز دانا ہے پہننے شے صادر کو اس سے
 ساتھ اختیار اور کسی کے علامت کا تہذیب کی پس حکم کیا ہے نہ زنا باندہ ہے والے اور غیار پہننے والے ہلاک
 پر ساتھ اس کے کا فر غیر مصدق ہونیکے اور موبہ ایکابی وہ چنکاری نے اوپ مغرو میں بذیل باب دعوت
 اللہ ہی کے نافع سے روایت کہ ہے کہ دو روایت کرتے ہیں اسلم غلام آزاد و حضرت عمر سے کہا اسلم
 نے کہ جب آئے ہم ساتھ عمر بن الخطاب کے ملک شام میں تو آیا اس کے پاس ایک زیندار کا فون کا تو
 نصارے سے سو کہا اس زیندار نے کہ امیر المؤمنین تحقیق میں نے طیار کیا ہے آپ کے لیے کہا
 اور چاہتا ہوں میں کہ آئین آپ میرے بیان ساتھ ان اشرف فون کے کہ جو آپ کے ساتھ ہیں کہ یہ قوی تر ہے
 میرے لئے میرے کام میں اور بزرگ تر ہے میرے لیے فرمایا حضرت عمر نے کہ ہم نہیں استطاعت کہتو
 میں اس کے کہ ذہل ہوں تمہارے گرد و فون کہ جو ہم میں ساتھ ان صورتوں کے کہ انہیں میں اور کیا یہ
 ہی اس کے دین میں داخل ہونے سے یعنی کہ استطاعت اسکی نہیں ہے کہ تمہارے دین میں آجائیا
 لفظ حدیث کا یہ ہے عن نافع عن اسلم مولیٰ عمر قال لما قد سماع عمر بن الخطاب اشام اماء اللہ یحان فقال
 بالامیر للمؤمنین انی قد صنعت لک طعاما و احب ان تاتینی باشراف من معک فانا اتوی لی فی مجلسی

و اشرف علی قال انما الاستطیع ان یدخلی کما ینسک لم یرد مع الصور التي فیها اب ظاہر ہو گئی یہ بات کہ خود جناب
 سید احمد خاں صاحب نے اپنی رسالہ کے صفحہ نمبر ۱۰ میں لکھا ہے کہ ہندوستان کے مسلمان جنہوں نے
 ہزاروں زمین، بندوق کی اختیار کر لین ہیں اور سکو یعنی طعام اہل کتاب کو نہایت ہی برا جانتے ہیں اور جو
 شخص اسکو مناج کے یا دوسکے کہا یا کھانکے ہو اسکو کافر یا کشتان یا مسلمانوں کے گروہ سے خارج
 یا ایک بڑے قسطنج کا کرکے سب سے بہتر انتہی سویہ زعم فاسد ہے اس لیے کہ مسلمان نصاریٰ کے ساتھ
 بیٹھا کھا پیوے اگرچہ ایسا کہتے اور سمجھتے ہیں تو یہ کہنا اور سمجھنا اولکا ہو جب قاعدہ معترضہ اہل اسلام سے ہو
 یہ سبب اختیار رسم ہووے کے وجہ و ولعم یہ سبب کہ ہستی نے شعب الایمان میں اہل اہلہ
 سے برتواتہ کیا ہے کہ وہ روایت کرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
 من البخاری ان کو اکل غیر اہل ملک یعنی جناس سے ہے کہ سنا کہ کما تو غیر اہل ملت اپنی کے جو کہ حدیث
 زفرہ اور مطالب المؤمنین اور نصاب الاحزاب وغیرہ کتب فقہ میں بیرون حوالہ کتاب حدیث مذکور تھی
 جناب سید احمد خاں صاحب نے سبب نفی اور بیانی کے اس حدیث کی نسبت **محدّد**
 میں لکھا کہ اس حدیث کی ہی نہ کچھ سند ہے اور نہ کوئی اسکا راوی ہے پس ایسی حدیثوں پر بھی لوگ
 عمل کرتے ہیں جو بقایا نصوہ قرآنی ایسی روایات مجہولہ کو اپنی خواہش نفس کے مطابق جہلا میں اپنی
 پیشانی اور غرر جہلا نے کو بٹھا لیتے ہیں اور جبکہ تاہم کے لئے کوئی حدیث صحیح اور فی قرآنی موجود نہیں
 ہے بلکہ اس کے مخالف موجود ہے انتہی اور جناب سید احمد خاں صاحب نے یہ جانا کہ کسی حدیث کا
 کسی کتاب میں نے تصدیق نہ ہونے سے واقع میں نے سند ہونا اسکا لازم نہیں آتا ہے جس کے سند
 اس حدیث کی پہلی سے ہو جب ہمارے بیان کے معلوم ہو گئی پس نے تفتیش احیا حکم کر دینا اور تہن کا
 کام ہے کہ جنکو جہلا میں اپنی پیشانی اور غرر جہلا نے کے لئے انکار احادیث صحیحہ معروفہ محکمہ سے کہ مخالف
 ہو اسے نفس کے ہون کو یہ پاک نہیں ہے اور لطف دوسرا یہ ہے کہ خود جناب سید احمد خاں صاحب
 نے **محدّد** میں لکھا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو بھی اپنے ساتھ بیٹھا کہ کھلا
 فی مطالب المؤمنین روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یاکل فاما کافر فقال اکل معک یا محمد فقال نعم
 انتہی حال انکہ یہ حدیث محض نے سند ہے اور اسی مطالب المؤمنین وغیرہ میں جہن وہ حدیث مذکور
 انتہی مذکور ہے سو جو شخص نے سند حدیث سے محبت لاسے پراور ان پر طاعن ہو اور خود کو یہ حدیث

چست پیر کا ہے وجہ سوم یہ ہے کہ مولانا خلافت کا استیفاء نہ کیا اور کناؤز شکر مین اور اہل کتاب پر یہ
اعادیت صحیحہ سے صحابہ سمانہ پر نہیں ترمذی نے اپنے جامع مین غرض مین ان کتاب سے نزائت کیا ہے

موسو کد اعلیٰ مقام پر مسلم نے فرمایا کہ میں نے انشاء اللہ اکثر حربی الیوم و الذی انصارى من ہزیرۃ العرب
البحرین بہ ہزیرۃ الکنو مریدین الربا مکیا اللہ انزلہ بہ کتھا و کما یومر اور انصار سے کہ جزیرہ عرب سے اور ہزاروں اور ہزاروں

تہ تعجیب میں نہ رہے روایت کیا ہے کہ ان تہمیں خطاب اجلی السیود و انصار ہی میں خاص مجاز
یعنی تحقیق حضرت تہمیں خطاب جنسی السیدہ جلا وطن کرویا ہے واد انصار ہی کو تہمیں مجاز سے خطاب

سید احمد خان ہمایہ جو حکم موکالت کا دیتے ہیں کیا ان اخبار سے آگاہ ہٹیں میں اور یہی ہے
شعب الامیان میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کہ ان سے کہہ گاتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اواز عادی جلال علی غیر الاسلام تم مجلس خندہ و قال کیف است یا یهودی کہتے
انت یا زنا ابی زکریا عبد اللہ بن مسعود علیہ السلام شجر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خیر عبادتہ و فرستے کہ

مردیو مسلمان کن نہ بیٹھے اوسکے پاس اور فرمائے کیسا ہے تو میں یہودی کیسا ہوں یہی انہی نصرانی ہوں
 بکر اوسکے تہہ سے کہ مجھ پر ہوتا و جد چہارم یہ ہے کہ موکلت من مناجات اور نجات

اور مصاحبت اور مخالفت ساتھ کا اور رواج کے بموجب احادیث صحیحہ منوع ہے حاکم نے اسے منکر کہا ہے اور یہ کہ نے شعب الازجالہ میں اور سنن ابن عیینہ نے اسے جائز منکر

اور ابن المبارک نے کتاب الزبد والرقاق میں اور ابن ابی الدنیا نے کتاب التسمیٰ میں

رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تحب انفاجر لعلك من فخره ولا تنش اليه سر ك بهتشر في امرك

سید اپنا اور مشورہ چاہا تو حکام میں اور نئے جوڑتے ہیں اللہ عزوجل سے اور دلی سے فروں

ووصاحب السوء فانه قطعته من النار ولا يفتحك وورولا النبي كاك لبعده كما حضرت انس في ذكره فرأى

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دور رکھو کہ اسے اپلوں سے بھی دور رکھو کہ اس سے کوئی بھی جو ایسا نہ کرے اس سے نہ ملے۔ اسی عجیب و غریب روش کو کسی باور نہ دے گا کہ کیا وہ تجھ سے خدا اپنے کو اور اس عساکر سے اپنے

ارج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک لکھ قرین
النور فانک بتعرف یعنی کہا حضرت انس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دور کہہ تو اسے
آپ کو پہنچیں یہ کہ تو ساتھ اوسی کی پہچانا جاتا ہے اور ترقی نے اپنے جامع میں اور ابو داؤد
نے اپنے سنن میں اور امام احمد و دارمی نے اپنے اپنے مسند میں اور ابن حبان نے اپنے صحیح میں و
حاکم نے المستدرک میں ابی سعید خدری سے روایت کیا ہے کہ انہ سنع البی صلی اللہ علیہ وسلم یقول
لا تصاحب الا مؤمنًا و مؤمنًا کل طاعک الا تقی یعنی ابو سعید خدری نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
کہ فرماتے تھے نہ مصاحبت اختیار کرو مگر مسلمان کی اور نہ کہا ہے تیرے کہا نیکو مگر یہ سچا رشتہ میں اس

حدیث کے خطاب میں نے معاکم الحسن بن علی لکھا ہے واما خبر من صحبته من لیس تقی و رجز حجاج الطائی
و موالک لان اطاعة توقع الا لقرۃ و المودة فی القلوب یقول لا لوف من لیس من اهل التقوی و الورع و
والا تخی و جلیعاً لکما ہما و تادمہ یعنی اور موالک اسکے سنیں کھڑا یا آنحضرت نے صحبت ایسے شخص سے
کہ میں نے سب پر بیگزدار و رفیع فرمایا اوسکی مخالفت اور موالک سے اسلئے کہ باہم کما و التا ہے الفسکو
اور دوستی کو دلوں میں فراتے ہیں آنحضرت کہ الفت منت رکھو ایسے شخص سے کہ میں نے اہل تقوی
اور پر بیگزدار سے اور نہ باتو او سکون منشیں کہ ساتھ کلائے تو او سکون منشیں اپنا رہے تو او سکون
نے ضرر قاہ لکھو و حاشیہ الی و او وین بھی اسطور پر لکھا ہے اور شیخ عبد الحق دہلوی نے ترمیم

مشکوٰۃ میں لکھا ہے منع کر از موالک کفار و فجار تا سبب محبت و الفت مکر دو و از مصاحبت ایشان
صفاۃ ذمیرہ سرایت کند انتقی و جمع چہم ہے کہ موالک ساتھ کفار کے غل خطر زوال ایمان ہے
اور جاتا رہنا ایمان کا بہت بڑا ضرر ہے اور از الہ اسے خبر کا واجب ہے بموجب قاعدہ سلمہ فقہا کے کہ
الضرر یزال کہ ضرر زائل کیا جاتا ہے ترقی نے اپنے جامع میں عبد اللہ بن سعید سے روایت کیا

کہ کہ عبد اللہ بن سعید نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لما وقعت نبواً من انزل فی الغاصی ہتم
علما بہم فلم یتہوا فی السوم فی مجالسہم و اکلوہم و شاربوہم فضرب اللہ قلوب بعضہم بعض فامنع علی ثمان
داؤد و عیسیٰ بن مریم ذلک باعصوا کما نوا فی القلوب قال فلیس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و کان
مشکاً فقال لا والذی النفس ببیدہ حی تا طروہم اطرا یعنی جب پر گئے بنی اسرائیل گن بوغین منع کیا او کو اور
عالموں نے سوا زبہ لے لی اسرائیلی پریشیے اوبکے عالم اوسکے ساتھ دو کئی مجلسوں میں اور کما یا او

عالموں نے اس کے ساتھ اپنا اوکے ساتھ تہ راز اللہ نے بعض کے دل کو جو ساتھ بعض کے
پر لعنت کی اور کون زبان پر حضرت وانود اور حضرت عیسیٰ میں دم کے یہ اس لیے کہ نافرمان ہوئے تھے
وہ کہ جسے جسے کما عبد اللہ بن سعود نے ہر ٹیپہ کیے آپ تکیہ چور کر اور تھے تکیہ لگائے
موسے واسطے تمام کلام کے ہر فرمایا انبیاءوں سے کہ نہ معذور نہ جاوے گے تم قسم ہے عجوبوں
ذات کی کہ جان میری اس کے ساتھ میں ہے جب تک کہ نہ منع کرو گے تم معافی سے اور کون مثال کہ
بلایا علی قاری نے مرقاۃ مشحونہ میں بشرح حتیٰ اطروہم نظر کر لکھا ہے حتیٰ مشوا مشالہم سن ابی الی

واللہ اعلم بالصواب۔ ائمہ عظمیٰ علیہم السلام سے مواظبت و مواظمت یعنی یہاں تک کہ منع کر دے اور اس
امثال کو اہل معصیت سے اور اگر باظاہر ان کے امثال اپنی کرداروں میں باز رہو تو ان کے ساتھ ملا
نہیں کرنا۔ اور ان کے ساتھ باقیں کرنے سے اور ان کے ساتھ کہاوت سے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے
پہرچو جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے اور راحت
تمام اہل کتاب اور ان کے ساتھ مواظبت سے کیا علاقہ جس آیت کا اقتباس اس حدیث میں کیا گیا
خود روایت ہے آیات احکام سے نہیں ہے۔ اس سے سوا اس آیت سے کہ جسکی تفسیر
امثال میں ہے۔ امدلال اس حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ
سے اس قصہ کو نقل کر کے فرمایا کہ در صورت اختلاف دونوں میں عن انکر کے تم معذور نہ ہو گے
کہ اختلاف اہل کفر و بدعت میں عن النکر کے غالباً مودی الی الکفر ہو جائے۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ
جس صورت میں کہ ہو قدرت امر بالمعروف اور نہی عن النکر کی نہو اور ہم امر بالمعروف اور نہی عن النکر
کے میں یا ہو جو ہم اسکا ہوا دے کہ امر بالمعروف یا نہی عن النکر کرنا یہاں کچھ مفید نہیں ہے تو ان دونوں
میں مخالفت اور مواظبت اور شارب ساتھ اہل کفر اور معاصی کے دوست نہیں ہے کہ مخالفت اور
مواظبت اور شارب ان صورتوں میں مودی الی الکفر والمصیۃ ہوتی ہے۔ یہاں کہ شاید اسکا قصہ یہ
ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کو کہ جب کارشاد لاؤ للذی نفسی پریدہ حتی تا طردہم اطرا کے ساتھ فرمایا
نہیے جب میں اس سے قطع سے اشارہ یہاں ظاہر ہو کہ مواظبت اور شارب ساتھ اہل کفر کے
کہ موجب غر و ظلم ہے اور خطرات لال نہیں ہے۔ ہر حال علاقہ اس حدیث کا مواظبت سے ظاہر ہے
فبدا علی قاری کہ اس حدیث سے امتناع مواظبت کو ساتھ اہل معاصی کے ہر صورت اس کے باز

آن کے معافی سے ہے یا نہ کیا ہے ہر جناب سید احمد خان صاحب اسی صفحہ ۸۶ میں جو لکھا ہے
 علاوہ اسکے یہودیوں کو فاسق یہودیوں کی اور مسلمانوں کو فاسق مسلمین کی مخالفت اور موافقت سے آنے ہے
 او کفار اور اہل کفر کے ساتھ معاشرت امر خیر ہے کیونکہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بخیر ایمان کے مکلف نہیں
 ہیں انتہی سوا اول اس معاشرت میں کہ جو کفار اور اہل کتاب کے ساتھ جائز ہے نزاع نہیں ہے
 کہ مجالسیت و دستار اور موافقت اس سے خارج سے محل نزاع موافقت سے توجب وہ اہل فتنہ ہے
 ساتھ منع ہونی تو اہل کفر کے ساتھ بد معاشرت منع ہوگی کہ اہل فسق میں اہل ایمان تو موجود ہے بخلاف
 اہل کفر کے کہ وہ اسی سے بھی محروم ہیں و دوسرے فسق اور یہود کا کفر تھا تو اس حدیث سے اتقوا
 موافقت ساتھ اہل کفر کے ثابت ہے تیسرے یہودیوں و فاسق ہون یا کافر کفار کے نہ مکلف ہو چکے
 ساتھ احکام شرعیہ کے جواز موافقت کفار میں کیا دخل ہے اور ایمان کے ساتھ مکلف ہونا تو خود بخود
 سید احمد خان صاحب کو مسلم ہے اور ایمان سے زائد معروف اور کفر سے زائد منکر کیا ہوگا بلکہ معروف
 اور نہی منکر کے بغیر تکلیف ایمان کی کافی ہے چوتھی یہ کہنا کہ وہ لوگ کسی حکم شرعی کے بخیر ایمان
 کے مکلف نہیں ہیں خلاف قول مختار اور معتد کے ہے اسنوی نے شرح منہاج میں لکھا ہے
 لا خلاف فی ان الکفار مکلفون بالایمان بل ہم مکلفون بالفروع والصلوٰۃ والزکوٰۃ فیتکلیف انہما سببنا ہم
 یعنی نہیں خلاف سے ایمان کہ کفار مکلف ہیں ساتھ ایمان کے اور اختلاف جو ایمان کہ آیا مکلف ساتھ
 فروع کے مانند نماز اور زکوٰۃ کے ہیں یا نہیں ایمان میں نہ نہیں اصح سبب مذہبیوں سے یہ ہے
 کہ ایمان مکلف ہیں ساتھ فروع کے اور صد الشریعتہ نے نتیجے اور توضیح میں لکھا ہے ذکر الامام حسنی
 لا خلاف ان الکفار یحاطون بالایمان والعقوبات والمعاملات فی حق المواخذۃ فی الآخرة
 لقولہ تعالیٰ ما سلکم فی سقر الایۃ اعلم ان الکفار یحاطون بالثبات الاول مطلقا چنانچہ العبادات فہم مخاطبون
 فی حق المواخذۃ فی الآخرة اتفاقا ایضا لقولہ تعالیٰ ما سلکم فی سقر الایۃ کم من المسلمین وکم منکم لظہر
 المسلمین لانی حق وجوب الاداء فی الدنیا فمختلف فیہ یعنی ذکر کیا امام حسنی نے کہ نہیں خلاف ہے
 ایمان کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ ایمان اور عقوبات یعنی حدود و قصاص اور معاملات کے اور ساتھ
 عبادات کے حق مواخذہ میں سچ آخرت کے دلیل قول اللہ تعالیٰ ما سلکم فی سقر کے جانو کہ کفار مخاطب
 ہیں ساتھ ترین ضرور پہلی کے یعنی ایمان اور عقوبات اور معاملات کے چنانچہ اسے پر عبادات و مواخذہ

ہر سال ہونے کے بعد جو حق موافقہ کے آخر میں اتفاقاً ہی پسین قول تعالیٰ کے کہ یہاں ترجمہ ہوا
 کہ کوئی نہ لائے نہ کوئی نہ دینے میں کہیں گے وہ کہ نہ ہی ہم ہمارے ہتھے والوں میں سے اور نہ ہی ہم
 کہلائے نہ کہیں کو اس پر عبادات حق و عباد اور اس کے دنیا میں ہیں مختلف ہیں اور ہر وہی
 شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ علم ان النصار ان النصار مخاطبون بغير مخرج الشرعة الا ما يوافقون
 حنا بما قول الحق من الاكفرين و قبل لیسوا مخاطبين بما قبل مخاطبون بالمسني عنما دون الما بموجب
 پھر جانتو کہ مختار یہ ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ خروج شریعت امویہ یا ازہری عنہما کے یہ قول ہے
 محققین اور کتب میں کا اور کہا گیا ہے کہ نہیں ہیں مخاطب ساتھ خروج شریعت کے اور کہا گیا ہے
 کہ مخاطب ہیں ساتھ منہی عنہما کے نہ امویہ ہا کے اور کفار یہ حاشیہ دہم میں ہر قوم ہے لا یتقال
 غیر ثابت فی حقہم لانہم لا یخاطبون بالشرائع لانہم مخاطبون بالحرکات کالزنا یعنی کہا جا کہ نہ خطہ غیر
 ہے کافر و نہ حق میں اس لیے کہ کافر غیر مخاطب ہیں ساتھ شریعت کے اس واسطے کہ کفار مخاطب ہیں
 ساتھ حرمت حرام پیر کے مانند سود و غری اور زنا کے اور طحاوی نے ہاشیہ حاشیہ و محبت
 اور شامی نے روا المختار میں لکھا ہے الذی تخبر فی النصار و شریعہ صاحب البحر انہم مخاطبون بالانسان
 و بالقویات سوی مد الشرب و بالمعاملات و اما العبادات فقال السمرقندیون انہم غیر مخاطبین بآداب و عبادات
 و قال البخاریون انہم غیر مخاطبین بآداب و فقط وقال العراقيون انہم مخاطبون باقیعاقبون علیہا و یوحد علی
 نتیجہ یہ چکا ہے منار میں اور اس کی شرح میں جو صاحب بحر رافقی کے ہی کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ
 کے اور ساتھ عقوبات سوا مذہب شراب کے اور ساتھ معاملات کے اور اسے پر عبادات سوال
 اور نہ کہ یہ ہے کہ نہ سمرقندیوں نے کہ کفار غیر مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے اور اعتقاد و دونوں
 میں اور کہا بخاریوں نے کہ کفار غیر مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے صرف اور میں اور کہا عراقیوں
 کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ عبادات کے اعتقاد و اور دونوں میں سو مذہب کے جائزین عبادات
 کا اعتقاد نہ کہنے اور اس کے نہ ادا کرنے پر بھی جیسے کہ عذاب کیے جائیں گے عدم ایمان پر اور
 معتد ہے اور وجہ ششم یہ ہے کہ صحیح بخاری میں روایت ہے نافع سے کہ کائنات
 نے کان ابن عمر لایا کل حتی یوقا المسکین باکل معہ فا دخلت رجلاً باکل معہ فاکل کثیر فقال یا ابن
 لا یصل ذرا علی سمعت ابی بنی علی بنہ علیہ وسلم یقول المؤمن باکل فی معی واحد و کافر باکل فی سب

اصحاب یعنی تہ عبد اللہ بن عمرؓ کہاتے جب تک کہ لایا جانا مسکین کہ گمان میں اوسکے ساتھ ہوا میں
 ایک مرد کہ کہ گمان میں اوسکے ساتھ ہو گیا اور سنہ بہت میں کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے اسے نافع نہ لایا ہو
 میرے پاس بنایا میں نے بنی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ نکالیں کہتا ہے ایک انہی
 میں اور کافر کہتا ہے سات اشترقون میں اور اتنا اسی روایت کے صحیح مسلم میں بھی ہے حاصل میں
 روایت کا یہ ہے کہ وہ مسکین بہت کہتا ہے میں مشابہ تھا کافر کے اس لیے عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکے
 ساتھ گمان نہ کیا کفر کے نافع کو حکم دیا کہ اب اسکو میرے پاس نہ لانا تو جبکہ وجوب اس فایت کے مسلمان
 کے ساتھ گمان صرف اس جہت سے کہ ایک صفت میں وہ کافر کے مشابہ ہو روانہ ہو پھر التوجہ و رد
 کافر ہوا اوسکے ساتھ گمان کیونکر ہوا ہو سکتا ہے حافظ ابن حجر نے فتح الباری شرح
 صحیح بخاری میں لکھا ہے وعلقہ کردہ وغولہ علیہ لما رواہ متصفا بصفۃ وصف بہ الکافر اور گمان
 یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمرؓ نے نہ وہ کہتا اوس شخص کے داخل ہونے کو اپنے اوپر سبب اس کے
 کہ یا یا لوسکو متصف ساتھ اوس صفت کے کہ وصف کیا گیا تھا ساتھ اوس صفت کے کہ کافر
 اور کرانی نے کہ اوس الزاری شرح صحیح بخاری میں لکھا ہے واما قال ابن عمر لاندخل لانه شبه
 الکفار فہو مخالفۃ اوامر اسکے منین کہ کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے نافع سے کہ لانا اسکو میرے پاس اس لیے
 کہ وہ مشابہ تھا کافروں کے سو کہ وہ کہتا عبد اللہ بن عمرؓ نے اوسکی مخالفت کو اور سطلانی شرح صحیح بخاری
 میں لکھا ہے فقال ابن عمر لاندخل نہ اعلیٰ اے لما فیہ من الاتصاف بصفۃ الکافر وہی کثرۃ الاکل و
 ونفس المؤمن متفرق من ہو متصف بصفۃ الکافر نفی سو کہا ابن عمرؓ نے نافع سے کہ نہ داخل کرتو اسکو
 جہر یعنی سبب اوسکے متصف ہونے کے ساتھ صفت کافر کے اور صفت کافر کی بہت گمانا
 ہے اور دل مومن کافرت کرتا ہے اوس شخص سے کہ متصف ہو ساتھ صفت کافر کے اور تو دوی
 نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے واما قول ابن عمر فی المسکین الذی کل عندہ کثیر الاندھن ہذا
 علی ما قال نہ لانه شبه الکفار ومن شبه الکفار کرمیت مخالفتہ غیر حاجۃ او ضرۃ ادائی پر قول عبد
 بن عمر کا نافع سے حق میں اوس مسکین کے کہ کہا اوس نے پاس ابن عمرؓ کے بہت کہ ہرگز نہ لانا تو
 اسکو میرے پاس سو سو اسکے منین کہ فرمایا ابن عمرؓ نے یہ سبب اس کے کہ وہ مسکین مشابہ تھا
 کافروں کے اور جو شخص کہ مشابہ ہو کافروں کے کہ وہ ہے مخالفت اوسکی بدون حاجۃ و ضرورت کے

اور وجہ ہستہ یہ ہے کہ بلاسنے نے معجزہ کبیر میں اور پستی نے شعب الایمان میں
 عزرا بن یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اجابہ طعام الفاسقین یعنی
 منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجابہ طعام فاسقوں کے سے کہ اجابہ دعوت میں ہو
 اور مکرم فاسق کی ہے اور فاسق مہمان اور مقصوب امام قزاقشی نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہے
 لا یجیب دعوة الفاسق المعلن بعلم انک غیر راض لنفسه انتہی یعنی نہ قبول کرے تو دعوت فاسقین
 کی تاکہ جانباہارے کہ تو غیر راضی ہے اس کے فسق سے اور ایسا ہی ہے قاضی عالمگیر میں
 جبکہ اجابہ دعوت فاسق معلن کے اسلیئے کہ اس کی ترویج خاطر اور نہ فریم و اور عدم رضا اس کی فسق سے
 ظاہر ہو روانہ بھیجی تو اجابہ دعوت کا فرج پھر اور مواکلت ساتھ اس کے کیونکر دیا ہو سکتی ہے کہ پھر
 ساتھ کہ اسے دین اور تکویم اور تعلیم ہے اور مسلمان امویہ میں ساتھ توین کافر کے ساتھ ہے اس کی تکویم کہ
 مستقم نے اپنی تصحیح میں اور بخاری نے ادب سفرو میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں ابی ہریرہ سے
 سے روایت کیا ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تبدروا الیہ وواضعیہ یا یاسلم
 یعنی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ابتدا کر دو تمہیں وواضعیہ سے ساتھ سلام کے تر کیا
 سناس حدیث کی شرح میں لکھا ہے قال بعض اہل العلم انما معنی اللزائمہ لانہ یجوز تعظیما لہم واما ہر مسلم
 تہذیبیہ یعنی انما بعض اہل علم نے سوا اسکے نہیں کہ سبب تبدای سلام کی مکروہ ہو گیا کی ہے کہ
 اس میں ہوئی تعظیم ہو واور فضاری کے اور سوا اسکے نہیں کہ حکم کسی کسی میں مسلمان ساتھ اولیٰ نہیں
 اور ابو الطیب نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے قولہ لا تبدروا الیہ وواضعیہ اتی وکذا نوادر
 فصل عن غیرہم لان اللہ تبارک و تعالیٰ اعز الہم ولا یجوز اعزازہم ولا تواؤمہم قالی لقالی لا یجوز تواؤمہم بالہ
 وایوم اللہ یوادون من حال اللہ رسولہ یعنی مراد یہ ہے کہ ابتدا پر سلام مکروہ ساتھ ہو واور فضاری کے
 اگرچہ وہ وہی ہوں مگر غیر فریموں سے اسلیئے کہ ابتدا پر ساتھ سلام کے اعزاز ہے اور نہ میں ہوں
 ہے اعزاز اور نہ دوستی رکھنا اس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پھر کیا تو ایسی قوم کو کہ ایمان لیتی ہوں
 ساتھ اللہ اور دن آخرت کے کہ دوستی رکھتے ہوں اور ان کو کہ لئے کہ مقابلہ کیا ہے اور دن ساتھ
 اور اس کے رسول کا نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے وختلف العلماء فی رد السلام علی الکفار و
 ابتدا ہم بہ نہ ہوتا تحریر ابتدا ہم بہ ووجوب رد وعلیہم بان یقول علیکم وعلیکم فقط ووسیلنا فی الاقدام قولہ

صلی اللہ علیہ وسلم لاتبدروا البیوت ولا النصارى بالسلام وفى الرد قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فتبولوا علیکم وابتدا
الذمی ذکرنا من دنیا قال اکثر العلماء وعامة الفقہاء ما اختلفت ہوسے ہیں علما جواب کہ سلام میں کافروں
پر اور ابتدائی سلام میں مساتہ کافروں کے سوا سبب ہمارا تحریم ہے ابتدا کرنا مساتہ سلام کے کافروں سے
اور جو سبب جواب دینا اور مکے سلام کا اسطور سے کہ کہی جواب دینے والا وعلیکم یا علیکم فقط اور بخل شمار
اسین کہ پہلے پہل اس نے سلام کرنا حرام سے قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نہ پہلے میل سلام کرو
تم ہیرو اور نصاریٰ سے اور دلیل ہماری اس میں کہ وجہ ہے جواب دینا اور مکے سلام کا یہ ہے قول آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم ہے پس کہ تم ان کے سلام کے جواب میں وعلیکم اور مساتہ اس کے کہ ذکر کیا ہم نے یہ سبب اپنا
قابل ہوسے ہیں اکثر علما اور جو ہر فقہاء اور ہدایہ میں مرقوم ہے واما یؤخذون بذلک اطہار الصغار علیہم

وصیایہ تضعفہ المسلمین لان المسلم مکرم والذمی مذل فلا یدبر بالسلام لفضیق علیہ السطریق فالو کم کن علامۃ
میزہ فلعلمہ لیا مل معالہ المسلمین ذلک لا یجوز اور سوا اسکے نہیں کہ کمر سے جاتے ہیں اہل ذمہ مساتہ ہم
کے مسلمانوں سے لباس میں اور سوادہی میں اور زین میں اور ٹوپی میں واسطے ظاہر کرنے خوارگی
اور نیز اور ہونے پر یا نے ضعیف مسلمانوں کے کہ کہ بسبب مخالفت کے مرتد ہو جائیں اور اس کے کہ مسلمان
کو ترم کیا گیا ہے اور ذمی اہانت کیا گیا ہے سو پہلے ذمی سے سلام کیا جائے اور تنگ کیا جائے
اور پھر راستہ ہذا اگر نہ ہوتے تھے تھے تھے ذمی کو مسلمان سے تو شاید معاملہ کیا جاتا ہی ہے
انہ معاملہ مسلمانوں کے اور معاملہ کرنا ذمی سے مسلمانوں کے مانند جائز نہیں ہے اور اشتباہ و لطمہ

میں مسطور ہے ولایدبر الذمی بالسلام الا حاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک و ذکرہ مصافحہ تحریر
اور نہ ابتدا کیا جائے ذمی اساتہ سلام کے مگر حاجت کے لیے اور نہ زیادہ کیا جاوے ذمی جواب سلام میں
علیک پر اور کردہ ہے مصافحہ کرنا ذمی سے اور حرام ہے نظیر اسکی اور ورحمۃ ربی میں مذکور ہے و
بحرم لظہیرہ ذکرہ معافۃ ولایدبر بالسلام الا حاجۃ ولا یزاد فی الجواب علی وعلیک اور حرام ہے تقطیر ذمی کی
اور کردہ ہے مصافحہ اس سے اور نہ پہلے پہل سلام کیا جائے اس سے مگر حاجت کے لیے اور نہ
زیادہ کیا جاوے اس کے سلام کے جواب میں وعلیک پر اور فقہاء ذمی حرام میں معاف
مکرہ مصافحہ مع الذمی وان مصافحہ یلیدہ انکان متوضیاً یعنی مکروہ ہے مصافحہ مساتہ ذمی کے
اور اگر مصافحہ ہوئے ذمی سے تو بہرہ و ذمی سے اپنے ہاتھ کو اگر متوضی اور بحر رافعی میں تو

واذا وجب مدبر المسلم لشدل و لصغار مع المسلمين و وجب على المسلمين عدم تقطيع لیسى وجب، احب جواب
 خبره ظاهر كذا قلت اورہ ازى كذا ہوا مسلمانوں کے تو واجب ہے مسلمانوں پر اور كسى تقطيع كذا اور حوس
 سے حاشیہ اشتباہ میں لکھا ہے قال بعض الفقہاء علی لیسیت ما لم یسقط قول الظاہر انہ لیسیت لان
 فیہ اگر لیسیت قطعاً و خمس ما مودان ما یستتم فی شمس و کما یسقط الصغیر عن عمر لیسى من لیسیت علی الذی لیسى
 من التقطیع لیسى كذا بعض الفقہاء نے كہا ہوا كے چینیك كہا جواب دیا جائے كہتا ہوں میں كہ ظاہر ہوا
 كہ دمی كے چینیك كہا جواب دیا جائے اسلئے كہ چینیك كہا جواب دینے میں اگر ام اور تقطیع ہے ذیست
 اہم حکم کیسے گئے ہیں ساتھ اولی الامت كے اور شمس جامع صغیر میں بروی ہے حضرت عمر
 سے نبی سلام كرنے كی ذمی پر پہلے كہ سلام كرنے میں تقطیع ہے اور نبی حموی ہے كہ اہمیت مصاف
 كی وجہ میں لکھا ہے كہ تقطیع من التقطیع كافی التمر كافی یعنی اسلئے كہ مصافقہ كرنے میں تقطیع ہے
 جیسا كہ كتاب التمر ناہی میں ہے اور شامی نے رد المحتار میں وجہ كہ اہمیت مصافقہ میں لکھا ہے
 لان فیہ نوع تقطیع و دوم ظاہر اطلاقہ اسكرا ہتہ تحریم یعنی اسلئے كہ مصافقہ كرنے میں ایک غیر كی تقطیع
 اور دوسری كہ ظاہر اطلاق مصافقہ كہا ہے كہ بركرا ہتہ كہ اہمیت تحریمی ہے ابو نعیم نے اپنے طبین
 مابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے كہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یان ان التماخ المشرکون
 یعنی تحقق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اس كہ مصافقہ كیے جائیں مشرک لوگ اور
 بخاری نے ادب مسقر میں عبد الرحمن سے روایت کیا ہے كہ كہا عبد الرحمن نے كہ تہا
 عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا نصرانی غلام علم مع الیہ قتال رد علی سلامی یعنی گدزی عبد اللہ
 بن عمر ایک نصرانی پر سو سلام کیا اور بنے تو جواب اور كے سلام كہا دیا عبد اللہ بن عمر نے پھر نہ فرمایا
 عبد اللہ بن عمر كہ وہ نصرانی ہے سو وجب جانا عبد اللہ بن عمر نے كہ وہ نصرانی ہے لوٹ آئی اور كہ
 طرف بركرا اوس سے كہ پیر وے مجھ کو میل سلام اب اس سے جو اور نہ كہ اور ہوا بخوبی معلوم ہو گیا كہ
 و وجہ اب سید احمد خان صاحب نے تحقیق ۸۹ میں تہذیب سے نقل کیا ہے كہ ال کل
 من فیہ توقیر الذی فہو سلام كہ التیام و السلام و المصافقہ و المصافقہ لان كہ تقطیع سلم اللہ و السلام توقیر
 سو موافق ہے تمام كتب اسلامیہ سے اور جو صحیح ہے اس سے آخر كہ وجہ نظر كس میں تہذیب و توقیر
 تحریف دین اسلام پر میں پہلی وجہ میں جوابات لکھیں گے كوی اور ان آیات میں سے توقیر اور تقطیع

ولایت کین کر لی ہے چنانچہ لاشعوی احمد والا اسلمیہ اوقاف بالقی بن حسن الایہ میں بیان ہی کی گئی کہ سزا
 دے دی کے اور ذکر ہے اس کے فائدہ کا کہ اس سبب اسکے دشمن دوست بن جاتا ہے اور ایت پر غیہ و
 حباب الرحمن الذین یثیرون علی الارض ہونا واداء خالیہم لکجاہلون قالوا سلما ما میں بیان ہے اسکا کہ زندگان
 زمین پر عائدہ اٹھانے اور قتل اور ہرنی کے جتنے ہیں نہ پاؤں مار سکے اور جو بیان میں پیشا کے مانند ان کی دکان
 اور تکر کر فیہ الدن کے اور جب سنے ادب لوگ اس نے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں سلام تم کو یہ
 اس کے الگ ہو جاتے ہیں میں سلام اس آیت میں سلام تحیہ نہیں ہے بلکہ سلام شرافت ہی میں ہے
 مرقوم ہے بیضاوی اور کشاف وغیرہ تفسیر میں اور بدی کے بدلہ نیکی کر سنے اور تکر اور غرور
 مکر کے اور حق نفس سے دگر کرنے اور اپر صبر کرنے کے سنے شبہ سلمانوں کے دین میں نہ تائید ہے
 اسکو توقیر اور تعظیم کا فرسے کہ عمل بحث ہے کہ یہ علامہ بنین اور مدار دوسری درجہ کا تفرق ہے درمیان و
 اور غیر ذی کے سو فرق درمیان ذی اور کافر غیر ذی کے ان امور میں نہیں ہے جب تعظیم اور توقیر
 ذمی کی کہ سبب داخل ہونے کے بعد اور وہ اہل اسلام میں تحی زیادہ تر رعایت کا ہے اور اسلام اور
 فصاحت کرنا اور سنے جائز نہوا تو کفار اہل حرب کے تعظیم اور توقیر اور اسے سلام اور مصافحہ کرنا کو مذکور جائز
 ہو سکتا ہے اسلیکے کہ باعث عدم تعظیم اور توقیر کفر ہے سو وہ اور غلبہ شدت سے نسبت ذمیوں کے
 موجود ہے چنانچہ اور عبارت شرح جامع ترجمہ میں مدید اسکی گذر چکی ہے اور فتح الباری شرح
 صحیح البخاری میں مرقوم ہے البجران علی مرتبین البجران بالقلب والبجران باللسان فبجران الکاسر
 بالقلب وترک التودد النواون التناصرا لاسیا اذ کان وجہا یعنی جدا ہونا ووطا تیر ہے ایک جدا ہونا ولسو
 اور ایک جدا ہونا زبان سے ساتھ ترک کلام کے اور جدا ہونا کافر سے ساتھ ول کے اور اس کے دوستی
 اور مدد اور نصرت چھوڑنے سے ہے یا تنصو صلیکے ہو و کافر سے لے اور شرط اس میں ہے کہ جسکو
 اطاعت واجب ہے اسلام سے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۹ میں لکھا ہے
 فی الدمار خانیہ الاسلام لیس بشرط فی السلطان الذی لیکل انتہی سو حاصل کلام تار خانیہ کا یہ ہے کہ
 قضا لیا طرف سے ہر سلطان کے اگرچہ کافر ہو و سب سے یعنی اگر کفار کا اہل اسلام پر متمتع ہو جائی
 اور حاکم کافر کسی مسلمان کو ناضی مسلمانوں پر و سب سے تنفیذ احکام اسلام کے مقرر کرے تو ایسی صورت
 میں اس حاکم کافر سے عہد قضا کا لینا درست ہے اور تار خانیہ والیکام یہ مقصود نہیں ہے کہ سلطان

واجب اطاعت کے شرط اسلام نہیں ہے اور مہنداستح القدير میں مخالف تائید خانہ کے ہے
 نہ الفائق میں وہی لائق اعتبار کہا گیا ہے اور شامی نے رد المحتار میں اذیکون ثابت کرکا ہے عبارت
 رد المحتار کے یہ ہے وفي الفتح وذا لم یکن سلطان ولا من یجوز القتل منه كما یقول بعض بلاد المسلمين
 غلب سلیم الکفار مرتبۃ الان یحب علی المسلمین ان یقتلوا علی لحد منهم بحیادہ والیا یقولی فاضیا ویکون
 هو الذی یقتل ینفی عنہم وکذا ینصبوا الیہ الصلی بسم محمد ص وذا یقول الذی یظن ان النفس الیہ فلیقتلہ وذا لاشارة
 بقوله وذا الی ما فاودہ کلام الفتح من عدم صحت القتل القضا من کافر علی خلاف ما مر عن القضا فایتہ وکن
 اودلی الکافر علیہم فاضیا ورضیہ المسلمون صحت قولیہ بلا تبہ انتہی اور فتح القدير میں ہے
 اذ یجب کہ ہو سلطان اور نہ وہ شخص کو جائز ہو لینا قضا کا اس سے جیسا کہ مسلمانوں کے بعض شرمین
 کہ غالب ہو گئے ہیں کافر مانند طلبہ کے اس وقت میں سے تو واجب ہو مسلمان پر کہ اتفاق کریں کہ
 مسلمان پر اپنے آپ میں سے گردنیں اور سکودالی سو مقرر کرے وہ دلی ایک قاضی کو اور ہو وہی
 قاضی کہ فصلی دعوات کرے در میان مسلمانوں کے اور سیطرح کہ اگرین مسلمان ایک اہم کو پڑا در
 او کو نماز جمعہ کی اور یہ وہ ہے کہ اطمینان ہی نفس کو طرف اد سکے پس جانی کہ اعتماد کیا جانی اسپر
 کھر الفائق میں ہے اور اشارہ صاحب نہر الفائق کا ساتھ اپنے قول وذا کے اسکی طرف ہر
 کہ ماہ دجاستہ اور کلام فتح القدير نے اور نہ صحیح ہو تا قتل قضا کا ہے کافر سے برخلاف
 اس کے جو کہ زنا تار خانہ سے و لیکن جب مقرر کرے کافر مسلمانوں پر کسی قاضی مسلمان کو اور ارضی ہو
 اس سے مسلمان صحیح ہو جائیگا مقرر کرنا اس کافر کا بلاشبہ اور جو قتل قضا کافر سے جائز رکھتے ہیں
 اس کے نزدیک پر شرط ہے کہ وہ کافر مانع قضا با حق سے نہ ہو ورنہ قتل قضا کافر سے بلکہ مسلمان جابر کو
 ہی حرام ہے و رد مختار میں ہے الا اذا کان بمنعہ عن القضا با حق فیجر یعنی قتل قضا سلطان جابر
 اگر کہ کافر موجود ہے مگر جب کہ ہو وہ سلطان کہ منع کرنا مو قاضی کو قضا با حق سے تو حرام ہے اور
 قیامی عالمکیر یہ میں ہے انما یجوز لقتل القضا با حق لسلطان الجابر الا ان یمکنہ من القضا با حق
 ولا یجوز فی قضا یاہ لشر ولا یشاہ من تخفیہ بعض الاحکام كما یغنی واما اذا لا یمکنہ من القضا با حق و یجوز
 فی القضا یاہ لشر ولا یمکنہ من تخفیہ بعض الاحکام كما یغنی لایقتلہ منہ یعنی سوا اسکے نہیں کہ جائز ہے
 لینا جہد قضا کا سلطان جابر سے جب کہ ہو وہ سلطان کہ احتیاجی دے اس قاضی کو حکم کرنا

ساتھ حق کے اور نہ غفلت سے آپ قاضی کے۔ تادمون میں ساتھ شہر کے اور نہ شہر کے قاضی کو جاری کرنے نہیں چکو۔ جسے جیسا کہ چاہیے اور ای پر جب کہ نہ اختیار دینی سلطان کا فر قاضی کو حکم کر لیا سازجی کے اور غفلت سے آپ اس کے مقدمات میں ساتھ شہر کے اور نہ اختیار دینی اس کو بعض احکام کے جاری کر لیا جیسا کہ چاہیے تو قضا کا عہدہ اس سلطان جاری سے نہ آیا بار سے اور بنیاب سید احمد خان صاحب نے اسی صفحہ ۳۷ میں جو لکھا ہے وہی اللہ الیہ ان غلبوا علی اموالنا ولو عبد امونا و اخر ذوا بدار ہم ملک و غیر ملک علینا اتباع ہم انتہی شوہرین اہل ہلالہ منہی نہ سب کو نزاع نہیں ہے کہ جب کافر سلطان کے مال پر غالب آجائیں اور اس مال کو اپنے ملک میں لیا جائے تو وہ مالک اس مال کے ہو جاتے ہیں نزاع ان کو مضطرب و گرم اور طاع ہو جاتے ہیں سبب استیلا سے مالک ہو جانا اس مال کا پورا کرنے مطاع ہونے سے نہیں ہے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ مضموم ہو جانا مال کا ہے اس کے حق میں یا استیلا یا بلع پر اگر پوری عبارت و مختار کی عبارت میں سے نہ ہے کہ سبب استیلا احمد خان صاحب نقل فرماتے تو یہ بات خود و مختار کی عبارت کی طابریقہ بدون حذف و تفسیر کے عبارت و مختار کی یہ ہے ان غلبوا علی اموالنا ولو عبد امونا ۔

آخر ذوا بدار ہم ملک و لا الاستیلا نہ علی مباح لان عصم من نہ سبب اہل انتہی ان الاصل فی الاشیاء التوقف والا یاہ رائی المعزل بل لان العصمت من قبل الاحکام المشروعة و ہم لم یجاءلوا بنا فی حق فی عصم الا غیر مضموم فملکونہ کما جہتہ صاحب الجمع فی شہرہ و تفسیر من علینا اتباع ہم یعنی اور اگر غالب ہو جائیں کافر جائے مالون پر اگر یہ مال اپنا برودہ مسلمان ہو اور لیجائیں اور ان مالون کو اپنی ملک یعنی دار الحرب میں مالک ہو جائیں گے وہ کافر اولن مالون کے نہ سبب استیلا اور کمال قدرت پانی کے مباح ہے۔ اس لئے کہ نہ سبب صحیح اہل سنت کا یہ ہے کہ اصل اشیا میں توقف ہے اور اباحت راہی معتزلہ کی ہے بلکہ اس لئے مالک ہو جائیں گے کہ عصمت جہل احکام مشروعہ سے ہے اور کفار مخاطب نہیں ہیں ساتھ احکام مشروعہ کے تو ہو جائیں گے وہ مال کافروں کے حق میں مال عصمت والا پس مالک ہو جائیں گے وہ کافر اس مال کے جیسا کہ تحقیق کیا ہے اس کو صاحب جمع البحرین نے شرح مجمع البحرین میں اور فرض ہے ہر چیز سے بیجا اور کافروں کے واسطے جوڑنے اسے مالوں کے اب بیان یہ بات کہلی گئی کہ اتباع کو یعنی قول و مختار میں و تفسیر من علینا اتباع ہم میں ان کی نہیں ہیں جس کی کہ جناب سید احمد خان صاحب نے بھی ہیں اور ترجمہ اس کا اطاعت کیا ہے بلکہ اتباع کے معنی بیان پیچھے جانے کے ہیں جیسے اتباع اختیار کو لے ہیں اور حدیث میں آیا ہے

اشیئت الہی صلی اللہ علیہ وسلم وقد خرج کتابہ کوئی سے ایک شیخ میں لکھا ہے اسی حدیث سے روایت کی
 جلا میں پیچھے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال میں کہ آپ کھلی بیٹھے اپنے حاجت کے لیے اور غرض
 اور مختار نے درالمتقی شرح ملتقی میں لکھا ہے وغیرہ علیہ السلام اور اوصاف ارباب فان وہ سب
 وادہم لم یترض بل یندب الالذاری فیترض اتباعہم مطلقا یعنی اور فرض ہے ہمہ پیچھے جانا اور نہ
 جب تک کہ میں وہ ہمارے ملک میں پر اگر داخل ہو جائیں ساتھ ہمارے ملک کے لیے لکھ میں اگر
 نہیں فرض ہے بلکہ مندوب ہے کہ واسطے چوڑے ہال بچوں کے پس فرض ہے پیچھے جانا اور نہ مطلقا
 اگر وہ ہمارے ہال بچوں کو لیکر اپنے ملک میں داخل ہو جائیں طحاوی سے لے ماضیہ و مختارین
 لکھا ہے قال فی شرح ملتقی وغیرہ علیہ السلام اور اوصاف ارباب فان وہ سب
 لم یترض علیہا بل یندب الالذاری فیترض اتباعہم مطلقا اور زیادہ میں لکھی یعنی کہ اصحاب و مختار نے
 شرح ملتقی میں اور فرض ہے ہمہ پیچھے جانا اور نہ جب تک کہ میں ہمارے ملک و دارالاسلام میں اپنی اور
 چوڑے ہالوں کے پر اگر داخل ہو جائیں ساتھ ہمارے ملک کے ہال دارالحرب میں تو نہیں فرض ہے پیچھے
 جانا اور نہ بلکہ مندوب ہے کہ واسطے چوڑے ہال بچوں کے پس فرض ہے پیچھے جانے اور نہ مطلقا
 وہ داخل ہو جائیں دارالحرب میں اور بعد قول مصنف کا شرح ملتقی میں ساتھ کچھ زیادت کے علیہ
 اور شامی نے روا المختار میں لکھا ہے و تولى لیتترض علیہا اتباعہم اسی الاستقار و اما دارالاسلام و دارالحرب
 فان دخلوا دارالحرب لایترض الا ان یترض لایترض اتباعہم مطلقا بحکم اید و قول
 مطلقا اسی وان دخلوا دارالحرب لکن الم یترض احصیہم کما قد تاء فی اول مجاہد عن الفریق یعنی فرض ہے
 ہمہ پیچھے جانا اور نہ یعنی واسطے چوڑے ہالوں کے جب تک کہ میں وہ دارالاسلام میں پر اگر
 داخل ہو جائیں دارالحرب میں ہمارے ہال ایک نہیں فرض ہے او اولی اس وقت میں بھی پیچھے جانا ہے
 بخلاف ہال بچوں کے کہ اگر وہ لگتے ہوں نواز گئے چوڑے ہالوں کے لیے پیچھے جانا اور نہ مطلقا فرض
 ہے نقل کیا ہے اسکو بحکم سرائق میں محیط سے اور او مطلقا ہے یہ ہے کہ اگر وہ داخل ہوں
 ہوں دارالحرب میں لیکن جب تک کہ نہ ہوں اپنے قلعوں میں جیسے کہ پہلے ذکر کر چکے ہیں اور
 اول مجاہدین و غیرہ سے اور اس قول و مختار میں کہ کفار غلبہ ساتھ اسکا حکم شرعی کے
 نہیں ہیں چشموں نے حکام کیا ہے طحاوی نے لکھا ہے کہ اس میں بھی غلبہ واضح و واضح و غیرہ حکام

ہیاد اور واقعہ کا مقدم یعنی چالیس صاحب درختار اس قول میں غیر صریح برادر صریح یہ ہے کہ انہی اہل بیت
ساتھ احکام شرعیہ کے اور اگر سب لے اور واقعہ اور کہنے ہیں اور شامی نے کسی وجہ سے بیان نظر داروں کی ہے

چنانچہ دوسری وجہ کے بیان میں لکھا ہے اثنائی ان الکفار فاطمہ بن ابی ایمن والحقوبات سوی الحدیث
والاعمال وانما الخلاف فی البیادات کیا قرینہ یعنی دوسرے وجہ نظر کی یہ ہے کہ فاطمہ فاطمہ بن مسعود
ایمان کے اور ساتھ حقوبات کے سوا سے ہر شراب خوری کے اور ساتھ معاملات کے اور سوا سے
نہیں کہ خلاف اسے جہاد ہے میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور سکو اور اس ملک کے مسلمانوں کی
مثال ساتھ بنے ہوا اسل خان فرعون کے دنیا محض جیسا ہے اور قباس غیر کہ کا کردہ پر اسے کہ
نہ ساری حکام اس ملک کے اہل اسلام پر اگر اور جبر کی بات میں نہیں کرتے ہیں اور مسلمانوں کے دین
سے کچھ تعرض نہیں کرتے ہیں برخلاف فرعون کے کہ نبی اسر اعلیٰ پر جبر و قہر سے بات میں کرتا تھا اور اس کے
دین سے ہی تعرض کرتا تھا تو ناپا بجی اسر اعلیٰ اگر اس سے نافرمانی قبول کر لیتے تھے اور ہجرت سے
پہلے مسلمانوں نے اگر کوئی کام خلاف طریقیہ اسلامی کی شکرین کے ساتھ برتا ہے تو وہی سبب ہر گز
کے تہانہ رضا اور عیبت سے اور ملک جنتہ کو جو مسلمانوں نے ہجرت کی تو بادشاہ وہان کا گو پہلے
نہ لائی تھا لیکن رغبت اہل اسلام کی طرف رکھتا تھا اور نہایت تواضع اور نگریم سے ساتھ مسلمانوں کے پیش آتا تھا
اور کوئی کام نافرمانی نہیں لیتا تھا چنانچہ ان کو مسلمانوں سے ہوا اور خود سرور عالم صلح کے اور اسکے جنازہ
کی نماز پڑھی اور وجہ شتم یہ ہے کہ کما انکما ساتھ اہل کتاب کے اور ہم نوال اور ہم پیار ہو جانا اور کما
انما رواۃ سے ہے اور نشان ہے اس کے ساتھ دوستی رکھنے کا اور مولاہ ساتھ کافروں کے اگرچہ اہل
کتاب ہوں ممنوع سے امام الکے نے موطا میں نورین یزید الدیلی سے روایت کیا ہے کہ خور ویت

کرتے ہیں عبد اللہ بن عباس سے کہ اندر سبیل محمد زبایع نصاری العرب فقال لاباس بہا و تلامذہ الی
ومن ہذا لہم مشکوٰۃ تہم یعنی عبد اللہ بن عباس سوال کئے گئے فرجی نصاری عرب سے سو فرما عبد اللہ
بن عباس نے کہ میں نے دیکھا ہے ساتھ کہانی اور کئے فرجی کے اور تلاوت قرآنی یہ آیت کہ حکما ترجمہ یہ ہے
اور جو شخص کہ دوستی رکھے ساتھ ہو اور نصاری کے سو وہ انہیں میں سے ہے محلی شیع موطا
میں مرقوم ہے یعنی بخیر و ان حالت لکن التجرؤ مولاہم و جلا طہم یعنی امر ابن عباس کی تلاوت قرآنی
اس آیت سے اس مقام پر یہ ہے کہ فرجی اور اگرچہ جلال ہے لیکن کہ میں جابر ہے مولاہ اور دوستی

رکنی ماوئسے اور خطاط مویانا اولیئے اور طبرانی نے **مشعشع** اسم سلم بن حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل نفس تمسح بطنی ہوا دین ہوی الا من فو مع الکفرۃ
وہی نہ تمسح علیہ شیئ یعنی کما حضرت جابرؓ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہر نفس جس کو کایا گیا اپنی
دوستی پر اور جو شخص دوست رکھتا ہے کافروں کو پس وہ ساتھ کا دون کے ہے اور نہ فرنگیا اور سکول علم
اور سکالہ اور ولی نے **فرووس** میں عبد اللہ بن جعفر سے روایت کیا ہے کہ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان تو انا ابہ او ما حتی کلونی جسم فلا توادوا شتم یعنی تحقیق ایک قوم نے دوست رکھا ایک
قوم کو بیان تک کہ ہلاک ہو گئے اوکی دوستی میں پس وہ تم مانند او کے اور ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف
میں اور سعید بن منصور نے اپنے سنن میں اور ابن ابی حاتم اور ابن المدریٰ اپنی اپنی تفسیر میں اسق ہدی ہکر
روایت کیا ہے کہ قال کننت ملاو کا لعمربن الخطاب وکان یقول فی اسلام فاکمل لہ اسلمت استعنت بک علی الامۃ
المسلمین فانما لا استعین علی الامۃ من پس منعم فابیت علیہ فقال لا الاکوا فی الدین یعنی کما اسق رومی نے کہ
ہما میں ملک میں عمر بن الخطاب کے اور ہی عمر بن الخطاب فرماتے ہے جسے کہ اسلام لا تو لپس تحقیق تو
اگر اسلام لا گیا تو دریا ہو گا میں ساتھ تیری مسلمانوں کے امانت پر اسلئے کہ میں نہیں دریا ہوتا ہوں
مسلمانوں کی امانت پر ساتھ اس کے کہ نہیں ہے مسلمانوں میں سے کاکار کیا میں نے اسلام لانے سے
تو کما حضرت عمرؓ نے مجھ کو نہیں ہے زبردستی دین میں اور اس سعد نے طبقات میں ہی اسق
رومی سے ہاں النور روایت کیا ہی کہ قال کننت ملاو کا لعمربن الخطاب وانا نصرانی فکان لعمربن علی الاسلام
ولقول انک ان اسلمت استعنت بک علی الامۃ فانہ لایحل لی ان اسعین بک علی الامۃ المسلمین دست علی ہر
فابیت علیہ فقال لا الاکوا فی الدین فلما حضرہ الوفاۃ عقیفی وانا نصرانی فقال اذہب حیث شئت
یعنی کما اسق رومی نے کہ ہما میں ملک میں عمر بن الخطاب کے اوسا میں کہ میں نصرانی تھا سو نے
عمر بن الخطاب عرض کر کے کہ چاہے اسلام کو اور فرماتے تحقیق تو اگر اسلام لا گیا دریا ہو گا میں ساتھ تیرے
اپنی امانت پر اسلئے کہ نہیں حلال ہے مجھ کو کہ دریا ہوں میں ساتھ تیرے مسلمانوں کی امانت پر اوس
عالمین کہ نہیں ہے تو او کے دین میں تو انکار کیا میں نے اوسے اسلام لانے سے تو فرمایا نہیں کہ
زبردستی دین میں ہر جب حاضر ہووے او کے وفات آزاد کر دیا مجھ کو اوس حال میں کہ میں نصرانی تھا
اور ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ہی نے **مشعشع** الایان میں عباسی شعیرو روایت

کیا ہے کہ ان عمر امیر ابو موسیٰ اشعری ان بیض الید ماخذہ دوا علی فی اربعہ واحد وکان کہ کاتب نصرانی دفع
 الیہ ذلک فحبب عمر وقال ان ہذا حنیط بل ہو قاری لکتابا فی اسی جبار من اشیاء فقال انہ لا یستطیع ان
 یطالع سجدہ قال عمر لم احبب ہذا بل ہو نصرانی فانتصر فی وضرب فخری ثم اخرجه ثم قرأ لا تغروروا بالمہم
 والذین یبغونہم فی الدنیا والآخرۃ فی حکم دیا لہ ابو موسیٰ اشعری نصرانی کے حکم کو کہ میں
 کریں سناستہم انکے وہ جو ایسا ہے اور دیا ہے ایک چیز سے میں کہ کہلو کر کاغذ کے اوپر وقت مریج ہٹا اور سنا
 ابو موسیٰ اشعری کا ایک منشی نصرانی سو میں کیا اوس منشی نصرانی نے سنا ہے حضرت عمر کے اوسکو لکھ کر تو
 خوش ہوئے حضرت عمر اور کہ تحقیق یہ البتہ سیاق و ان سے کیا یہ بدگیا ہمارا ایک خط سجدہ میں کہ ایسا ہے شام
 سے یہ کیا ابو موسیٰ اشعری نے کہ یہ میں استطاعت کہ اسے اسکی کہ داخل ہو سجدہ میں فرمایا حضرت عمر نے
 کیوں کیا یہ احتیاج عمر میں نہیں ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے زمین بلکہ یہ نصرانی ہے کہا ابو موسیٰ اشعری نے
 تو لکھا کہ جو حضرت عمر سے حکم اور دیا میری رائے کو اور اسطے بتیہ کے اور کا کا کرنے کے یہ نہ نکال دیا اوس
 منشی نصرانی کو میری یہی یہ آیت کہ ترجمہ اوسکا یہ ہے کہ نہ بناؤ تم ہو و اور نصاریٰ کو دوست نہ بنو اور نہ
 بعض کے دوست بنو اور جو شخص کہ دوستی رکھے اوسکے ساتھ وہ اومنین میں سے ہے اور شیخ الاسلام
 احمد بن محمد سلیم نے اپنے کتاب میں مشابہت کفار میں لکھا ہے المبالاۃ والمؤدۃ والکائنات متعاقبات القلب
 لكن الخالقۃ فی الظاہ اعوان علی مفاطۃ الکافرون وبیانہم ومشارکتہم فی الظاہ وان لم یکن ذریعہ اوستہا ویر
 او بعد الی نوع امن الذی الایۃ والموادہ لکن لیس فیہ مصلیۃ المقاطعۃ والسیاقۃ منع اہنا وعرۃ الخ نوع امن الموانع لکما وجہ
 الطبیقۃ وتقل علیہ العادۃ ولذا کان اہلک لیس لیس لہذا ولایات علی الاستغاثۃ بہم فی الوالیات روی الامام
 احمد باسناد صحیح عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ قال قلت لعمر رضی اللہ عنہ ان لی کاتباً نصرانیاً قال مالک
 قال مالک العید ما سمعت البدر یقول یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الذین یؤلفونکم الذین یؤلفونکم الذین یؤلفونکم الذین یؤلفونکم
 نیفا قال قلت یا امیر المومنین لی کاتبہ ولہ ذبیہ قال لا کر منہ وانا انہم الذین لا یؤلفونکم الذین لا یؤلفونکم الذین لا یؤلفونکم
 اقتراح علیہ یعنی موالاۃ اور دوست اگرچہ ہے متعلق ساتھ دل کے لیکن فی لغت ظاہر میں نہ کر مریج سے
 قطع کرنے پر کافرون سے اور الگ ہو جائے پر ابوسے اور مساکت او کی ظاہر میں اگرچہ نہیں ہے
 ذریعہ یا سبب قریب یا مجید طرف کسی قسم کے موالاۃ اور دوست کے لیکن نہیں ہے او کی مشارکت
 میں مصلحت مفاطت اور بانیت کی اوستہ باوجود کہ مشارکت ساتھ اوسکے داعی ہے طرف ایک قسم

سہ احادیث کے جیسا کہ موجب ہے اور اسکو طبیعت اور دلالت کرتی ہے اور یہ روایت اور واسطے اس کے
تہ سلف دلیل لایا ہے ساتھ ان آیات کے کہ نہیں منع وارثیت مولات کفار سے ترک استعانت پر
ساتھ کافروں کے حکومت اور ریاست کے کابولین میں روایت کیا ہے امام احمد نے بائنا صحیح امیوی
اشعری لکھا ابو موسیٰ نے کہا میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ میرا ایک کاتب یعنی جشی نامی
سے فرمایا حضرت عمر نے امیوی اشعری سے کیا ہے تجھکو کا زرا کرے تجھے اللہ تعالیٰ اپنی تعجب سے
کیا نہیں بائنا تو نے اللہ کو کہ فرمایا ہے اسے ایمان دالو نہ بناو تم ہو و اور نصاریٰ کو دوستی
دوست بن بعض کے کیوں نہ لیا تو نے کاتب محمد یعنی سلمان کہا ابو موسیٰ نے کہا میں نے اسے
انیر المؤمنین میرے لیے لکھو اور اسکا ہے اور اس کے لئے دین اسکا ہے یعنی نیچے اسکی کتاب کو
کام ہے اور اس کے دین ہے کیا کام ہے فرمایا حضرت عمر نے امیوی سے کہ اگر ام کہ ہو و اور نصاریٰ کا کلمہ
اباحت کی ہے اسکی ایسے نے اور نہ عزیز شہر ابو کعب کہ روایت ہی ابو کعب اللہ سے نو نہ مقرب بناؤ کو
بکہ و وروا ہے لکھو اس نے اب یہاں سے ظاہر ہے کہ جناب سید شہد خان صاحب نے
صحیح احمد اور صحیح ابن کعبہ میں لکھا ہے کہ تفسیر عثمانی یوحنا میں ابو موسیٰ سے روایت ہے

قال قلت لعمر بن الخطاب ان لی کتابا فصرنا فقال ما لک قال کتاب اللہ والحدیث فغضبنا لسمعت ذوالالقہ
لا تخذوا الیہ و و نصاریٰ اولیاء قلت و دینہ دلی کتابہ فقال لا کریم اولیاءکم اللہ ولا محمد اولیاءکم اللہ لا تؤثم
اذا العجم بعد اس حدیث کا کہتین حدیث کی کابولین میں لکھا کہ میں نے اس قسم کی حدیثیں نہ لیں گے میں
داخل ہیں اپنے تئیں نہایت درجہ کی جبروت اور بیباکی سے کہ ابلی علی سے اس حدیث کو کہ مستدام احمد بن
بائنا صحیح جو جو ہے ہا یہ روایت ابن ابی حاتم نے بھی اسکی شاید او عامہ تھا سیر نامہ تفسیر عثمانی یوحنا
اور کشف او کبیر و خط میں منقول البیاضہ بن یزید او حکم کہ آیا کہ احمدیث کا کہ میں حدیث کی کتابوں
میں لکھا نہیں ہے اور فرمایا اللہ صاحب نے سورۃ آل عمران میں لیخذ ابو منون الکافرین اولیاء
دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من الدینی علی اللہ تعالیٰ یعنی نہ بناوین مسلمان کافروں کو دوست
جو کہ اور جو کہ یہ کام تو نہیں ہے اللہ کا کوئی گم کہ یہ جو جو تہجد و تفسیر کشف میں مذکور ہے
بہو اللہ تو اللہ کافرین القراۃ بنہم او صلہ قہ بل الا سلام او غیر ذلک من الاسباب المتی یہاں تا باب
و تہ ذلک سے القرآن میں تو یہم منکر فائز ہم لا تخذوا الیہ و و نصاریٰ اولیاء لا تجذوا ابو منون اللہ

اور الحجة فی الصدق فی الباب عظیم وصل من اصول الدین یعنی منع کیے گئے مسلمان اس سے کہ دوستی
 مکہ میں کافروں سے بسبب قرابت کے کہ درمیان اوس کے تھی یا دوستی کے کہ ہمارے سے پہلے ہی سبب
 اور اس کے کہ سبب دوستی اور معاشرت کی بنوئی ہیں اور ذکر لائی گئی ہے یہی قرآن میں آیات دس ہیں یہاں تک کہ
 منہ و الاختیار والیہ و الاختیار اور لا تجد قویا یؤمنون بالعداۃ من اور محبت بسبب اعدائے کے اور بعض
 اعدائے کے بڑا باب ہے اور اصل ہے اصل دین میں ہے اور فرمایا اعدائے صاحب نے ہی سورہ آل عمران میں
 یا ایہا الذین امنوا لا تجدوا بطانۃ من قومکم لایاتوکم خیالاً یعنی ای ایمان والو نہ ٹھیراؤ ہمیدی یا اپنے غیر کو بھی
 کرتے ہیں وہ تمہاری خرابی میں معاملہ التفریط میں قوم سے قال ابن عباس کان رجال من المسلمین یصلون
 الیہ وعلماؤہم من القرابتہ والصدقات وکلف والرضاع فانزل اللہ تعالیٰ ہذا الایت فقام عنہم مباہلۃ خول اللہ تعلیم و
 قال زیاد بن ابیہ فی قوم منہم من کانوا اصحاباً وکانوا یقاتلون فہناہم اعدائے منہم و قال یا ایہا الذین امنوا لا تجدوا
 بطانۃ من قومکم اسی اور کیا اور صفیا میں غیر اقل اسلم فرمایا ابن عباس نے کہ تھی مرد مسلمان کہ ملاپ رکھتے تھے یہود
 سے بسبب اس کے کہ تھی ایمان ان کی قرابت اور دوستی اور ہم سو گندی اور نہا دو وہ کا تو اعدائے اللہ تعالیٰ نے
 یہ آیت لائی منع فرمایا اعدائے نے مسلمانوں کو اور نہ ٹھیراؤ ہمیدی یا اپنے سے بسبب ورفیقہ کے اور نہ ٹھیراؤ
 ہمارا چاہئے کہ اور ہی یہ آیت درباب ایک قوم مسلمان کے کہ تھے دوستی رکھتے منافقوں سے منع فرمایا
 اور کو اعدائے صاحب نے اس سے اور فرمایا ای ایمان والو نہ بناؤ ہمیدی یا اپنے غیر کو یعنی نہ بناؤ دوست اور
 مخالف یا اپنی غیر دین والیکو اور فرمایا اعدائے صاحب نے سورہ فاش میں یا ایہا الذین امنوا لا تجدوا الکافرون والیہ
 من دون المؤمنین یعنی ای ایمان والو نہ بناؤ کافروں کو دوست مسلمانوں کو چور کر کے پیروی میں سطور ہے
 واسبب فیہ ان الانصار بالمدينة کان لہم فی بنی قریظۃ ضیاع وحلف وموجودہ فقالوا الرسول ۱ صلی اللہ علیہ وسلم
 من تولى فقال المهاجرون فلوست ہذا الایہ والیہ النانی قالہ فقال وہوان ہذا بنی المؤمنین عن موالاتہ المنافقین
 یتول قد ثبت لکم اخلاق ہولاء المنافقین وندہم فلا تجدوہم اولیاء اور سبب اس میں یہ ہے کہ انصار مدینہ میں تھے
 ان کے بنی قریظہ جو مدینہ میں قرابت داری اور فوجی اور ہم سو گندی اور دوستی سو کھا انصار نے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے کہ کو دوست بناؤ میں ہم سو فرمایا آپ نے کہ دوست بناؤ مهاجرین کہ تو اتریں یہ آیت اور وجہ
 دوسرے اس کے بسبب نزول میں وہ ہے جو کہتے ہیں فقال نے اور وہ یہ ہے کہ یہ منع کرنا ہے مسلمانوں کو
 موالاتہ اور دوستی منافقوں کے فرماتے ہیں اعدائے صاحب کہ ثابت ہو چکے تھے اخلاق ان منافقوں کے اور

دین سے مذہب تو نہ بناؤ تم لوگوں سنا تم کو وہ سنت اور سناتے سید محمد خاں صاحب سند جو حضرت ابو جعفر
 علیہ السلام سے یا نہ انصار کو کہہ لینے الیٰ تعالیٰ جو حلیف میں رہی یہاں ہی تو فرمائی کہ سنت جب رسولوں سے
 ہو گیا کہ اب ہم کہیں سے اس میں کوئی نہ حضرت سے فرمایا کہ ہمارے سے اور اس وقت یہ اہل بیت اور اہل بیت
 کیساتھ ہی رہتے کہ حضرت کے منجانب سے جو وہی شیخ شریک ہو اس میں کہیں اور جو کہ وہی اولیٰ کی اہل بیت
 کو کہہ کر کہہ سکتا ہے اور یہ انصار کو کہہ کر دو سرے حلیف کے معنی میں یہاں کے غلط ہیں اس لیے کہ
 حدیث کے معنی لغت میں ہم سو گند کے ہیں چنانچہ فقہی کے لارب میں تو ہم سے حدیث کا یہ ہم سو گند ہم
 اس میں اور غلط میں حدیث مذکور کے یہ جو دہاڑے والے کہہ سکتے ہیں زبان جاہلیت قابلِ عرب نہیں حدیث بعض
 کے دینے کے یہ قبیلہ خماں جو وہ میں ہوا اس سے حلیف کے کہہ کر یا جامع الاصول میں حدیث کی تفسیر میں
 ہے جو میں حلیف لکھ دیکھتے کہ انی انصار یعنی حلیف وہ شخص کہ خدا یا رب ہے اس سے میرے اور خدا یا رب
 تو اس کے لیے ہمارے ذکر کرنے پر اور جو جمع الیہا من ہر قوم سے وفیہ اہل علی الاسلام اصلہ المعادۃ
 اور ابو ہریرہ علیؓ انصار و انصار کا کان منہ فی کمالیہ علی اللہ و التعالیٰ میں الیہا من ہر قوم سے
 ابو ہریرہؓ و کان فیما علی کثیر المعلوم و صلہ الارحام حلیف علیہ میں جو وہ وفیہ و یا حلیف الیٰ کمالیہ لم یزدہا
 الا شہدہ علی ابو ہریرہؓ میں ہے کہ میں نے حلیف اسلام میں اہل حلیف کے عقد باندھا اور خدا کے ساتھ قوت
 دینے اور جو کہ اس پر سو جو ہے اور اس سے حلیف جاہلیت میں قنن اور قال ہر وہ ایمان قلیلوں کے اور جو کہ
 ہر قوموں سے منع کیا گیا ہے اس حدیث میں اور جو تم سے حلیف جاہلیت میں مذکور کے مظلوم اور انسان کر کے
 مافی واریہا نہ حلیف علیہ میں کے اور باندھا تو اسکے تو وارز ہوا ہے اسکے حق میں اور جو نے حلیف کے
 ہی جاہلیت میں نہیں کیا ہے تو میں اسلام نے مگر قوت کو اور یہ میں نام ہے چند قبائل کا انہیں حلیف
 دلوں میں سے میری اس آیت میں منع ہے مطلق دوستی کہنا کافروں سے قید میں حبسہ اللہ کے
 لغت آیت سے اور اس میں مان نزول سے پائی نہیں باقی ہے بلکہ ظاہر عزم ہے اس لیے کہ اس آیت میں
 منع کلامی ہے صحابہ کرام کو کہ مسلمان کامل سے کافروں کی دوستی رکھنے سے اور پہلے اس سے
 وہ کافروں سے دوستی رکھتے تھے تو اسے کافروں کے طرف کافروں سے دوستی میں حبسہ اللہ
 کہہ کر کہ گمان کیو کہ ہر مسلمان ہر حال میں صاف ظاہر ہوا کہ اس کا جو حبسہ میں حبسہ اللہ جو وہی منع شرعی
 کہ وہی جناب سید احمد خاں صاحب ہے میرے بظلال ہے اور باب سید احمد خاں صاحب

فی جو حصہ ۷ میں لکھا ہے اور دوسرے دو ایسا اس بیت کی شان میں نہیں لکھی
 ہے کہ روایت منافقوں سے مولا کا کرنا کے کائنات میں اسے یعنی سچے مسلمان منافقوں کو بھی سچا
 مسلمان سمجھتے تھے مسلمانوں کے لئے محبت ان کے ساتھ رکھتے تھے اور یہ روایت نازل ہوئی کہ منافقین
 سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت کرو انہی کو سب موجب دوسری روایت کی
 یہ مطلب نہیں ہے کہ سچے مسلمان مسلمانوں کی سی ان کے ساتھ محبت رکھتے تھے جو حکم ہوا کہ منافق
 سچے مسلمان نہیں ہیں ان کے ساتھ سچے مسلمانوں کی سی محبت کرو بلکہ مطلب یہ ہے کہ مسلمان منافقوں کو
 مسلمان سمجھ کر اور بغیر دینی رکھتے تھے تو حکم ہوا مسلمانوں کو کہ جب منافقوں کا حال معلوم ہو گیا کہ
 مسلمان نہیں ہیں تو ان کے ساتھ دوستی مت رکھو کہ دوسری رکنا مسلمانوں سے چاہیے کہ کافروں
 سے اور بدیل اس آیت کے تفسیر معالم التفریل میں مرقوم ہے نبی العدا المؤمنین عن مولا ابی الکافرین
 یعنی منع فرمایا کہ اللہ نے مسلمانوں کو کافروں کی مولا سے اور تفسیر منظر میں مسلمان
 سے فار ہو لا اثم ابداً لمانافقین وصییم الی النفاق فاحذر وہم یعنی کافروں کو اسلئے دوست مت کیڑو کہ
 ان کی دوستی نے بلاکت میں ڈال دیا ہے منافقوں کو اور یہ روایت ہے ان کو طرف نفاق کے تو سچو غم اور
 دوست کیڑنے سے اور انوار التفریل میں مذکور ہے فانه صلیع المنافقین وودینهم فالتشہواہم یعنی دوست
 نفاق کافروں کو اسلئے کہ یہ طریقہ منافقوں کا اور عادت ان کی ہے تو شاہد بت مرقوم نہایت منافقین کے اور
 تفسیر کشاف میں لکھا ہے بالمانافقین فی اتحادہم الیہود وغیرہم من اعداء الاسلام اولیاء یعنی اہل ایمان
 والو نہ متشابہت کر دیا منافقوں کے ان کے دوست نہانے میں یہود وغیرہم اعداء اسلام کو اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے حاصل مطلب اس عبارت کشاف کا جو صفحہ ۷ میں لکھا ہے
 کہ منافقین ظاہر میں مسلمانوں سے ملے ہوئے تھے اور باطن میں دل محبت میں حبشہ الذین کافروں
 سے ملے رکھتے تھے پس اس طرح کی محبت کافروں کے ساتھ رکھنے میں منافقت فرمائی انتہی متو
 یہ حاصل اس عبارت کشاف کا نہیں ہے بلکہ حاصل اس کا یہ ہے کہ کافروں نے محبت رکھنے میں مشابہت
 ہے ساتھ منافقوں کے اسلئے کہ یہ طریقہ ان کا ہے تو ہم کافروں کی محبت رکھ کر مشابہت منافقوں کو کر دیا
 اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷ اور صفحہ ۸ میں عبارت بنا کر لکھا ہے
 وقد کان ملک الاحکام فی ابدال الاسلام الخ یعنی تھے یہ احکام یعنی منع مولا کفار وغیرہ امتدای اسلام میں اسے

[illegible]

السلام یعنی سب قذرات فافسح بعدہ فاعلم بعد موتہ فاعلم الان وامن عندہ یعنی کہا ابن عباس نے کہ
 مراونہم سے کافر و غایب اندھا و نکستہ اور یہ ورثی کرنا اس کی طرف سے اور انجمنی کرنا واجب ہونے
 کا و دشمنی میں مخالفت سے دین میں اور نظیر اس کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اوجوب طاعت کر کے
 کافر کی وہ مجھے ہے پھر فرمایا اللہ صاحب نے کہ بنی شاکب السدر الانین دیتا ہے قوم ظالم کو اور روایت کیا گیا
 ہے ابو موسیٰ اشعری سے کہ انہوں نے روایت کیا ہے کہ کہانین نے عمر بن خطاب سے کہ میرے
 پاس ایک کتاب نصرانی ہے سو فرمایا حضرت عمر نے کیا ہی تجھ کو لڑی تجھنے اللہ یعنی تعجب ہے تجھے
 کیوں نہیں آیا تو نے کتاب موحیہ کو کیا نہیں سنا تو نے فرما لے اللہ تعالیٰ کو کہ کھانا ترجمہ یہ ہے اسے
 ایسا نہ والوینہ وادقم ہود اور نصاریٰ کو دوست کہا ابو موسیٰ نے کہ کہانین نے حضرت عمر سے کہ اس کے
 لیے اس کا ورثہ ہے آدمیر نے لیے اس کی کتابت ہے تو کہا حضرت عمر نے کہ اگر ام کر تو کافر و نکستہ
 جب کہ انانت کی ہے انکی اللہ نے اور نہ اعزاز کہ تو ان کا جب کہ دلیل کیا ہے ان کو اللہ نے اور نہ
 پاس نبیا ان کو جب کہ در کیا ہے ان کو اللہ نے کہا ابو موسیٰ سے میں تمام ہو گا کافرم
 نصیرہ کا مگر ساتھ اس کے تو کہا حضرت عمر نے کہ مگر کیا نصرانی اور سلام ہے یعنی تسلیم کیا ہے کہ
 وہ نصرانی مگر کیا میر کیا کرو گے تم اس کے بعد سو جو کہ میر کرو گے تم اس کے بعد مرنے کے سو کرو تم
 اور مسکوا ہا اور نے پورا ہوا جو اوس سے ساتھ کام لینے کے اس کے غیر سے اور فرمایا اللہ صاحب

یہ سورہ توبہ میں یا ایہا الذین امنوا لاتخذوا الباطلکم واولیاءکم اولیاءکم ان استحبوا اللغو علی الایمان
 من تولىکم فاعلم انکم لیک ہم الظالمون یعنی ای ایمان والو نہ مکر و تخلف پو نکلو اور کہا یو کو دوست اگر دوست
 کہین وہ کفر کو ایمان پر اور جو دوست پکریں ان کو تو تم میں سے سو بھی لوگ ظالم ہیں

تفسیر کبیر میں مرقوم ہے اعلم ان المتصو و من ذکر بڑھ الایۃ ان یكون جوابا عن شبهۃ اخر سے ذکر
 فی ان البراۃ من الکفار غیر کفۃ و ذلک شبهۃ ان قالوا ان الرجل یسلم فیکون ابوه کافر او الرجل ینکح الکافر
 فیکون ابنه و اخوه مسلما وصول المتطاعۃ التامۃ بین الرجل و امیہ و ابنہ و اخیه کالمصنوع و اذا کان الامر

لذلک کانت ملک البراۃ التي امر اللہ تعالیٰ بہا کالمصنوع فذلک الذی تعالیٰ بڑھ الایۃ لتزول ہر
 کہ شبهہ و نقل ابو احمدی عن ابن عباس انہ تعالیٰ لیا اول المؤمنین بالہجرۃ قبل فتح مکہ من کم یہا ہر منکم
 الذی کان منی بجانب الباب و الاقرۃ من ان یؤکفوا و اقول ہر شکل لان الحسب ان ہر لہ و ہر لہ

بعد فتح مکہ کلف تکریم محل نذر اللہ علی ما ذکرہ والاثر بعد غدی ان تکون محمود علی ما ذکرہ ویدر اند علی ما ذکرہ
 باذرتہ عن الشکرین جالغ فی الجبابہ قالوا کفیت تکلون ہذہ المقاطعہ للعبیہ تم قال ان استجوا الکفر لکنا حسب
 کبذہ یعنی احبہ کا یہ طلب محبتہ تم انہ بعد ان نبی عن مخالفہ تم وکان لفظ اللہ علی کل ان یکون نبی تنزیہ او یکون
 نبی تحریم ذکر ہیزل شبہ قتال من یولمہم منکم فاو لیک ہم الظالمون قال ابن عباس بربرہ شکر کا شمار لایہ
 رضی شکرہ الرضا الکفر لکنا ان الرضا بالنفس فسق یعنی جانتو کہ مستود اس آیت کے ذکر کرنے
 سے یہ ہے کہ ہونیا ہے جواب ایک اور شبہ کا ذکر کیا تا معترضین نے اسکو دھمیں کہ ہر اہل کفر کا اور
 سے عیون کون اور وہ شبہ یہ تھا کہ کہا او منون نے کہ مرز مسلمان کہیں ہوتا ہے باب اسکا کا فتح اور
 مرد کا ذکر کہی ہوتا ہے بیٹا اسکا اور بیٹا اسکا مسلمان اور حاصل المقاطعہ نامہ اور پوری علاجہ کے
 کا نامزد متعذ بہ تیغ کے ہے اور جب کہ ہے حال ایسا تو ہوگی یہ برارت کہ جبکہ حکم فرمایا ہے اللہ
 نے نامزد متعذ بہ تیغ کے پس ذکر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو تاکہ دور ہو جاوے یہ شبہ
 اور نقل کتاب واحدی نے ابن عباس سے اسکی شان نزول میں کہ اللہ تعالیٰ نے جب کہ حکم کیا
 مسلمانوں کو ساتھ ہجرت کے پہلے فتح مکہ کے سو جسے کہ نہ ہجرت کی نہ قبول کیا اللہ نے اس کے
 ایمان کو بیان تک کہ گناہ کثرت ہو جائے وہ ابار اور اقربا سے اگر بیوں کا فرد کرتا ہوں میں کہ
 یہ مشکل ہے اسلئے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ سورہ سوا اسکے نہیں کہ اتری ہے بعد فتح مکہ کے سو
 کیونکہ ممکن ہو گا حمل اس آیت کا اوپر جو ذکر کیا ہے واحدی نے ابن عباس سے اور قریب تر
 صواب کے نزدیک میرے یہ ہے کہ ہو یہ آیت معمول اوپر جو ذکر کیا ہے میں نے اور وہ یہ ہے
 کہ جب کہ حکم کیا اللہ نے مسلمانوں کو ساتھ برارت کے مشرکوں سے اور بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے
 اسکے واجب کرنے میں کہا مسلمانوں نے کیونکہ ہو گا یہ قطع کرنا محبت کا پڑنا یا اللہ صاحب نے
 ان استجوا الکفر کہا جاتا ہے استجب کذا جبکہ درست رسکے کسی خیر کو گویا کہ دوست کہنہ والا
 طلب کرتا ہے اسکی محبت کو بہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بعد اسکے کہ نبی فرمائی مقاطعہ سے پاؤں
 اور جباہیوں کے اگر کافر ہوں اور مخالفہ نبی کا محمل اسکا کہ ہو نبی قریشی اور اسکا کہ ہو نبی تحریمی ذکر
 فرمایا اسکو جو دور کر دے اس شبہ کو تو فرمایا ومن یولمہم منکم فاو لیک ہم الظالمون اور جو دوست
 سکے انکو تم میں سے تو وہ ظالم ہے سب بچنے موالاہ اور دوستی کے اس کے غیر محل میں کہا

ابن عباس نے ارادہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ مشرک کو ماتہ اور اس کے یعنی یہ بھی مشرک ہو جاتا ہے مانند مشرک کے
 اس لیے کہ راضی ہوا اس کے مشرک سے اور اسی ہوتا ساتھ کفر کے کفر ہے جیسا کہ اسی ہوتا ساتھ فسق کے
 فسق ہے اور فرمایا اللہ صاحب کے سوارہ عجاوہ میں لا تجد قواؤ منہ الا بعد وایوم الآخر وایوم
 من بعد اللہ ورسولہ وکواؤا اباہم واولادہم اور مشرک اولیک کتب فی ظہورہم الایمان وایوم جہنم
 جہنم تجری من تحتہم الانہار خالذین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اولیک حزب اللہ الا ان حزب اللہ لم یظہروا
 نہ پانگہا کو کوئی لوگ کہ ایمان رکھتے ہوں ساتھ اللہ کے اور ساتھ پہلے دن کے کہ دوستی کریں ایسوں سے
 جو مخالف ہوئے اللہ کے اور اس کے رسول کے اگرچہ ہوں وہ باپ اس کے یا بیٹے یا بھائی او بھائی بھینو
 والے اس کے ہی لوگ ہیں کہ لکھ دیا ہے اللہ نے ان کے دشمن ایمان اور بد کہ پیہ انکی اپنے
 غیب کے فیض سے اور دخل کر لیا انکو جنتوں میں کہ بیتہ ہو گئی اس کے پیچے ترین سدا رہنے والی
 ہو گئی اور میں راضی ہوں اللہ سے اور راضی ہوں یہ اللہ سے یہ جہاں میں اللہ کا گاہ ہو کہ جہاں اللہ کا وہی
 مراد کو ہو سچنے والے ہیں تفسیر ہذا رک میں مرقوم ہے اسی من استمتع ان تجد قوا مؤمنین یوادونکم
 والہذا لایمن فی ان کیون ذلک وقتہ ان تمتع ولا یوجد بحال مبالغہ فی الزجر عنہ ومبالغہ عدا اللہ وعبادہم واللہ اعلم
 عن خواصہم ومعاشرہم منی تمتع ہے کہ پاس کے تو ایسے لوگ مسلمان کہ دوستی کرتے ہوں مشرکوں سے
 اور اویہ ہے کہ نہیں لائق ہے کہ ہو سناؤن میں دوستی کرنا مشرکوں سے اور حق اسکا یہ ہے کہ تمتع ہوا
 نہ پایا جائے کسی حال میں واسطی مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی سے اور کارہ کشی میں خدا کے دشمنوں
 سے اور دوری اختیار کرنے میں اس نے اور پیچہ میں اس کے مخالفت اور اس کے معاشرت سے اور
 ذیل اسی آیت کے ہی تفسیر ہذا رک میں سہل تشریح سے مستقول ہے کہ کہا سہل نے من صحیح ایمان
 وخلص توحیدہ فاذلایمن البینہ والایمان کسمہ ویظہر من نفسه العداۃ یعنی حقیقی صحیح کیا ہے اسنے ایمان
 کو اور خالص کیا ہے اپنی توحید کو دوسرے یا نفس کو تاسے بہانہ بتبع کے اور نہیں بیٹا ہے اس کے پاس
 اور ظاہر کرتا ہے اس سے اپنی جانہ سے عداوت اور تفسیر کشاف میں مطلق ہے والعرض منہ
 ان لایمن فی ان کیون ذلک وقتہ ان تمتع ولا یوجد بحال مبالغہ فی الزجر عنہ والرجوعن مبالغہ والتوصیۃ بالصلیۃ
 فی مجاہدۃ اللہ ومباہدۃ اللہ والآخر اس عن خواصہم ومعاشرہم اور عرض اس سے یہ کہ نہیں لائق ہوا
 یہ کہ ہو یہ اور حق اسکا یہ ہے کہ تمتع ہوا نہ پایا جائے سادہ کسی حال کے واسطی مبالغہ کے منع کرنے میں دوستی

غنائین سے اور چڑھنے میں اسکے ملک سے اور وصیت کر کے زمین ساتھ استوار سے کہ چچ کا کرشمہ اور
 دوسرے کے خدا کے دشمنوں سے اور دنیا سیانی اپنی میں کوئی مخالفت اور مخالفت سے اور دشمنوں سے
 میں مرقوم ہے اسی کتاب میں اللہ تعالیٰ مع وہ خدا را خدا و ملک اور میں اسب اور اسب ان محبت مع وہ ملک و خدا
 علی و حسین اور اہل بیت علیہم السلام فی القلوب فاذ جعل فی القلوب و اعداء بالہم و حاصل فیہ الدیان و لیکن معاہدہ
 و انالی انما یجہد ان لکنہ مصیبتہ و لیسہ و علی و اللہ و اللہ لکیون کا و اسبب ہذا و اول کان عاصیانی اسبب فی
 یہ ہیں کہ دشمنوں میں ہوتا ہے ایمان ساتھ دوستی و دشمنان خدا کے اور یہ اسبب کہ جو دوست رکھتا ہے کہ ہم
 ہے یہ کہ دوست رکھنے کے ساتھ اسکے اپنے دشمن کو اور یہ دو وجوہ یہ ہے ایک اور دو وجوہ میں سے یہ
 کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان نہیں جمع ہوتے ہیں دل میں سو جب حاصل ہو دوستی خدا کے
 دشمنوں کی نہ حاصل ہوگا و لیکن ایمان اور معاہدہ اسکا یعنی دوستی رکھنے والا خدا کے دشمنوں سے
 اور دوسری وجہ اول وجوہ میں سے یہ ہے کہ دوستی خدا کے دشمنوں کی اور ایمان جمع ہوتے ہیں
 لیکن دوستی و دشمنان خدا کی گناہ کبیرہ سے اور ہر گناہ دوستی رکھنے والا اس
 صورت میں نہیں ہوتا ہے کہ اگر بچہ یا دوستی کے لئے ہوتا ہے عاصی اور اول ان کے اور جب اس
 سید احمد خان صاحب نے بعد ذکر نفوس متعہالات کے جو حصے میں کہنا ہے کہ ان
 سب آیات کے ثبوت اور حراکات میں نہیں ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ ان آیات سے موالات عموماً منوع
 شرعی نہیں ہے بلکہ حریف ہی ہو الا جو میں حیث الدین عموماً منوع شرعی بلکہ کفر ہے اور موالات من
 حیث الدین یہ ہے کہ نہ کسی شخص کو اس وجہ سے کہ اسکا مذہب ہو دین جسکو اس سے اعتبار کیا ہے
 بہت اچھا ہے دوست کہیں اور صرف تو ہی قسم کے موالات منع ہے نہ اور کسی قسم کی اس سے تنسیخ
 و خلاف نفوس سے یہ بدعت و دلیل صلیح التثقیل کے اور اسے حقوق اہل حق اور عوام و عوامین اور
 معاملات میں پشرا اور نو لیں دین کرنا اور اچھا خلقی رکھنا اور صلہ رحم کرنا اور حقوق نفس سے و گدہ کرنا اور
 ایسا کا تحمل ہو جانا اور ادا امور اس قسم کے کہ جب کا پشرا کرنا کافر اور مسلم دونوں سے اہل اسلام کے دین میں
 دوست اور عموماً ہے و اہل موالات نہیں ہے اور موالات میں داخل کرتا اور کفار سے اس کے لئے کافران
 کے ساتھ مولاد کی اجازت اور خصیت کہیں قرآن اور حدیث میں دار و دین ہے مولاد اس کے ساتھ منکر
 دنیا کی آہ سے بھڑا دین کی نہاؤ سے ممنوع ہے قرآن میں جاہا مسلمانوں کو کافران کے موالات سے منع کیا

سبب اس کے کہ وہ بالاد کا فرد ہے نہ سبب اس کے کہ وہ بالاد کے فرد ہے بلکہ سبب اس کے کہ وہ بالاد کے فرد ہے
 کا وہ بہت اچھا ہے اور کو دوست رکھتے ہیں اور بالاد کے فرد کے ہیں کو بہت اچھا ہے تو مسلمان جو ان کا کوئی
 شخص تھا اور خود بنات مسیح احمد خان صاحب نے بہت نصیحت کی کہ جو شخص کہہ میں نفل کی طرف
 روئی اس کے خلاف ہے کہ او میں بالاد کو سیاسی اس کے خلاف ہے کہ کافر کا وہ بہت اچھا ہے اور کو دوست
 کے منوع لکھا ہے چنانچہ اس عبارت میں رقم ہے کہ وہ قسم ثالث و چوتھ سبب میں اس میں ہر سبب بالاد
 یعنی الکفر بالہدی و المعوتہ والمطابرت و المعصیۃ و السبب بالکفرۃ و السبب بالحبۃ مع اعتقاد ان وہینہ بالاد و ہذا بالاد
 الکفر بالاد منہی عنہ لان الموالاة تہذ المعنی قد تجزئی استحقاق بالکفرۃ والرسن بہ ذلک یخرج عن الاسلام فلا جرم
 اللہ تعالیٰ فیہ فقال ومن یصلح لک فلیس عن الصلح شیء یعنی اور میری قسم اور وہ متوسل ہے وہ بیان کر رہا ہے
 قسموں میں سے کے موالاة کافروں کی ہے یعنی یہی اس کے او کو طرف اور وہ کافر اور وہ کافر اور وہ کافر اور وہ کافر
 کے خواہ سبب اس کے ہوا سبب محبت کے ساتھ اس میں اعتقاد کے کہ وہ اس کا باطل ہے اور وہ کافر
 نہیں ہے سبب اس کے کہ اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے
 کچھ جانی ہے طرف اچھا بنانے کا فرسے طریقہ کے اور اس میں ہونے کے اس کے دین سے اور اس میں کافر کے
 طریقہ کا اور اس میں ہونا اس کے دین سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے اس کے کفر سے
 نے اس میں سو فرمایا کہ جو کہے تو میں سے وہ اللہ کا کوئی اور اس عبارت کی تفسیر میں قمری نے اس میں
 معاشرت جلیل کا دنیا میں سبب ظاہر کے کافر کے ساتھ غیر ممنوع ہونا لکھا ہے تو اس سے مراد معاشرت اچھی
 ساتھ بیچ و بخر اور رقم کے کہ دین کر نے اور اسے حقوق اور فائدہ و عود و صلہ رحم اور حسن خلق کی بودوستی
 اور خلاص کرنا اور بڑا داد دینے کے کہ نادر کیوں اسی تفسیر کبیر میں رقم ہے الموالاة بالخطو یہ ہے ارادہ منافقتہ
 دنیا اور دنیا مع کو نہ کافر یعنی دوستی ممنوع چاہتا ہے کافر کے ساتھ کفر میں یا دنیا میں باوجود اس کے کافر کے
 کے اور اس کے موافق تفسیر خازن میں ہے فالموالاة الخطو یہ ہی منافقتہ ارادہ الخیر لم یزاد اور دنیا مع
 لفرم یعنی دوستی ممنوع ساتھ کافروں کے غیر خواہی اس کے اور چاہا بھالی کا ہے اس کے لئے دین میں یا دنیا
 میں باوجود اس کے کافر سے اس کے اور فرمایا اللہ صاحب سے سنو کہ میں نے یہاں دین لکھا ہے
 لا یجوز احدی و احدکم اولیاء یلقون الیہم المودۃ و قد کفر و ابا جابر کہ میں الحق یعنی ای ایمان والوہ باوتم میرے
 دشمنوں کو اور سبب اس کے کہ وہ دوست کہہ دیا کہ اس کے خلاف ہے اس کے اس میں کہ کافر اور کفر میں

ساتھ اوس میں سے کہا گیا ہے ہمارے پاس ساتھ میں اور صدق کے تفسیر کہہ میں بڑی اس میں سے جملہ
 اوبے میں مرقوم ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی غزوة بدر من خیال وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 لابی جحش یا بادر ای صریح الایمان لکون قال ابوہریرہ سلم قل الموالاة فی اللہ وحبب اللہ وحبب فی اللہ
 یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے سو چاہیے کہ نظر کرے ایک
 اعتبار اوسکو کہ دوستی کوئے اوس سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی ہریرہ سے کہ ای بادر کہ نسبتاً عقد
 عقد و ایمان میں اسے مضبوط تر ہے عرض کیا ابوہریرہ نے کہ اللہ و رسول و اہل بیت میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 سلم نے کہ استوار تر - عقد و ایمان کا مولات ہے بسبب اللہ کے اور حب ہے بسبب اللہ کے
 اور بغض ہے بسبب اللہ کے ابوہریرہ صاحب جامع ترمذی نے شرح میں غزوة بدر من خیال
 کے لکھا ہے ای انہ صاحب اذہم صاحب فاکان صاحباً علی اللہ واکان غیر واجب عنہ قال ابی ایوب الانصاری
 امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین یعنی دیکھو اوسکو کہ صاحب ہے یا غیر صاحب سوا کہ جو صاحب تیرہ دوشی کرے اوس
 سے اور اگر غیر صاحب تو کناہہ کشی کرے اوس سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فی ایمان اولاد و اولاد سے اور جو
 ساتھ ہے لوگوں کی اور فرمایا اللہ صاحب نے یہی سورہ ممتحنہ میں یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین
 علیہم یعنی ای ایمان والو نہ دوشی کر دو ان لوگوں سے کہ غصہ کیا ہے اللہ نے ان پر مضاویٰ ہے
 اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے یعنی صاحب الکفار و الیہود و ذروی انما نزلت فی بعض فقرات المسلمین کا تو
 یہ اصول المسلمون یحبون یحبون یعنی مراد اوس قوم سے کہ جن پر غصہ کیا ہے اللہ نے سارے کفار میں
 یا خاص ہو میں اس واسطے کہ روایت کیا گیا ہے کہ آیات نازل ہوئی ہے حق میں بعض مسلمان غیر دین
 کے کہ ستم و ظلم کرتے یہود سے اسلئے کہ انہیں ان کے پہل اور بوسے بہ مولات من حیث الدین کے
 خاص نیچے معنی قرار دیا کہ اسکا تہیب اور دین حبکو اوس نے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھو اوسکو دوست
 کہیں بیجا کہ جناب سید احمد خان صاحب نے صفحہ ۶۰ میں عیشم کیا ہے یہی محل بحث ہے
 اسلئے کہ کسی دین واسطے کہ کسی فحشیت کو اپنے دین والوں کے فحشیت پر ترجیح دینا اور اوسکو پسند کرنا
 اور اپنے دین والوں کے فحشیت کو کہہ کر کہنا ہی مولات من حیث الدین ہی ہے پس چودہوی اور کائنات
 سے نیز پر مہیکر کہنا کہ طریقہ نصاریٰ کا ہے اور بہتر خوں پر مہیکر یا تہ سے کہنا طریقہ اہل اسلام کا
 تو طریقہ نصاریٰ کو پسند کرنا اور طریقہ اہل اسلام کو کہہ کر کہنا ہی ایک قسم مولات من حیث الدین کے

اور وجہ کہ بوجب ارشاد و جانب سبب یہ محمد بن حنفیہ صاحب کے والد اور محبت میں حیات الدین کے بعض
 شریک کے اور کا مذہب و چین جسکو اوہ نے اختیار کیا ہے بہت اچھا سمجھ کر دوست کیا تاہم مواہم اور اسکے دوا و بہت
 اور بعض میں حیات الدین کے بعض ہونگے کہ اوہ کا مذہب اور چین جسکو اوہ نے اختیار کیا ہے بہت برا سمجھ کر سن
 کرنا اور بیٹے مولانا میں حیات الدین کا فرزند کے ساتھ واجب ہے وہی ہی عداوت اور بغض میں حیات الدین کے
 سے واجب ہے کہ دونوں ایک مرتبہ میں ہیں جیسا کہ اوہ پر معلوم ہوا اور ایسی ہی ہے کہ فصل الا اعمال حسب فیہ
 و بعض فی اللہ کہ جو سنن الی ناؤد میں ہے یہی ظاہر ہے تو عواذ کو دشمن جانتا ہوا کہ وہاں جو دوست اول کو
 کیونکہ کہ سب سے اور جان سکتا ہے اور مولانا ساتھ غیر دین والوں کے اور قابل سے قصاص لینا اور چور کو سزا
 دینا جدا و دو قریب رات جاری کرنا باغی اور زہر میں سے متعوض ہونا اور اس قسم کے لوگوں کا تہائی بننا اور ان سے
 دوستی اور ہوا چاہنا اگر کسی مذہب اور طاعت میں مقتضای حجت اور شفقت نہیں ہے یا مظلوموں کی
 داری کرنا ہو کہ کو کہنا کہ ان کا حق کسی کے جان و مال سے تعرض نہ کرنا کیونکہ ایسا یہو بخانا حقوق اللہ سے
 درگزر کرنا یہی کے بعض نیکی کرنا عہد کا وفا کرنا حق والوں کے حقوق ادا کرنا اور کرنا کسی کو وجہ زیار
 غیرین کا نام سے بات کرنا مانے داروں کے ساتھ احسان کرنا مابا پ کی خدشہ گداری میں ہونا مقتضای حجت
 اور شفقت محمدیہ ہے سو دین محمدی میں بہت بڑے اسکی تاکید ہے اور کافر اور مسلمان سب اس میں برابر ہیں
 اور جدا و دو قصاص اور تعزیرات اور قتال درمیں موالات ساتھ کفار کے جو دین محمدی میں ہے بالاسکی ہے
 رحمت اور شفقت عام ہے جیسا کہ بجای خود اسکے انبار میں مذکور ہے اور مقتضای حجت اور شفقت کے
 رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اگر ایمان میں بہت تاکید اسکی فرمائی ہے کہ باقوان ہوں اور جو
 ہوں اور جو تون کو برگزیدہ رکھتا ہوں نہ مارین چنانچہ ابو داؤد نے اپنے سنن میں النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تقاتلوا شیخا فانباؤا لطفلا معفرا ولا ہزۃ یعنی نہ باو شیخ
 فانی کو ہزہ جوئے لڑے کہ اور نہ عورت کو اسی واسطے کہ نام مسلمانوں کو کہ جنہوں نے کفار ہنوز کے مشارکت
 سے ایمان خد میں خد کیا اور بدوں وجود شروط قتال کے لڑے اور آپ کو اور ادروگوں کو ہلاکت میں ڈالا
 اور ہے باقوان اور جوئے مجھ کو اور جوئے خوں کے باز ڈالنے سے کچھ خوف خدا نہ کیا اور لوہے اور ہتھیار
 اموال کو اپنا پیشہ لیا اور شروط میں لیا کہ وقت آزمائشی نصارے سے سب مسلمان اسد ہا یہ کے اس حکم میں ہیں
 کچھ کفار کہ اسے مسلمان ثابت کرنا چاہتے ہیں لہذا اور بدقت میں خبر نیدار مسلمان کا قابو ہو چکا اور سے نصارے

معم شوق کثرت مسلمانوں کی وہ نسبت کفار کی کرانی سے شریح صحیح النجار عربی میں لکھا ہے ۱۱۱
 و تطلب فی الکفار یقولہ و علیہ السلام رحمہم بن مسلمانوں کے سب سے او خطاب کیا گیا ہے ۱۱۲ میں کفار کے اور سختی کر
 اویز تفسیر مختصاف میں ذیل و علیہ السلام کے مرقوم ہے و کل من مہفت نہ علی و قسا و فی العقیۃ

مندا علیکم ثابت فیہ تجاہدہ بالحق و سئل عن العداۃ ما کن منہا عن ابن مسعود و ان لم یصلح قبلہ انہ و ان لم یصلح علیہ
 فی وجہ فان لم یصلح فی قلبہ یرید الکراہیۃ و البغضاء و البشیر منہ اور کلی وہ شخص کہ واقف ہو تو اس سے عدا و عیشہ
 میں قویہ حکم ثابت ہے او سکے حق میں مقابلہ کرے تو اس سے ساتھ حجت اور دلیل کے اور کام میں لاو
 تو اس کے ساتھ دشمنی کو جہد کہ ممکن ہو روایت ہے ابن مسعود سے اور اگر نہ طاقت رکھنے بات سے تو کمرہ
 کے برائے اپنے دشمن کے اور اگر نہ طاقت رکھے ساتھ زبان کے تو ترشے ظاہر کرے اپنے چہرہ میں سوال
 نہ استطاعت کرے ہوشی ظاہر کرنی کے چہرہ میں تو کمرہ رکھے ساتھ دل کے مراد کراہت اور بغض اور لگا

ہو جاتا ہے اس سے دیکھو مغرض منہج صحابہ کرام میں وارد ہے محمد رسول اللہ و الذین معہ اشداء علی الکفار
 و ما یحکم فی حق محمد رسول اللہ سے ہیں اور وہ جو ساتھ ہیں او سکے سخت ہیں کافروں پر مہربان ہیں پالین اور لگا
 ایت میں ارشاد ہے فبوف یا ای اللہ فبکم عجیب و دیکھو نہ اولہ علی المؤمنین اخرہ علی الکافرین سو تہیب ہے
 کہ ایمانگاہ الدادن لوگوں کو کہ دوست رکھیں گے مسلمانوں کو اور دوست رکھیں گے مسلمان او کو نرم دل اور
 مہربان ہوں گے مسلمانوں پر سخت اور درشت ہوں گے و کافروں پر اور لگا اور ایت میں ارشاد ہے مسلمان
 کو ملا تینوں انتقام القوم اور سب سے منہج و بلکہ سخت بنے رہو قوم کفار کے ڈنڈوں نے میں اور حجاب

سید محمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اور کافروں سے جو
 کافرا تہی کتاب میں نکاح کرنا درست ہے باوجود اسکے کہ وہ اپنے مذہب پر ہیں اور ہم اپنے مذہب
 اتنے سونکاح میں ساتھ کتابیہ کے بہت اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک نکاح ساتھ کتابیہ کے سلفا شر
 ہو یا لوڈ کے مجرم ہو یا جبریر اگر جائز نہیں ہے چنانچہ یہی مذہب ہے عبد الدین عمر کا اور بعضوں کے نزدیک اگر جہ
 ہو تو درست ہے اور لوڈی ہو تو درست نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے ابو مالک و زام نام شعی کا اور بعضوں کے نزدیک
 دھیمہ ہو تو درست ہے اور جبریر ہو تو درست نہیں چنانچہ یہی مذہب ہے ابن عباس کا اور بعضوں کے نزدیک جبریر
 لیکن ساتھ کراہت کے چنانچہ یہی مذہب ہے امام عینی کا کہ قائل ہیں جو نکاح کے ساتھ کتابیہ کے
 او غیر اختلاف ہے بہت انتہا قائل یا سکے ہیں کہ نکاح اس کتابیہ سے حلال ہے جبکہ دین و اوقاف

یا غیول قبل قول تو اس کے تلامذہ یکہ بین موافق تھوڑے یا اصل کے بعد بدل کر ان کے واپس اور یکہ ساتھ
 درست نہیں سب اور ستر اغانی سے ہیں کہ کہ اسکی قید نہیں ہے مطلق کیا ہے کلام خانہ سے تفسیر کہ
 مرقوم ہے اسکا دوسرا مطلب اکثر النفاۃ لاکل الترویج بالمذیہ من الیود و النصارى و المسلمون یہ سب الایہ
 وکان ابن عربیہ ذلک منہج بقولہ تعالیٰ و لا یخبر البشرکات حتی یؤمن و یسل لک اعظم شرکاً اعظم من قولہ ان سبھا من
 یمن قال ہذا القول اجابوا عن الشک بقولہ قالے المفسرات من الذین اوتوا الکتاب بوجہ الاول ان المراد
 انما سبھ فاکان یل ان یخبر بال بعضہم ان الیودیہ اذا استقبل من یزید لیسلم الترویج بہا لافہمین تعالیٰ ہذا
 جواز ذلک والثانی روی عن عطاء ایہ قال انما یفصح اللہ تعالیٰ الترویج بالکتاب فی ذلک الوقت لانہ کان فی الیوم
 قدر واما الان فہمین اکثر کثیرہ وراثتہ فلاحرم زالت الرخصۃ والتالیات الایات اللہ علی وجوب الممانۃ
 من الکفار کہ قولہ تعالیٰ لا تخذوا عہدی وعدکم اولیاء و قولہ تعالیٰ لا تخذوا عہدنا من ذلکم قال من حصول اللہ وجوبہا
 قویۃ الخبۃ و یسیر ذلک سبیل الی الترویج الی دیننا و عہد سوت آ لہد زعمان لہد بل فی قیامہ کل لک اشارہ لہم
 فی الضر من غیر حاجۃ الرابع قولہ تعالیٰ فی فائتہ ذوالایۃ من کفر بالایمان فقد جحد علیہ فہو فی الاخر من کلمہ یزید و ہذا
 اعظم المنزلات من الترویج بالکافور فاکان المراد بقولہ تعالیٰ و المفسرات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ابانۃ الترویج بالکفر
 لکان فی ذہ الایۃ عقیما کانتا فتن و ہو غیر جائز یعنی مسئلہ اولی شاکیہ ایکہ لایہ و المفسرات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم
 میں یہ ہے کہ گئے ہیں اکثر فقہا اس طرف کہ حلال ہے نکاح کرنا ساتھ وہیکہ یہودیوں سے ہو یا نصاریٰ میں
 سے اور شک کیا ہے اسکے حلال ہونے میں ساتھ اس آیت کے اور تھی عہد المسین عمر کہ نہیں تھا و کہتے تھے
 اسکے حلال یہویکا اور حجت بکراتے تھے ساتھ قول اللہ تعالیٰ و لا یخبر البشرکات حتی یؤمن کے میں اور یگان
 نکو و شرک حورتوں سے جب تک کہ ایمان لاوین اور فائے تھے ابن عمر کہ متین جاننا ہوں میں کسی شک کہ کوہ
 اس قول کیا یہ ہے کہ وہ اسکا عیسیٰ ہے اور جو لوگ کہ قاضی ہو سے ہیں ساتھ قول ابن عمر کے جواب دین
 شک سے ساتھ قول اللہ تعالیٰ و المفسرات من الذین اوتوا الکتاب کے ساتھ چند وجوہ کے پہلی وجہ یہ ہے
 کہ مراد الذین اوتوا الکتاب من قبلکم سے وہ اہل کتاب ہیں کہ ایمان لائے میں سو تحقیق شان یہ ہے کہ کتب شاکیہ
 اندر وہیں بعض آدمیوں کے کہ یہودیہ جبکہ ایمان لائے تو یا جائز ہے مسلمان کو نکاح کرنا ساتھ اس پروردگار کے
 یا نہیں سو بیان فرما و اللہ تعالیٰ نے ساتھ اس قیت کے جائز ہونا اسکے نکاح کا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ
 روایت کیا گیا ہے عطاء سے کہ کہا عطاء نے کہ سواہن کے کہ رخصت نہیں دی تھی اللہ تعالیٰ نے نکاح کر کے

چنانکہ جو کہ دوست میں ہے کہ جسے میں نے غم نہیں کئی اور اسے پر اب اس سمان غم تو میں نے کثرت بہت
 و جاتی ہی عبادت میں ہے کہ جہاں ہی شمس اور شمس و بہترین میں والانت کہ لہذا میں واجب ہو و نور
 پر کاؤ دن ہے کہ اسے قول اللہ تعالیٰ پر توجہ دے کہ اولیاء او قول اللہ تعالیٰ پر توجہ دے کہ اولیاء
 اور اسے کہ وقت حاصل ہوئے نہ وہی کے ہوا وقت تو ہی ہو جاتی ہے محبت اور برائی سے یہ سب کچھ بل
 کے صرف میں نے زور دیا کہ اور وقت پیدا ہونے لڑ کے کے ہوا وقت مال ہو جاتا ہے لڑکا طرف اس کے
 میں کے اور سب یہ وہاں نفس کا ہے نہ میں میں بدن عبادت کے چہ تھی وہی قول اللہ تعالیٰ کا مانتا ہوں کہ میں
 میں نے کفر بلا ایمان فقہ جہاں وہی والا تہذیب میں ہے یعنی اور جو حکم ہوا ساتھ ایمان کے کہ تو چاہے اور
 جو کہ ہو کہ اسکا اور وہاں تہذیب میں نوئی والو میں ہے ہے اور یہ قول اللہ صاحب کا بہت بڑے کے نفرت دلائے
 والے ہے کجائے کہ سب سے سب کا فہ کے تو اگر ہوئی مراد قول اللہ تعالیٰ والخصات من الذین اور تو لکھا کہ میں حکم
 سے اباحت کجائے کہ سب کے ساتھ کتاب کے توجہ تا ذکر اس آیت کا یہ سچے اس قول کے اندھا نفس کے
 اور تعلق نہیں جائے ہے اور یہی تفسیر کہ میں مسئلہ اللہ میں ہر قوم ہے قال سعید بن مسیب وہم من المؤمنین
 من الذین اور تو لکھا کہ مثل فیہا الذیبات والحجرات فیہما الخرج حکم والکفر النکاح علی ذلک مخصوص بالذیہ فقط
 فیہما قول ابن عباس امی کا سعید بن مسیب اور جس نے پھر سے اور الحسنات من الذین اور تو لکھا کہ میں ذلک
 ذیبات اور حیات دونوں سے جائز ہے کجائے کہ ساتھ ہر ایک کے انہوں سے اور اکثر فقہاء اس میں کہ یہ مخصوص
 ہے ساتھ فقط ذیہ کے اور یہ قول ابن عباس کا ہے اور مسئلہ خاصہ میں مسطور ہے قال اکثر من الخیر
 انما کل کجائے الکتابہ النبی وانت بالتورہ والاکیل قبل ذلک القرآن واللیل علیہ قولہ تعالیٰ والخصات من الذین
 اور الکتاب میں حکم فقہ میں قبل علی ان میں وان بالکتاب ہو ذلک الفرج جسے عن حکم اہل الکتاب یعنی
 کہ بہت فقہا نے سوا اسکے نہیں کہ حلال ہے کجائے اس کتاب کا کہ فرما ہوا ہے ساتھ توریث اور بخلاف
 پہلے قرآن کے اترنے سے اور دلیل اس پر قول اللہ تعالیٰ کا ہے والخصات من الذین اور تو لکھا کہ میں
 سو قول اللہ تعالیٰ کا میں حکم ولان کتاب ہے اس پر کہ جو زمان بردار ہوا ہے ساتھ کتاب کے بعد از سب سے
 زمان کے وہ خارج ہے حکم اہل کتاب سے اور یہی تفسیر کہ میں مسئلہ اللہ میں ہر قوم ہے قال سعید بن مسیب
 المسئلۃ ان اللہ تعالیٰ من فیما حکم المؤمنات بل علی فیہما کجائے القرآن کا مانتا ہوشتہ فلا یخرج الخرج بالذیہ لکتابہ
 سواہ کان الخرج جہاں عبد اللہ قول جہاں سعید حسن و قول الشافعی مالک رحمہ اللہ وقال ابو یوسف بخیر

(Marginal notes in Urdu script, partially illegible due to image quality and angle)

الایمانۃ انہما بہ یعنی مسئلہ تیسرا یہ ہے کہ قول اللہ تعالیٰ کا من قیامکم الوصیات ولالت کرنا سے نصیحت کون کی راہی
 پر ساتھ مومن ہوئے اور سیکے کہ انہیں جائز ہے کھانچ کرنا اور ہی کتابیہ سے برابر ہے کہ نہ روکنا کہ نہ لانا اور ہر
 یہ قول خلیفہ اور جید بن اسیب اور بن ابی ہریرہ اور مالک رحمہم اللہ کا ہے اور کہا ابو حنیفہ نے کہ جائز ہے
 کھانچ کرنا اور ہی کتابیہ سے اور تفسیر مشکل سے میں سطور سے کہنے بیکہ و کھانچ کتابیہ مطلقاً جائز اور
 الکھانچ مصاحبہ الکافۃ و مواہباتہ و تعریف الی الخ باطلاق الکفار اہل مصاحبہ الامم و مواہباتہ لیکن مکروہ ہے
 کھانچ کرنا کتابیہ سے مطلقاً و ہوا الوتر فی ذہبہ ہوا عربیہ اجماعاً بسبب اسکے کہ کھانچ مستلزم ہے جمعیتی کا فائدہ
 اور سیکہ مواہباتہ کو اور پیش کرنے والد کو ذکر ہوئے پر ساتھ اخلاق کا فزون کے سبب مصاحبت اور وسوسہ
 اور رواج و حاشیہ و فرختار میں مرسوم ہے کہ ان اطلاقہم الکتابیہ فی البحرۃ بقید انہما خیرۃ یعنی مطلق
 چور و ناقتہ کا کراہت کو کتابیہ حریہ میں مفید اسکا ہے کہ یہ کراہت تحریمیہ ہے لہذا درجی ہے مفید العلوم
 میں لکھا ہے قال مالک بیکہ و کھانچ یعنی کھانا مالک نے کہ مکروہ ہے کھانچ کتابیات کا اور یشاہد جہد
 صاحب جو صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے مسلمانوں میں اور اہل کتاب میں تفصیف نصاریٰ کے
 ساتھ تو دہرنا بتایا انتہی سوا اول خدا تعالیٰ نے اسیت کریمہ تعبدن اللہ الناس عداۃ الذین امنوا الیہم الذین
 استرکھو لہم انہم مودوہ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ میں ہوا و دشمن کو کو مسلمانوں کی عداوت میں نہ
 رہ نصاریٰ کو مسلمانوں کی دوستی میں قریب تر بتایا ہے نہ مسلمانوں کو اوکلی دوستی نہ کرنے کے لئے فرمایا ہے
 دوسرے اہل نصیب کا اسے اتفاق نہیں ہے کہ اس آیت میں نصاریٰ سے کل نصاریٰ مراد ہیں تفسیر معالم التنزیل
 میں مذکور ہے لم یرد جمیع النصاری لانہم فی عداۃ تم المسلمین کا لید و فی قلم المسلمین ہر جمہ و مخرب و لا یمہم
 مساجدہم و احوال مصاحفہم فلما کرامہ لم یل الذیہم بل الذیہم اسلم شہم مثل النجاشی و صحابہ یعنی نہیں مراد سے ہیں اسکا
 نے اس آیت میں نصاریٰ سے ساری نصاریٰ اسلیے کہ نصاریٰ دشمنی رکھنے میں مسلمانوں کے ساتھ انتہا
 یہود کے بلکہ دین میں مسلمانوں کے اور ان کے اسیر کرنے اور ان کے شرع کے خلاف کرنے اور ان کے
 مہجوں کے ڈوانے اور ان کے قتل و ان کے جلائے میں پس نہیں ہے بزرگی ان کے لئے بلکہ یہ آیت نازل
 ہوئی ہے ان کے حق میں جو اسلام لائے نصاریٰ میں سے مانند نجاشی یا و شاد حبشہ اور ان کے ساتھ
 دلاؤ سکے اور تفسیر میں مسطور ہے قال ابن عباس و سعید بن ہیر و عطاء اللہ بن عبد اللہ بن ابی ہریرہ
 الذین قد موانہم بحبہ علی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم و انوارہم و انہم پر جمیع النصاریٰ مع طوریہ و انہم لہی کیا جملہ

وہ چشم نہایت بخیر می بینند اما خداوند بفرموده خود از ایشان یک حزب الله را بر حرم خود
و مثل قوله تعالی لا تجدوا صبراً ولا حملاً (نکاح قرین اور ایامین دن الوصیون) و مثل قوله تعالی ومن یؤتمنکم فاما منہم الی غیرہ
واما حکم ولایۃ یعنی معاشرت و معاشرت پس نبی است بر صبی مقرر و دوران الاعانت علی الکفر و البغیۃ مع سیدہ اطفالہ
مقرر و تعالی و ارتقا و ولایۃ علی الامم و النحار است و ازین باب سید احمد خان صاحب جو صفحہ ۶۴ و صفحہ ۶۵
میں لکھا ہے کہ سچائی منافقین کے حق میں اویف و معا عبد اللہ بن ابی سہل کے مقابلہ میں اور جو
جو خارجہ میں ایمان لایا تھا اور در حقیقت محبت من حیث الدین مزید کے میزبان کے ساتھ رکھتا تھا انت سومراو
اس لیے کہ نہایت منافقین کے حق میں وادھی کیا ہے ایسا اس آیت میں اہل کتاب کے مولات کے لئے فقو کو
منع کیا ہے نہ مسلمانوں کو یا سب اہل نزال کا دوستی رکھنا نافذ و نکاح اس آیت کے ہے اگر مراد شریعت
توضیح الیہا ہے کہ اس آیت میں یا ایہا الذین امنوا لا تحذوا الامور و العساری لولیکم من قاطب مسلمان ہونا
نہ منافق اور اگر مراد شریعت ثانی ہے تو کو پروردگار سے کہ جس قسم کے مولات اور عورت منافقین اہل کتاب سے
نکستہ ہوں اوی قسم کے مولات اور عورت سے نہی ہو نظر بلفظ لفظی کے چاہئے اگر اوسمین الحلاق ہے
تو قبیحہ اوس مطلق کی بدون دلیل قبیحہ کے نہایا و الا انہمیں ہو سکتی ہے مسئلے کو قصور سبب اور
کا قاجر عہد لفظ نہیں ہے ببادقت سبب خاص موجب صدور حکم عام ہو تاکہ سدا و برین محبت میں توفیق
کے ساتھ اہل کتاب کے بہ این اندیشہ کہ یہی شاید غالب ہو جائیں تو و صورت ترک محبت فشر و اراعات
جاری ہو دنیا کے کاموں میں کہ جن پر کیوں کریں گے من حیث الدین نہتی بلکہ دنیا ہے
کی لٹی ہی تفسیر مع عالم التبریل میں مذکور ہے اختلافی نزول نہ والایہ انکان حکماً جامعاً لہم
فقال قوم نزلت فی عبادۃ بنی اسرائیل علیہم السلام لعلکم تحذرون فقال عبادۃ ان لی اولیاء من الیہود و کثیرہ علیہم
تعدید شوکم وانی ابرار الی الصدور رسولہ من ولایتہم و لا مولی لالا الصدور رسولہ فقال عبد اللہ لکنی لا ابرار من
ولایۃ الیہود و لانی اخاف الدائر و لا بد فی منہم یعنی مختلف ہیں مفسرین اس آیت کی شان نزول میں اگرچہ حکم
اسکا پام ہے سارے مسلمانوں کے لئے سو کہ ایک قوم نے کہ نازل ہوئی ہی یہ آیت حق میں عبادۃ بن
العصابت اور عبد اللہ بن سلول منافق کے اور سب اسکا یہ جگا کہ جگہ ہی عبادہ اور عبد اللہ دونوں سو کہ عبادہ
نے کہ میری دوست ہیں یہ دین سے کہ بہت ہی شمار ادا کا اور قوی ہے شوکت انکی اور بن ابی سہل
خوف اللہ اور اللہ کے رسول کے اونکی دوستی سے اور نہیں ہے دوست میرا اگر اللہ اور اسکا رسول میرا کہا

عبداللہ نے لیکن میں نہیں الگ ہوتا ہوں دوستی سے آئینے کے میں ڈرتا ہوں اگر دشمنی سے اور
 ضرورت مجھ کو اٹھائی دوستی سے اور تمہارے قول کی ہے وہ عبارت جو خلیفہ سید احمد خان صاحب
 نے نقل عبارت معالم میں کہ بعد قول فی سحر ستم و مولائتم کے تھی چودہویں آیت اور چھتے بقولون یعنی بان
 لہذا و اور دولہ یعنی ان پروردگار الہیہ و کہ تخریج الی البصر لہذا یعنی کہتے ہیں منافق کہ دوسرے ہیں ہم اس سے
 کہ پونچھ مجھ کو دشمن یعنی شاید پر جانے نہ کہ دشمن سے تو تخریج ہوں ہم طرف اہل کتاب کے بد کرنے کی

دوسری آیت میں دینا عون فہم کے مسطور ہے اسی لیا عون فی مودۃ الیہ و انصاف فی انصاف بخیر ان
 لانہم کانوا اہل شرکہ و کانوا یحییونہم علی ما ہم بہم و یضربونہم یعنی جلدی کرتے تھے منافق یہود و نصاریٰ بخیر ان کی ذہنی
 اور با سبب کہ وہ تھے مال دار اور ستبہ وہ احاثت کرتے منافقوں کے لڑکے کاموں میں اور قرض دینے تو
 انکو اور جناب سید احمد خان صاحب جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر ایک اور

دوسری آیت سے ہوتی ہے وہ یہ ہے قال اللہ تعالیٰ لیسر المؤمنین بان لہم اعداۃ الیہ الذین یخذون
 الکافرین اولیاء من دون المؤمنین یفتخرون عندہم الغزو فان الغزو للعدیب جمیعاً اس سے سوہر قندریا اسکے کہ تفسیر
 ہوتا اس آیت کا واسطے اس آیت کے تسلیم کیا جاوے کہ کہا جاتا ہے کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ دوستی
 منافقین کے ساتھ کافروں کے دنیا کی عزت حاصل کرنے کے لئے تھی نہ من حیث الدین تھی اور ثانیہ پوری
 سے جو تفسیر اسکی نقل کی وہ بھی موافق اس قول کی ہے اور کشف کی عبارت سے کہ اوس میں اونکی دوستی
 اعتقاد و عدم تمامی اور محبت و علی و علیہ و سلم پر متفرع ہے یہی ظاہر ہے کہ دوستی اونکی من حیث الدنیا تھی

نہ من حیث الدین اور تفسیر راہدی میں تخصیص و عید شتم کے ساتھ دوستی عقیدت اور دیانت کی ہے
 اور اس میں نزاع نہیں ہے کہ کفر وہی دوستی ہے جو عقیدت اور دیانت کے راہ سے ہو ان حصہ دوستی
 عقیدت اور دیانت کا اوس میں معنی میں جو جناب سید احمد خان صاحب نے تحریر فرماتے ہیں
 محل نزاع ہے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۵۵ میں تفسیر کشف سے قول حصہ
 میں صرحان کا نقل کیا ہے کہ خلوص و من ہے کہ اور خلوص کا اور خلوص سے سوا کوئی نہ شائبہ نہیں ہے کہ
 محبت من حیث الدین کا اور محبت سے دوستی ہے حب حق تعالیٰ اور چہرہ اور محبت اور پھر اور خلوص کے معنی محبت

من حیث الدین کہتا صرف ایجاد اور انحراف جناب سید احمد خان صاحب کا ہے پس آیت دوم
 یعنی آیت کہ یا ایہا الدین اعدوا لکافرین اولیاء من دون المؤمنین یفتخرون انہم کانوا اہل شرکہ

مرا دل بیا توفیق اطلاق ہوں دلیل قیید بقضائی ہوا ہی نفسانی ہے اور تفسیر قرآن کی ساتھ راہی کے اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو جمعہ ۲۷ مین لکھا ہے آیت سوم ہی منافقین کے جن مین دیکھو
 اتنے سوا کا جواب دی ہے جو بیان آیت اولے مین لکھا کیا اور جناب سید احمد خان صاحب نے
 جو صفحہ ۸۰ اور صفحہ ۶۵ مین لکھا ہے کہ چوتھی آیت طالب بن ابی بلتعہ کے معاملہ مین وارد ہوئے ہیں
 یہی صحابی ہیں اور جنگ بدر مین ہی موجود تھی اور اعرابی مین گرام جاہلیت مین قریش کے ساتھ حلیف بنی
 دینی بہائی تھے اس سبب سے اونوں نے اہل مکہ کو کچھ مال اخیرت کا لکھ بھیجا تھا کہ اونکا مال و سپاہی ال
 کو کچھ سب لکھ مین تھے وہ خط لکھا گیا اونے جب حضرت نے پڑھا تو اونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ
 یہ جلدی کچھ بیچ مین ہوں ایک ٹھوس ٹھوس قریش مین اور نہ اور نہ دینی بہائی اور نہ تھامین اونکے قوم مین بد
 جتنے لوگ آپ کے ساتھ ہاجرین مین ان سب کی قرابت ہے حمایت کرتے وہ اپنی اہل اور ادا کے
 مال کی لوٹ لیا مین نے کہ جب کہ فوت ہے مجھ مین نسب اونے تو کر زمین اونکے ساتھ ایک احسان
 کہ نہایت کرینگے میرے کہیں کی موت مین کیا مین دین سے مرتد ہونے کے لئے اور کفر کے ساتھ غصے کے
 لیے پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اسنے سچ بولا یا تم سے پہلے حضرت عمر نے مجھ کو اجازت
 کہ مدون مین گردن اٹھ منافق کی تو دیا یا حضرت نے کہ یہ بیشک بدر مین موجود تھا اور کیا معلوم ہے مجھ کو شاید
 مطلع ہوا اللہ تعالیٰ اے اون پر جو بدر مین تھی سو کہا اللہ تعالیٰ نے تم جو جاہلو کرو مین بخیر یا کونوں
 نازل ہو کہ سورہ بابا الدین امنا لا نتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء یقولون الیم بالودۃ اتنے سویرے ہی مخالف
 ہے فرعون جناب سید احمد خان صاحب نے کہ مولات منوعہ کو صفحہ ۶۰ مین حصر کیا ہے
 مولاہ مین حیث الدین اپنی مختار مین اور ظاہر ہے کہ مولاہ طالب بن بلتعہ کی اس راہ سے نہ تھا کہ بدر
 کے دین کو وہ بہت اچھا جانتے ہوں سوا اس مولات سے ہی اللہ صاحب اس آیت مین منع فرمایا
 معلوم ہو گیا کہ مولاہ منوعہ منحصر مولات مین حیث الدین مین نہیں ہے اور لطف یہ ہے کہ جناب سید احمد
 جلال صاحب نے اپنی کلام سابق کو یہ لکھ بیان صفحہ ۶۶ مین اعتراف مطلقاں اوس حصر کا دیا ہے
 لکھا اب غور کرنا چاہئے کہ اگرچہ بدوت جو باضرار دین اور باضرار مسلمین تھی منع ہوئی مگر جو کہ یہ بدوت مین
 حیث الدین نہ تھی تو مین قبول مگر خانہ مسلم مین داخل نہیں ہوئے انتہی اور جناب سید احمد خان
 صاحب نے جو صفحہ ۶۶ مین لکھا ہے اس بیان کا زیادہ تر ثبوت اس کے بعد کی آیت سے

تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے لانا زلت بذہ الایۃ ای الایۃ المذكورۃ فی حق حاطب بن ابی سفیان و ابو موسیٰ
فی عبادۃ قاتلہم و قاتلہم فزل ایتہ لایضاحکم السعدین الذین لم یقاتلواکم فی الدین بل یخیرکم من دیکم ان
تبدلہم و یقتلوا الیہم ان السدحج المتبیطین انما یقاتلکم الذین یقاتلکم فی الدین و اخر جوکم من دیکم و یقاتلوا
یعنی اخر اجاکم ان تولوہم و من یولوہم فاولئک ہم الظالمون پس اس آیت سے بخوبی ثابت ہے کہ تو سب
منوع وہی ہے جو من حیث الدین ہوا نتیجہ سو اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہے کہ موالات منوع
وہی ہے جو من حیث الدین ہو یا من حیث جان نزل کے اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل
اور عشار کے ساتھ کہ لو ہوں قاتلہ نہیں کیا اور کونسا ہمارے ملک سے نہیں نکالا پتکے اور حسانی و درہمان
کرنا منوع نہیں ہے نہ اوجہوں نے کہ مقابلہ کیا ہے اور کونسا ہمارے ملک سے نکال دیا ہے یا ہمارے
نکالنے پر انہوں نے نہ کوئی سبب دیکھ سکتے ساتھ وہ تو منکرنا منوع و اظلم ہے تو منکرنا او احسان او انصاف کرنا
اگر موالات ہے تو موالات من حیث الدین ہے اور اس آیت سے اسکا غیر منعی غم ہوتا واسطے او ان کا فروغ
کے کو مقابل اور منہج نہیں ہیں اور منعی غم ہوتا واسطے ان کے جو مقابل اور مددگار اخراج پر ہونے کا
نہ نہ موالات من حیث الدین کا اس آیت میں منعی موالات مخصوص ہے ساتھ ان کا فروغ کے کہ
جنہوں نے مقابلہ کیا ہے اور کونسا ہمارے ملک سے نکال دیا ہے اور ہمارے نکالنے پر مدد کی ہے تو وہ
اس میں موالات من حیث الدین کو کوئی مدد دے سکتی ہے اسلئے کہ موالات من حیث الدین مخصوص منعی اخراجی جناب سے ہے
حال صاحب کا منوع ہونا بہ نسبت ایک قوم کفار کے نہ بہ نسبت دوسری قوم کفار کے کوئی مسلمان
بلکہ مخالف ہی شعور بخیر نہیں کر سکتا ہے موالات من حیث الدین ہر زمان میں ہر کافر سے رکنا منوع ہے
پس معلوم ہوا کہ نیشاپوری اس آیت اس شان نزول پر ہی موالات من حیث الدین کفار اہل حرب منوع ہے
اور تفسیر کبیر میں مسطور ہے اختلاف فی المذاہب الذین لم یقاتلواکم و الاکافرون علی انہم اہل العداۃ الذین عاہدوا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ترک قتال و اظہارہ فی العداۃ و سمر خراجہ کا لواء عاہدوا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی ان لا یقتلوا ہم و لا یخرجوہم و امر الرسول علیہ السلام بالبر و الوفاء الی مدۃ اجلہم و ہذا قول ابن عباس
و قتال و الکلیبی و قال مجاہد الذین انصوا لک و لم یہاجر و او قیل ہم التائبون و عبد اللہ بن الزبیر
فی اسباب نہت الی بکر قدمت قتیلة علیہا مشرکہ بعد لایا فلم یقتلہا و لم یؤذن لہا بالدخول فامر بالینی صلی اللہ علیہ
و سلم ان یؤذنها و یقتل منہا و کرمما و حسن البیاض عن ابن عباس انہم قوم فی نبی انہم منہم العباس اخر جوہم یوم بدر

فی سنیہ فتح جینی روایت کیا گیا ہے کہ فتح کہ کی سنا ائمہ مجری میں تھی اور تھی ابیر کہ میں جناب بن سید اور نقل اس
 ہود کا یعنی سورہ قمر کا سنا سنو میں بہ شرح نازل ہوئی اس آیت کے بعد آیت سیف کے پناہ القاسد
 علی القاسد ہے تفسیر کشاف اور تفسیر کبیر میں یہ فتاویٰ ہے کہ ہاقتادہ نے
 لغتہا آیہ القتال یعنی منوعہ زور یا ہے اس آیت کو آیت قتال نے اور اس عربی مالکی جناب سید احمد خان
 صاحب کی مستند نے کتاب السراج و المنوع میں لکھا ہے کل ما فی القرآن من المنوع عن الکفار
 واللعول والافرنس والکف منہ منوعہ یا یہ سیف وہی فاذا السخ الاشهر الحرم فاقبلوا المشرکین اللایۃ تھی
 یعنی کل جو قرآن میں پہلوی کرنا کافروں سے اور قوی اون سے اور وگردانی کرنا اور بندہ بنا اون سے ہے
 وہ منوع ہے ساتھ آیت سیف کے اور آیت سیف فاذا السخ الاشهر الحرم فاقبلوا المشرکین آخر آیت کے
 شیخہ اور الیامی بندہ کو ہے تفسیر لہان بن اور جناب سید احمد خان صاحب جو صفحہ ۶۹
 میں لکھا ہے کہ پس یہ آیت یعنی فلا تغذ بعد الذکر می مع قوم الظالمین ایسی مخلوق کے نسبت ہے
 میں میں جن میں کے پورے انتہا ہو یا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نسبت لغو و بالہذا متنا کچھ پر عمل
 کہا جاتا ہے یہاں تک کہ صاحب کشاف نے صاف لکھ دیا ہے کہ اگر اور قسم کی باقیں ہوں تو وہ وقت
 اور مجلس میں بیٹھا کچھ مضائقہ نہیں ہے لہذا سو اگر یہ سبب نزول اس آیت کا اسی قسم کی مجلسوں میں
 بیٹھا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عموماً قوم ظالمین کے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمایا ہے اور
 خصوصاً سبب قانع عموماً لفظ کافروں اور تفسیر کشاف میں بذیل حتیٰ نحو ضوافی حدیث غیرہ
 فلا یاس ان یجالبہم جنتیہ مرقوم ہے نہ بذیل اس آیت کے کہ ان کے بعد ہے اور تفسیر احمدی میں
 اس آیت کی تفسیر میں مذکور ہے و نظائر میں کلام الغماہ ان اللایۃ باقیۃ وان القوم الظالمین لیم لم یبق
 والافرنس والکافر والشیور کلہم متنع اور ظاہر کلام فقہاء سے یہ ہے کہ یہ آیت باقی ہی غیر منوع ہے اور تفسیر
 قوم ظالم عام ہے بتبع اور فاسق اور کافر سے اور بیٹھا ساتھ ہر ایک کے ان میں سے متنع ہی اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ اب ہم نہایت فرض کرتے ہیں کہ
 سوا کت کسی قسم کی تودہ کا باعث ہوتی ہے اور یہ بھی فرض کرتے ہیں کہ عموماً تودہ و با می و بک ان پر جب
 آیات سابقہ کے منوع ہے تو ہم ان کا جواب یہ دیتے ہیں کہ آیت و طعام الذین اولوا الکتاب حل لکم و
 طعام حل لہم میں جو دونوں طرف کا کھانا ایک دوسرے کو آپس میں حلال کیا گیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ اہل کتاب

کامانا ہو اور بارگاہ انا کو مطلق ہے تو شائع انصاف میری اور جواز موافقت کے ولایت کرنا ہے پس
بالفرض اگر موافقت سے کسی قسم کا تو دو وجوہ ثابت تو یہ آیت اور تمام آیات کے لئے مخصوص ہوگی اور
موافقت جائز ہے کی اسبہتم بعد ازل اس آیت کو اشارہ انصاف کہ فشن نظم سے اخذ بلا قصد اور سبقت کے
آیت ہونا ہے حراز موافقت پر کہنا صحیح غلط ہے بان ہتقدار اللہ اس آیت سے ثابت ہے کہ طعام اکل کمان
کا کمان اور روکا و پکا کمان کا کمان جائز ہے باقی حوالہ اسکے ساتھ شبہ کے کما نیکا کہ معنی موافقت کے ہیں نہ
آیت سے برگزشتہ نہیں ہے دوسرے اگر بالفرض یہ آیت جواز موافقت بر ولالت کرتے اور موافقت
میں تو دو مسنون ہوتا تو کیا ضرورت تھاکہ یہ آیت مخصوص اور آیات کے جو منع قوم پر وال نہیں ہو جائے
ہو کما تھا کہ آیات منسوخ اور آیات سے ہو جائے جیسا کہ عبدالعزیز بن عمر ربیب آیات منع قوم کے
ایک کتاب کا جائز نہیں کہتے ہیں ہر اس آیت یعنی عام الذین اوکوا الکتاب حل کلم میں کئی طرح سے کیا
ہے اول یہ کہ تفسیر طعام میں مفسرین کے تین قول ہیں پہلا یہ کہ طعام ہے ذبح مردہ اور دوم
یہ کہ طعام سے روٹی اور پیوے وغیرہ جو محتاج وچ نہیں مراد ہیں تیسرا یہ کہ طعام سے سب کھانے کے
جو مردہ یا دین مرچہ طعام سے تباہ و زبجہ اور اوسکا گوشت نہیں ہے اسلئے کہ عوف میں مطلق طعام کا کلم
نہیں آئیے لیکن اکثر علما اسی پر ہیں کہ مراد اوس سے ذبح ہیں پس ختم کو گنجائش ہے کہ لا لاکہ تم سے
سے کہ مخاطب او یوم مسلمان میں اس آیت کو قول اکثر علماء پر منسوخ کہی اور قول ثالث پر مخصوص دوم اختلاف
فتحا کا یہ ہے کہ مراد اہل کتاب سے کل اہل اہل کتاب کی ہیں یا بعض اصناف و ذوالنوع کے
بعض نے کہا کہ اہل اصناف ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اہل کتاب سے وہ اہل کتاب ہیں جو اللہ پرست
یا غیر کے ناکل نہیں ہیں مستحق صفی میں سطور سے قالوا ہذا فی کل اول کم یعتقد مسیح الہا واما
یعتقد علما انتہے یعنی کہا ہے فقہانے یہ یعنی مطلق ہونا نصرانی کے ذبح کا جب ہے کہ نہ اعتقاد کیا
نصرانی مسیح کے الہ ہونیکا اور اسی پر جب کہ اعتقاد کر کتاب نصرانی مسیح کے الہ ہونے کا تو ذبح اور سکھا
نہیں ہے اور مسیح مسیح الاسلام میں مذکور ہے صحیح بان لانا کا ذبح اہل کتاب انا اعتقاد ان مسیح
وان غیر الہ ولاتشرو حوائج ہم وقیل علیہ الفتویٰ معنی واجب ہے کہ نہ کما ذ اہل کتاب کے ذبح کے
ہونے کو جب کہ اعتقاد رکھتے ہوں اہل کتاب اسکا کہ مسیح الہ ہے تو معتقد یہ الہ ہے
اور یہ نکاح کرو انکی عورتوں سے کما گناہ ہے کہ اسی پر فوٹے ہے اور تفسیر مطہر سے میں قوم

الطہران المذہب اہل الکتاب فی الایہ موجودہ ہم پہلے قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا المشركات حتی یومنوا والقول بان
 حقیقۃ کلام الشکر کہ منیۃ فی حق اہل الکتاب خاصہ یہ کہ الایہ بعد جدا اولافرق بین مشرک و مشرک قال تعالیٰ
 وقال الیہ وغیر ابن ابی الدنارۃ انفصاری کہ ابن ابی الدنارۃ قدیل ان التیجانی کہ ہر ایک طائفین من الیہ و
 انفصاری لکھتہ قال ابن ہمام موجود و یا یا مصرعون بالقریب من ذلک والوجہ و اما انفصاری ظہر ارا لاسن ایضاً
 بکافیۃ و اذکر من قول علی رضی اللہ عنہ فی منع الکل فی حقیقۃ شرب و نہ کہ نہ نساہیم فی ذلک اما استیعہ یعنی ظاہر ہے
 کہ مراد اہل کتاب سے آیت و احکامات من الذین او تو الکتاب من مومنین اہل کتاب میں پہلے قول خدا تعالیٰ
 ولا تنکحوا المشركات حتی یومنوا کے اور قول بان یثبوت کہ حرمت نکاح کرنے کی سبب مشرک عورت کے منع ہے
 حق میں خاص اہل کتاب کے ساتھ آیت و احکامات من الذین او تو الکتاب کے بعد یہ ہے یقیناً اس کے نتیجہ
 فرق ہے و بیان مشرک کتابی اور مشرک غیر کتابی کے اور ماباخذ آیت سے اس کے اور کہنا ہوئے کہ غیر کتابی
 کا ہے اور کیا انفصاری نے کہ یہ صحیح تھا اس کا ہے اور تحقیق کہ کیا ہے کہ فاعل ساتھ خدا کا بیاد ہے نہ یہ صحیح اور غیر
 کے دو گروہ نہ یہی ہو و اور انفصاری نے نہ ہمارے ہو و اور انفصاری کے کہا ابن ہمام نے اور ہو و ہمارے ملک کو
 بقصر فتح کر دیا ہے میں سبب تفریق خدا تعالیٰ کے اس سے اور ساتھ توحید کے اور اسے پر انفصاری نے موقوف کیا
 لیے اور کہ مراد اس کو کہ تصحیح کرتا ہے ساتھ آیت کے اور جو ذکر کیا گیا ہے قول حضرت علی کریم اللہ وجہہ کاشع
 و یہ انفصاری نے غلبہ کے و یہ کہانے اور و کی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کے تاویل کرتا ہے اور اسکی
 ہو کہانے بنو حارث انفصاری سے و یہ نہیں ہے اور طعام اہل کتاب سے چکے ہو کہ مراد و یہ
 اس کے ہیں وہ طعام انفصاری کا جو متعلق ہر صحیح ہے اور طعام اہل کتاب سے جو حلال ہے نہیں ہے اور
 آیت کریمہ طعام الذین او تو الکتاب حل لکم اور کی علت برداشت نہیں کرتی ہے اور چکے ہو کہ مراد و یہ
 طعام سے لے کے نزدیک یہ آیت مخصوص ہے اس طعام انفصاری سے اس کے کہ علت کو شدت جدا
 نیک کا وہ شرط ہے اور کاہ اختیار الایہ مختص ہے و یہ اور غیر من شیعہ الباری شرح
 صحیح البخاری میں یہ قوم ہے اما المقدور علیہ فلا یباح الا بالزوج اور اس کا جواز اس سے یعنی جو باوجود کہ
 قدرت ہے اور یہ نہیں بیاہ ہے کہانا اور سکا گر ساتھ زوج یا غیر کے بالاجماع خواری میں یہ ہے
 الجوسی اور نصرانی اذ ذہاب جلالی طعام مکرہ انا ما یجوز ان قال استریح لکم من السوق لان الجوسی شیخ
 والموقوفہ و انہی لانی لا یجوز لہ و انما یکل ذبیحہ لکم و انہی لانی جیسا کہ کسی مرد کو طرف

کھانے کے ذکر وہ ہے قبول کرنا اور کسی دعوت کا اگرچہ کہ وہ مجوسی یا نصرانی کہ خبر یا ہے میں نے گوشت کو
 بارگاہ سے اسلئے کہ جو سے دہشت کہتا ہے گلا گھونٹے ہوئے کو اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی
 ہے وچیر اور سکے لئے اور سلاسلے مین سے کہ کھانا ہے نصرانی وچیر مسلمان کا یا گلا گھونٹ و قتا ہے اور فداوی
قاضی خاں میں مسطور ہے وقال بعضم اذا علم الجوسی او النصرانی الی طعامہ یکملہ المسلم ان یأکل ان قال

انشریت اللحم من السوق لان الجوسی شیخ الشیخ والموقوفۃ والنصرانی لا یمسہ ولا یأکل ہذا یمسہ المسلم او یأکل
 بعض فقہانے جب بلائے مرد مسلمان کو مجوسی یا نصرانی طرف اپنے کھانے کے کہ وہ ہے مسلمان کے لئے
 نہ کہ کھانے کے اگرچہ کہ وہ مجوسی یا نصرانی کہ خبر یا ہے مینے گوشت کو بازار سے اسلئے کہ مجوسی سباح جائز
 گلا گھونٹے ہوئے اور چوٹ سے مارے ہوئے کو اور نصرانی مین ہے وچیر اور سکے لئے اور مسلمان
 مین کہ کھانا ہے نصرانی وچیر مسلمان کا یا گلا گھونٹا ہے چہ آدم فرما اگر نصا ہے شیخ ہی کہ مین قعودات او شیکہ
 سے ہے ترک شیعہ کا عدا اور ترک شیعہ عدا سے مخصوص ہے طعام اہل کتاب اسلئے کہ نزدیک مجبور
 کے ترک شیعہ عدا حرام ہے بہر جب حکم آیت کریمہ ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے لقمہ
ابن الکمال میں بدل میں آیت کے مرقوم ہے وانما ہر تحریم اکل لم یذکر اسم اللہ علیہ عدا کا ان ترک

التسمیۃ وشیاء اور قال ابن عیاش ووجاہۃ وروی عن ابی الدرداء وعبادہ بن الصامت وجامعہ من التابعین

انما مرقوم بقولہ قالے و طعام الذین او تو الکتاب حل لکم و اجاز و ذابح اہل الکتاب وان لم یذکر اسم اللہ علیہ

والاشیء ذلک منہ بل ہو تخصیص بروی عن علی عایشہ وابن سمران الایۃ محکمہ ولا یجوز لہما ان تأکل ذبا یحرم

الانما ذکر اسم اللہ علیہ یعنی ظاہر اس آیت سے حرام کر دیا ہے اوس جانور کے کہ انیکو کہ وقت ذبح کے اوپر

نام اللہ کا ذکر کیا گیا ہو عدا بہر ترک شیعہ کا یا مسلمان اور ساتھ اس کے خال ہو اسے ابن عیاش اور ایک جامع

اور روایت کیا گیا ہے ابی الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور ایک جامعہ تابعین سے کہ یہ آیت منوش

ہے ساتھ قول اللہ قالے و طعام الذین او تو الکتاب حل لکم کے اور جائز کر دیا ہے اس جامعہ سے

ذبایح اہل کتاب کو اگرچہ نہ ذکر کیا جائے نام اللہ کا او نہ اربعین نام رکھتے ہیں ہم اسکو شیخ بکر بن

سیدہ اور روایت کیا گیا ہے حضرت علی اور حضرت عایشہ اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے کہ روایت

محکم ہے اربعین جائز ہے ہمارے لئے کہ کہائیں ہم ذبایح اہل کتاب کے کہ وہ ذبایح کہ ذکر کیا گیا ہو
 نام اللہ کا او نہ اور ہر ایہ مین مسطور ہے وان ترک الذبایح استیمہ عدا بالکوجہ مدیۃ لا توکل وان ترک ما شایا

توکل و قال الشافعی اکل فی الوجہین و قال مالک لا توکل فی الوجہین و سلم و الکلبانی فی ترک التسمیہ سوانہ اور
 اگر ترک کیا تو کبریا سے ہے تسمیہ کو پس فوجیہ میں ہے نہ کہا یا چاہے اور اگر ترک کیا تسمیہ کو ہو کہ کہا یا چاہے
 اور کہا شافعی نے کہا یا چاہے دونوں صورتوں میں اور کہا مالک نے نہ کہا یا چاہے دونوں صورتوں میں
 اور سلمان و کلبانی دونوں ترک تسمیہ میں برابر ہیں اور عینی نے شش کفر میں کہا ہے و سلم و کلبانی
 چہ سوانہ یعنی سلمان اور کلبانی دونوں ترک تسمیہ میں برابر ہیں اور و المختار حاشیہ و رحمہما میں مرقوم ہے
 و الاصل فوجیہ میں تھوڑا ترک تسمیہ مسئلہ الکتا یا النفس بالقرآن و لا تعشاء و الاجماع من قبل الشافعی علی ذلک و انما کلان کلا
 فی النہاسی و لہذا قالوا لا یسبح فیہ الا بجماع و لوقتی الشافعی بکوازیہ لایفتد اور نہیں حلال ہے و تسمیہ اور سکا جسے عدا
 ترک کیا تسمیہ کو مسلمان ہو یا کفار یا یہ سب نفس خیر ان کے اور سبب الفقہاء جماع کے اوستے جو پہلے تھے
 شافعی سب سے نہ حلال ہوئے و تسمیہ تارک التسمیہ عدا پر اور سوا ان کے نہیں کہ تھا خلاف ہوئے والے میں بلکہ
 اسی پہلے کہا ہے حلال ہے کہ نہ سنا جائے اس میں اجتہاد اور اگر حکم دے تھے فاضی ساتھ جائز ہوئے ہے اسکے
 پہلے کے تو نافذ نہ ہو حکم فاضی کا بوجہ جسکے کہ حالت موقوف فوج پر ہے وہ چیز نصارے کے میان کی کہ
 غالب حال ان کے سے عدم فوج اور ترک تسمیہ ہے نہ کہنا چاہیے مگر یہ کہ معلوم ہو چاہے کہ انہوں نے
 ہو کہ لفظ رکازہ شرعی بہ تسمیہ فوج کیا ہے خطاب نے شرح معنی جلی و لہذا وہیں بذیل حدیث حاشیہ
 کے کہ در باب گوشت نو مسلموں کے الی یہ ہے کہا ہے فیہ دلیل علی ان التسمیہ غیر شرعی الذی لا تاتوا کثرت
 شرعاً لم یستحب الذبیحہ بالامر المشکوک فیہ کما عرض الشک فی نفس الذبیح فلم یعلم بل وقت الذکاة المتعذر لا
 یعنی اس حدیث میں دلیل ہے ابھر کہ تسمیہ غیر شرط ہے فوجیہ پر اسلئے کہ تسمیہ اگر ہوئے شرط نہ میباح ہو تا
 و تسمیہ ساتھ امر مشکوک فیہ کے اسلئے کہ عرض کیا تھا چاہے کہ کہ ہو کہ معلوم نہیں ہے کہ ذکر کے ہیں فوجیہ
 پر تمام ائمہ کا یا نہیں باوجود اسکے آپ نے اور کے کہنا نیک حکم فرمایا جیسا کہ پیش آئے شک نفس فوج
 میں بہرہ نہ جانا چاہے کہ آیا واقع ہوئی ہے ذکاة معتبر یا نہیں تو میباح نہیں ہوتا ہے فوجیہ اور مقتدر
 معالہ التفریق میں مرقوم ہے ولو کان التسمیہ شرطاً لا باء لیکن الشک فی وجوبہ مانعاً من اکتسابہ کالشرک
 فی اصل الذابح اور اگر ہوئی تسمیہ شرط واسطے نیا حجت کے تو ہوتا شک وجوب تسمیہ میں مانع کلبانی و تسمیہ سے
 مانعہ شک کے اصل فوج میں اور تو اصل میں مسئلہ ہے لیکن ابو مطیع عن نصرانی و عارض خلا اسے
 ملعام و قال الترمذی الحم من السوق انما کلمہ قال ابو مطیع سالت ابن ابی عروہ عن ذلک قال کل ذلک

[illegible]

نورۃ جو کتاب ہے یہ صحیح بخاری کا حصہ ہے اس کے حصہ میں سے کچھ حصہ ہے
 کلام الی کتاب فیشریک حرمت شریعہ مرہ سے خوشگیاں کے طلال اور یہ سنا ہے اور اس کے کہنا ہاں
 بیچ سے خود ہم اور کچھ بیچہ بالادراؤنیں کا پکا یا ہوا ہے اور کس ماورین جابر و مباح سے خود اور اس کے
 بیان جاکر ماورین خود ہم کی کہ ماورین خود ہم اور الی کتاب ایک جگہ ساتھ ساتھ کہ ماورین باور و کما قسم خود ہم
 سے ہوا یا قسم خوب و غیرہ وغیرہ اس سے عدا میں دو طرح سے کلام ہے اول یہ کہ کلام الی کتاب ایک
 اس ایک اور اس زمانہ کے نصاریٰ کا اگر قسم خود ہم سے عدا اور کماورین پختہ یا غیر پختہ سے کہ جنہیں خطہ
 خود یا اور کماورین یا سات ممکن ہے یہ معلوم ہونا کہ حرمت شریعہ سے نہیں ہے و شواہد اس کے کہ غالب
 اور کماورین فریق اور ترک تیسرے اور الی خبر اور شہد خبر اور شمال اور حرمت اور کماورین کا ہے اور جبکہ حال
 اور کماورین سے اپنے اور ہذا ان چیزوں کو کماورین اور پاک سمجھتے ہیں تو ان کو اپنے اس قسم کے کماورین کا ان چیزوں
 کے خلاف کماورین سے بچانا کیا ضروری ہے میں نظر اون کے غالب حال کے اس کہ ان کے حرمت شریعہ سے
 خود ہم کا حکم کو کماورین ہو سکتا ہے وہ ہر کے بغرض علت طعام الی کتاب عموماً اس کے بیان جاکر کہنا اگرچہ
 خود ہی کی راہ سے ہے تو اس کے ابا حب میں کلام ہے کہ حکم اور حکم دوستی رکھنا ہے ساتھ الی
 کتاب کے اور علی بن القیاس حال ہے ان کے ساتھ بیہ کے کماورین یا مخصوص ہمارے ملک کے کماورین
 کے ساتھ کہ دوستی ہی کی راہ سے ہوتا ہے اور یہی محل نزاع ہے اور جناب سے خود بخاری صاحب
 نے خود صفحہ ہم میں لکھا ہے فی السنۃ می سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن طعام النصارى فقال لا تأخضروا فیہ

طعام نصاریٰ ان سے سوا حدیث سے ترمذی اگرچہ نصیحت طعام الی کتاب کی سمجھا ہے لیکن
 ظاہر ہے کہ اس حدیث میں منع ہے کہ اس نے طعام نصاریٰ سے سبب مشابہت کے ساتھ نصاریٰ
 میں ترمذی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا یہ ہے کہ نہ چھیرے دل میں نہ ہونے
 کے سبب است او س طعام کے کہ مشابہ ہوتا ہو تو او میں نصاریٰ کے
 سبب ملی بنے شیعہ جامع ترمذی میں لکھا ہے قال ابو موسیٰ الدیلمی انہ منع و ذلک انہ سالت

عن طعام النصارى فقال لا تأخضروا فیہ قال ابو موسیٰ الدیلمی انہ منع و ذلک انہ سالت
 عنی کہ ابو موسیٰ مینی نے کہ یہ منع ہے نصاریٰ کے طعام سے اور یہ اس کے کہ چاہا یا طلب مینی اور حضرت
 سے طعام نصاریٰ کے کہ اس نے سے سولن میرا ہے کہ نصاریٰ نے ارادہ فرمایا ہے اپنے ہول

لا یحلون فی وقت کی طعام مضاعت الصغیرۃ سے اور جس کے جواب میں کہ ترک کر کے ہرگز نہ کرے اور نہ کھائے
 کہ جو کھانا کہ مشابہ ہو تو بسبب اس کے کہ وہ نقصان دہ ہے کے حرام ہے یا حلیت ہے یا مکروہ ہے اور
 ابو یوسف نے شرح جامع ترمذی میں لکھا ہے یعنی التزوید میں کو وہ باخا یا مستوحا یا ذابیت یا کلبہ یا
 بعد ذلک میں اقسام المنوع لا یأخیزہ ولا یأخیزہم یعنی بان ینایق الحلیت لا یأمنہ الاذن وانما یناسب المنع
 یعنی نفسی تزوید کی درمیان ہوئے طعام نصاری کے مباح یا منوع جب ہے کہ ثابت ہو چکا ہو منع اور تزوید
 اور ثابت ہوئے منع کے درمیان اقسام منوع کے کہ حرام ہے یا مکروہ یا بین منافی ہے یعنی تزوید کے
 مباح اور منوع ہوئے میں اور اسے لئے جزم کیا ہے بعض شارحین نے اسے اس کے کہ ینایق حدیث
 مناسب نہیں ہے اور اس کے اور اس کے میں کہ مناسب ہے منع کے اور مجموع البیاض میں منکر
 ہے قالہ فی من سالہ عن طعام النصارى کما ذکرہ او لا یحلون فی فلیک شک الی انما یثبت بہ النصارى
 حرام اجمیت او مکروہ و ذکرہ ابو یوسف فی کما ذکرہ علیہ والامام رحمہما قال یعنی انہ لطیف و ینایق و حدیث لا یأمنہ
 و ما یأمنہ انما یثبت بہ لا یحلون فی حدیث کہ طعام مضاعت الصغیرۃ کو اس وقت کہ ہو چکا ہوئے انحضرت سے
 طعام نصاری سے ہو گا ان سیرا یہ ہے کہ مراد یا انحضرت سے اس قول سے یہ کہ نہ حرکت کرے نہ سیر کرے
 ولین شکا بہن کہ وہ کھانا کہ مشابہ ہو تو بسبب اس کے ساتھ نصاری کے حرام ہے یا حلیت یا مکروہ
 اور ذکر کیا ہے اسکو برہن سے خارج مملہ اور لام میں سیر کیا اسے ہر دے سے یعنی وہ کھانا لطیف ہو
 اور ینایق حدیث کا نہیں مناسب ہے لطیف ہونے کے باقی محل اسکا جو غیاث سید احمد خان
 صاحب نے اسی صفحہ میں قماوی عالمگیری سے اور فتح مہر المغان سے نقل کیا ہے
 وہ طعام ہے کہ حلال ہو یا اور غیر مختلط ہو یا اسکا اجزائے اور تجنات متیقن یا متشکوک ہو اور کھانا اور اسکا
 ان کے ساتھ میٹھے کے اور بطور دوستانہ طور سے متبرع ہو یا حال کا حرام ہے اور یا کہ کانا پاک سے ہمارے
 ملک کے نصاری کے کھانے میں لے جو وہ سابقہ و شوار ہے اور جناب سید احمد خان صاحب
 نے جو صفحہ میں لکھا ہے کہ جو شے کہ در محل حلال ہے وہ کسی کے بھی جوئی ہو اور کسی کی کار
 ہوئی جو یا با عاریہ بنیں ہو کسی جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا ان کے مہمان کی کار
 ہو کھانا داخل و با ہے انتہی بنو جسے کہ در محل حلال ہو جو عجمی و عجمی واسے اور کھانے
 و شے کی باقی باقی حکم فتن استفاد غالب خالی ہے کہ جو حرام اور ناجائز نہیں ہو سکتی ہے کہ نہ

سہریت میں اس کی کما دی ہونا چہ حلال ہے شہتہ اور متبع ہمارے حرام اور ناجائز کے بڑا ہے اور چنانچہ
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ ہی بھونی ہوئی ہو وہ دیر کی کمانی ہے اور میں یہ کہتا ہوں اور اللہ اس میں
 اہمیت ہے کہ آنحضرت کو یہود کا حال معلوم تھا کہ وہ بدولت افزہ کے نہیں کہلاتے ہیں اور وقت نبی کے
 نام نہا کا لیتے ہیں اور وہ صرف کو لوں پر رکھ کر بونی گئی تھی اور کسی برتن میں ڈال کر پکائی نہیں گئی تھی کہ
 اشتباہ احکامات و احکامات یا سبب اسات کا اور میں ہوتا علاوہ برین یہود و خنزیرین کہ اسے ہیں اور شہاب کے
 پینے کو مکروہ ہے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب جو مختصر میں لکھا ہے کہ حلال
 چیز کو اگر ایک جگہ بیکیہ مسلمان اور مشرک ہی چہ جگہ یکہ اہل کتاب کہاتین کو وہ چیز حرام اور ناجائز نہیں جاتی
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کو یہی اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلایا ہے اس سے سہی حال چیز اگر چہ
 اس وجہ سے غی لغتہ حرام نہیں ہو جاتی ہے لیکن گمانا اس وجہ پر ہے شہتہ حرام اور ناجائز ہو چکرے
 جواز انہو وجہ کے ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے موجب اہل الدیاع کے حلال ہے لیکن بروز جمعہ بعد ہو جائے
 اذان جمعہ کے حرام ہے اور ایسی ہے وہی زلزلہ و متکوہ سے حلال ہے لیکن وقت حیض اور نفاس کے
 حرام ہے اور ایسی ہی نماز بیچگانہ فرض ہے لیکن زمین منسوب میں حرام ہے اور کمانا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کا کافروں کو ساتھ بیٹھا کر کسی نواہت صحیحہ معتبرہ سے ثابت نہیں ہے اور وہ جو جناب
 سید احمد خان صاحب نے اس مختصر میں مرطالپ المؤمنین سے نقل کیا ہے
 اور روایت کے ثبوت میں کلام ہے مدعی صحت پر اثبات اسکا لازم ہے اور جناب سید احمد خان صاحب
 سے جو مختصر میں لکھا ہے حلال چیز کو اگر مسلمان اور اہل کتاب یا کافر ایک رکابی میں کہاتین
 یا ایک کا جوٹا دوسرے کا کمانے غیر طہیکہ کہانیکے وقت اور کمانہ ہونہ شراب یا اور کوئی جسم حرام چہ پیر میں
 آلودہ نہ تو وہی اس چیز کا کمانا حلال و جائز ہے کیونکہ ہم مسلمانوں کے مذہب میں یہ مسئلہ مسلم
 الثبوت ہے کہ سورہ الانسان طہر استے سو ایک رکابی میں کمانا کہ وہ کھلتے سے محل نزاع ہے
 اور دلائل اس کے مندرجہ پر قائم ہیں چنانچہ بعض ائمہ میں سے اور معلوم ہو چکی ہیں اور مسلمان کو کافر کا جوٹا
 کھانے کے لئے ساتھ سورہ الانسان طہر کے دلیل لانا صرف عوام کو یہود کا دینا ہے و میان طہارت اور
 جواز اس کے کیا ملازمت ہے بہت چیزیں طہر میں اور کمانا اور کافرت میں ہے دیکھو جس طرح طہر
 اکول اللحم کا سوای تحریر اور آدمی کے بعد زکاۃ کے ظاہر ہے اور کس طرح گوشت جانور غیر ماکول اللحم کا

سوائے اہل باوجود چھڑ کے کھاتے سے نزدیک ہوتے کے ظاہر ہے لیکن لکھنا اس پر سے کہ مولوی کو شہید کیا
 کسی کے نزدیک جسے نہیں ہے مہمان کو کھانا کھانے کو دیتا ہے کہ نہیں دینا دیکھتے
 مسلمان کی ہے اور تعظیم اور تکریم کا فرق اور اہل اسلام ہر مہمان کو دینا دیکھتے اور تعظیم مسلمان کے بارے
 جناب سید احمد خان صاحب نے نام مولیٰ سے لکھا تھا عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت
 میں نقل کیا ہے حکم طعام الکفایہ میں اکثر کتب مع اکثر کتب سے سفر قمر دینی اور رسم الکمال مع
 نجوم شکر کا نسخہ پڑا والی تہہ و تفسیر بالجمہات کا شمار البتہ وغیرہ اور مرتبہ لکھنؤ میں مسلم
 دیکھنا ہے الایہ الی اہل فہم اسلام خالیہ میں انجاستہ طان و لکھنا کہ مہتمم فی شمار ہمدان خلافت بنو امیہ
 اقویٰ کا بشرط الطاریہ اس سے سوال اس کے نص میں کلام ہے اور برزخ میں بہت معنی دینی خلا
 الی حشر کے یہ ہیں کہ اگر خالی ہر طعام کھانا ان مقاصد سے تو وہ طعام مباح ہے بشرط طہارت کے
 نہ ماکلت ساتھ اس کے اور جناب شام صاحب جو اکت کو بیان کیا کہ مباح لکھنوی حالی لکھنوی فتح اعزیز
 میں یہ تفسیر لکھ کر میرے کو تو بہن فیدہ ہونے کے کہتے ہیں کہ اصل عبارت اس کی نام اپنی کتاب میں لکھ کر
 ۳۳ میں ہم نقل کر چکے ہیں اور ترجمہ اس کا یہ ہے بہر حال موافقت شکوک کے ساتھ گویا ہر مہتمم
 ہو رہا ہے عام کلیہ میں خلل نکالتی ہے اور استحقاق اجر غیر ممنون میں قبح کئی سنہ چنانچہ حدیث
 شریف میں وارد ہے کہ جب ملاقات کرے تو ناجر سے تو ملاقات کر تو اس سے ساتھ نہ شری
 کے اور حقائق التعمیل میں مذکور ہے کہ سہل بن عبداللہ تفسیری فرماتے تھے کہ بہت
 درست کیا اپنے ایمان کو اور خالص کیا اپنی قوم کو تو وہ نہیں اس کا کتاب ہے ہند سے ہند
 ہند ہے ساتھ مبدع کے اور نہیں کہتا ہے ساتھ مبدع کے اور نہیں کہتا ہے ساتھ مبدع کے
 اور ظاہر کتاب ہے اس مبدع سے اپنی طرف سے عدالت اور جو مانت کرتا ہے ساتھ مبدع کے
 حسین بنت ہے المدقعات اس سے شیرینی ایمان کی اور جو دوسری کہتا ہے مبدع سے نکال
 لیا ہے المدقعات ایمان کا اس کے دل سے لینے مرد صحیح ایمان کو چاہئے کہ ساتھ ہل بہت ہے
 آتش بکری اور ہم نشین اور ہم کا سہ اور ہم کو لہو اور کھانا ہوا جو ساتھ اپنی بہت سی کے دوستی پیدا کرے
 نور ایمان کا اور اس کی شیرینی اس سے لی لینے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو
 صحت کے میں لکھا ہے کہ ایمان کا مین لفظ اہل کتاب کا ایسا ہے اس سے یہود و نصاریٰ ملزم ہیں اور

اور اس آیت میں جو لفظ الذین اور تو الکتاب آیا ہے اُنہیں بھی یہود و نصاریٰ سے مراد ہیں چنانچہ مفسرین
 میں لکھا ہے و لعمریہ الذین اور تو الکتاب یہود و نصاریٰ اس لئے سو مقصود ہو و شہید اوسے کا یہ نہیں
 ہے کہ اہل کتاب کا اس زمانہ کے اکثر یوں پر صحیح نہیں ہے اور اس قسم کے مذہب واسطے زمان
 نزول قرآن میں موجود نہ تھے بلکہ مراد وہی یہ ہے کہ الذین اور تو الکتاب سے جو طعام الذین اور تو
 الکتاب میں نصاریٰ سے اس مذہب واسطے خارج ہیں اور مراد اس آیت میں وہ اہل کتاب ہیں کہ
 جنگی عادت تسمیہ کے وقت فوج کی تھی اور وہ موجود ہیں یہود و نصاریٰ سے ہیں جسے تھے سو یہود و
 اس سب توضیحی سے کہ قائل ہیں اور غیر کی الوہیت سے منکر اور اس کے عقاید میں اور مسلمانوں سے
 عقائد میں نسبت حضرت عزیز کے کچھ فرق نہیں ہے اور نصاریٰ کے بھی بعض فرق ہیں لیکن
 اکثر فرق نصاریٰ کے انبیاء سے کہ قائل ہیں اور قول بقیادی کا کچھ منافی کلام ہو و کے نہیں ہے کہ
 مقصود بقیادی سے اہل کتاب نسبت یہود اور نصاریٰ سے دونوں نوع کی ہے نہ نسبت اصناف دونوں
 نوع کی سو موقوفہ تعلیم اول کا قائل ہے اور تعلیم ثانی سے منکر باقی صفحہ ۱۳ میں جو کتاب سے نقل کیا ہے
 و قیل جمع طعامم و استوی فی ذلک جمیع النصاریٰ اس لئے سو وہ مقولہ قائل قبل کا ہے ہو و اس کو
 تسلیم نہیں کرتا ہے اگر مود و تقلید علماء کرام اور اس کو یہ بھی گنجائش تھی کہ کتاب الذین اور تو الکتاب سے
 مراد وہ اہل کتاب ہیں کہ جو ایمان لائے ہیں اُنہیں سے جیسا کہ عبداللہ بن عمر نے و احصاء من الذین
 اور تو الکتاب میں فرمایا ہے سلطان مومنین اہل کتاب کے کہ اسے میں شہید کرتے تھے لہذا اللہ تعالیٰ
 سے شرف ناک اور کا کھانا تاکو حلال ہے اور تمہارا کھانا او کو حلال ہے اور غالباً منکر تقلید امکا جواب وہ نہ ہو سکتا
 مگر فیضہ زبردنی یہود سے ہو و اس کے جواب میں کہتا کہ یہ قصہ نزول الانا کہ تم سے پہلے کا ہے یا کھانا
 کہ اس سے بچ مساکو کو لایا ہو و اس سے اہل کتاب جو ادھر دیت میں کہ نسبت فوج ہی او یک طرف ہو و ان میں
 ہے اور اس میں ہر بالذبح اس کو گنجائش تھی کہ کتاب و طعام الذین اور تو الکتاب لافہم سے منفعہ ہو و اس سے
 صاحب نے جو صحیح ہے میں لکھا ہے جو لوگ اپنے نبی حضرت موسیٰ با حضرت علی کے ہمت
 میں تھے ہیں بار و کمال جانتے ہیں اور اپنے تئیں یہودی یا عیسائی کہتے ہیں گو اس کے فعال
 اور عقاید سے ہے ہوں و انہیں میں داخل ہیں جن پر کتاب ادھر تھی اس لئے سو ہو و شہ
 اہل کتاب سے اول او کا داخل ہونا ہوا و عیسائی مومنین کچھ میرے قول کے منافی نہیں ہے مراد میرے عدم

دخول بان اگر نہ دیکھا اور نہ اہل کتاب میں چکا ذکر طعام الذین اولوا الکتاب بل کرم میں ہے دوسرے قریب اور میں
میں حکام منصوص میں بلاناہل اور نہ دیکھا ذکر طعام الذین اولوا الکتاب بل کرم میں ہے دوسرے قریب اور میں
دخول کرتا منصوص ہے جیسے قرآن کے احکام کا مانتے والے اور اس کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا
تا دیکھا جائے والیکہ مسلمان اور محمدی ہونا منصوص ہے دیکھا اور نہ دیکھا ذکر طعام الذین اولوا الکتاب بل کرم میں ہے دوسرے قریب اور میں
نصارے میں سے حرام کہا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ لے فرمایا ہے لانا کلا ذابیح نصرانی بنی
تغلب فانہم لم یتسکوا من النصرانیۃ یعنی الایسہدیم انحر یعنی نہ کہا ذابیح نصرانی تغلب کے
کہ انہیں نے نہیں تنسک کیا ہے نصرانیۃ سے ساتھ کسی چیز کے سو اس کے پینے شراب کے
اور خیاب میدا خان صاحب نے جو حصہ ۱۲ میں لکھا ہے کہ ہارے بیان کے فقہاء نے
انہیں نصارے کے ذبیحہ کو حلال بتلایا ہے جو تنکیت کے قائل ہیں اور صاف اسکی تصریح فرمادی
ہے کہ اگر نصارے وقت فرج کے نصیج کہیں لبس الدنئی ثالث ثلثہ تو وہ ذبیحہ حرام ہوگا
ورنہ حلال ملتے سوا اول اقوال فقہاء کے ہمیں مختلف ہیں سب فتا کا یہ قول نہیں ہے کہ ہمیں
ثلیث کا ذبیحہ حلال ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا دوسری اس تصریح فقہاء سے یہ نہیں پایا جاتا ہے
کہ جو نصارے تنکیت کے قائل ہیں انہیں کا ذبیحہ حلال ہے جو اس سے پایا جاتا ہے سو
ہے کہ جو وقت فرج کے ہوتا تنکیت کرے اس کا ذبیحہ نہ کھانا چاہیے کہ اسکا معتد ثلیث ہونا
معلوم ہو گیا اور جو وقت فرج کے اٹھا ثلیث نہ کرے اسکو محمول اور اعتقاد کو مید کے کر کے
اسکا ذبیحہ حلال سمجھ لینا چاہیے اور خیاب میدا احمد خان صاحب نے جو حصہ ۱۲ میں لکھا ہے
میں لکھا ہے کہ طعام کے معنی لغت میں گیہوں کے اور تمام کھانے کی چیزوں کے ہیں گوشت ہو یا نلہ
ہو یا کراں کتاب کے غلہ میں اور اس کے پاس جو گوشت ہوا اسکے حلال ہوئے میں تو کچھ شبہ تھا
نہیں بلکہ اگر شبہ تھا تو اس بات میں شبہ تھا کہ جس حلال جانور کو اہل کتاب سفیر کی کیا ہوا اسکا
گوشت بھی حلال ہے انہیں اور آیت وحکم الذین اولوا الکتاب اس کے حکم کے لئے نالی ہو
جہاں سے تمام مفسرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا ذابیح اور تمام کھانے کی چیزیں ہیں انہیں
سوا ہمیں کہتی مجھے کلام سے اول طعام کے معنی لغت میں گوشت کے کتب لغت سے کہیں
معلوم نہیں ہوئے ہیں ان لغت میں طعام کے معنی گیہوں کے ہیں یا کراں جو کچھ شبہ تھا

جو خوش بین آئے ہیں اور عرف اہل بخارین کیوں ہی کے ہیں اور بعضوں نے کجور کے کہے ہیں
 نہایہ جس طرح میں ہر قوم سے اطماع عام فی کل المقتات میں خطبہ و اشیر و اشیر و غیرہ و اطماع
 علی ما عدا کثیر الاستثنا بالان اطماع حصود بالمر لاد الغالب علی طمتم یعنی طعام عام ہے کل جبوب اور غلات
 کو جو خوش بین آتا ہے گیون اور جو کجور و غیرہ سے اور اطلاق کیا گیا ہے حدیث صحاح میں طعام لاسمہ میں
 سو گیون کے اور غلن پر سبب استثنا گیون کے اس حدیث میں مگر عالموں نے خاص کیا ہے طعام کو
 کجور کے اس لئے کہ کجور غالب ہے اہل حجاز کے کہانہ میں اور مجمع البحرین میں ہے مخرج صدقہ لفظ
 صحاح میں طعام ای ہر ویل ترویدو شعبہ لان البرقیل عندہم وقال اخیل ان العالی فی کلام العرب الی طعام

یعنی حدیث میں ہے کہ کھاتے تھے ہر صدقہ فطر ایک صاع طعام سے یعنی گیون سے اور کہا گیا ہے
 کجور سے اور یہی مشابہ تر ہے نہایت حق کے اس لئے کہ گیون کم ہے عرب الو سکے یہاں اور کہا خلیل نے
 کہ جڑ بڑا کام عرب میں یہ ہے کہ طعام گیون ہی ہے اور فقہی الارباب میں مسطور ہے یعنی طعام

جبوب ہا کول را طعام گویند و بعض گویند را خاصہ بدیل حدیث ابی سعید کما خرج مخرجہ انطونی عہد رحیل
 اند و نا عامن طعام او صاعا من اشیر و غیر طعام کیا یا آپ زمرہ ملتے اور تروی سے شمس
 مجمع مصنفین لکھا ہے ان الطعام فی عرفہ اہل حجاز اسم للخطۃ غامۃ یعنی تحقیق طعام عرفہ اہل حجاز
 میں اسم ہے اور اسے خاص گیون کے دو سرے ہو سکتا ہے کہ شہر ہو اس کے پاس کہ جبوب اور

غلات اور یہ وجاہ کے کہا ہے میں کہ یہ کمانا شاید بجزہ موالاٹ او مولات اولی منی عن ابی لوطی حاجت کے
 لئے و طعام الذین اولوا الکتاب ازل ہوئی ہو نہذا یعنی ایہ زبیر نے طعام کے اس آیت میں یہی تفسیر کے
 ہے اور اس کے پاس کے گوشت میں اور اس کے یہاں کے پختہ گوشت اور کمانوں میں تو بعد نزول

اس آیت کے اس صورت میں کہ طعام سے مراد جو ہے ہوا ہی تاکہ بہت شہی موجود ہیں کہ گوشت معلوم
 نہیں کہ جانور حلال کا ہے یا حرام کا پر وہ جانور نہ کی سہ یا نہیں اور ہر وقت ذکاہ کے تسمیہ اور غیرہ
 شروک ہی ہا کجور اور اس گوشت کے ساتھ خون ہی مخلو ط کیا گیا ہے یا نہیں کہ خون کو نہا رے کو باقی

ہیں اور اور کمانوں میں کوئی چیز حرام یا نجس مخلو ط ہے یا نہیں کہ ان کو بہت حرام چیزوں اور نجس
 چیزوں سے اجتناب نہیں ہے اور ہر جن برتنوں میں وہ کھانا پکا یا گیا ہے وہ نجاسات اور حرما ت و
 پاک ہے یا نہیں تفسیر کے مطابق اس مورد کے تفسیر طعام کے ساتھ صرف ذرا کج کی چاہیے نہ ساتھ

اور تمام کماؤں کی چیزوں کے چرستے کرباس قتل کا تمام مغیرین نے طعام کے معنی اہل کتاب کا یہ
 اور تمام کماؤں کی چیزیں لین میں عبارت تفسیر مشتاق پوری سے جو خدیجیاب سید احمد خان
 صاحب نے اسی معنی میں نقل فرمائی ہے ظاہر ہے کیونکہ طعام سے زباج اور تمام کماؤں کی چیزیں
 بعض مغیرین نے مراد لین جن جیسے کہ خبر اور فاکہ وغیرہ بعض ایسے زیدہ سے مراد لیا ہے اور اکثر مغیرین
 نے صرف زباج مراد لیا ہے عبارت تفسیر مشتاق پوری کی یہ ہے اکثر نون علی ان المراد بالاطعام الزیاد

لان قبل الاتی فی بیان الصید والذبايح والان ماسوی الصید والذبايح محلکة قبل ان کانت لابل کتاب و بعد
 ان کانت لحم فلا تتبعی التحصیص فانما ذکر من بعض ائمة الزیدیة ان المراد من الذبايح والکذا الکذا الکذا الکذا
 و قبل ان جمیع المطعومات یعنی اکثر مغیرین کے مراد ساتھ طعام کے ذبايح جن اسلئے کہ اقبل آیت صید اور ذبايح
 رہیں ہے اسلئے کہ ماسوا صید اور ذبايح کے طلال ہیں پہلے اس شے سے کہ اہل کتاب کتے تھے اور بعد
 اسلئے کہ اہل کتاب کے ہوجائیں تو مغیرین باقی ہے اسلئے کہ تحصیص کے سہیئے بنامیدہ اور منقول ہے
 بعض ایسے زیدہ سے کہ مراد طعام سے روٹی اور سبزی اور جو تمام بکاؤ نہ ہو ہے اور کیا گیا ہے کہ طعام شجر
 مطعومات ہیں اور نقش کبیر میں مرقوم ہے وفي المراد بالاطعام وجوه ثلثة الاول انه الذبايح والثانی

الثانی ان الذبايح اهل الکتاب اما الجوس غنقد من ہم شہد اهل الکتاب فی افتاء جزیة منہم دون کل دبايحهم و
 جمیع حصارہم و من علی رضی اللہ عنہ انہ سئل عن ذبايح نصاری بنی تغلب فقال لما کما لا اسم لیسوا علی
 النصاریة ولم یأخذوا منها الا شرب الخمر و بعد الثانی و عن ابن عباس انہ سئل عن ذبايح نصاری العرب
 فقال لا یاس بد و بعد اخذ ابو خنیفة والوہد الثانی ان المراد من الذبايح والکذا الکذا الکذا الکذا الکذا الکذا الکذا
 عن بعض ائمة الزیدیة الثالث ان المراد جمیع المطعومات والاکثرون علی القول الاول ورجو ان الذبايح وجوه
 اور مراد میں ساتھ طعام کے تین وجہ ہیں جن وجہ پہلے یہ ہے کہ طعام ذبايح ہیں یعنی طلال ہے کہ کما
 ذبايح اہل کتاب کا ابراہی بر مجوس سوجاری کہ کیا ہے ساتھ اسلئے کہ لایفہ اہل کتاب کا انجانہ یہ میں روئے
 کہ کما نے میں اسلئے کہ زیدہ کے اور کما کر نہیں کوئی عورتوں سے اور روایت ہے حضرت عی فی غزہ
 سے کہ ہوال کے گئے ذبايح نصاری بنی تغلب سے سو کما انہوں نے کہ نہ کما ذبايح نصاری
 بنی تغلب کے اسلئے کہ نصاری بنی تغلب نہیں ہیں نصاریت پر الدین لیا ہے انہوں نے
 نصاریت میں سے گریپے شراب کو اور ساتھ اسلئے کہ اخذ کیا ہے امام شافعی نے اور روایت ہے

ابن عباس سے کہ دو سوال کئے گئے ذیابح نصاریٰ عرب سے سوکھا اونٹوں نے کہ نہیں تو رہے
 ان کے ذیابح کے کہا نے میں اور ساتھ اس کے اخذ کیا ہے امام ابو حنیفہ نے اور وجہ ثانی یہ ہے کہ مراد
 نظام سے روٹی اور میوہ اور جو چیز کہ نہ احتیاج ہو اس میں طرف ذکاوت کے اور یہ منقول ہے بعض راہبہ زید
 سے اور وجہ تیسری یہ ہے کہ مراد طعام سے سارے کھانے کی چیزیں ہیں اور اکثر مفسرین پہلے قول پر
 ہیں اور ترجیح دیا ہے علمائے اس قول کو خند و جوں سے اور جناب **سید احمد خان صاحب**

نے جو صفحہ ۱۸۱ میں عبارت تفسیر نفیاً لپوری کو یوں نقل کیا ہے وعن بعض ائمة السیرہ
 ان المراد هو الخبز والفاكهة والاحتیاج منه الذکاوة اس لئے اور پر ترجمہ اس کا حاشیہ پر یہ لکھا کہ سر اس میں یہ ہے

کہ مراد طعام سے صرف روٹی اور میوہ اور وہ چیز ہے کہ حاجت ان کے ذبح کی نہیں ہے اس لئے کہ
 لطف کی بات سمجھا کہ امیر الزید پر کو انید السرب پر کہ ترجمہ اس کا یہ کہ مراد اس میں یہ ہے اور کہ مطلب کو نہ سمجھا
 کہ کیا ہے اور جناب **سید احمد خان صاحب** نے جو صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ وہی قصائی
 اور وہی ذیابح جو میوہ سے کھانے کے جانور ذبح کرتے ہیں وہی انگریزوں کے یہاں ذبح کیا ہوا گوشت و پیچ
 ہونے لگتے سو ہمارے قصائی تو ان کے گوشت و مینے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ یہ گوشت کچا
 ہوا وہی ہمارے قصائیوں کا دیا ہوا ہو کیونکہ اس کے یہاں کا گوشت ہتھوڑ گوشت ہمارے قصائیوں
 کے دستہ ہوئے پر نہیں آئے ان کے یہاں گوشت سو کا بھی پکتا ہے اور وہ ہمارے قصائیوں کا دیا ہوا
 یا کھنڈ نہیں ہوتا ہے تو جیسے سو کا گوشت ان کے یہاں کا دیا ہوا پکتا ہے ویسے ہی چوٹ
 سے اور گا کھونٹ کے مارے ہوئے کا اور متروک اس میں عا کا بھی گوشت ان کے یہاں پکتا ہے

پھر جناب **سید احمد خان** نے جو اسی صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ طعام اہل کتاب تبصیر
 خدا تعالیٰ نے ہم پر حال کر دیا ہے اور یہ بات کہ وہ ذبح ہوا ہے یا نہیں اشتہار ہی اور اصول
 کا مسئلہ ہے کہ یقین شہدہ سے زائل نہیں ہوتا ہے لہذا جو جب کہ مراد طعام اہل کتاب
 سے وہی اہل کتاب سے ہو چکا کہ مذکور ہونا معلوم نہ ہو وہ اس طعام اہل کتاب سے کہ بعض
 صریح خدا تعالیٰ نے ہم پر حال کیا ہے کیونکہ ہر کتا ہے پس ایسے طعام کی حلت کا قائل ہو جانا امر
 مشکوک پر یقین کر کے اس کو مورد نص نہیں دیتا ہے اور دوسرے صفحہ ۹۱ میں عبارت معالہ
 انسان خطابی اور تفسیر معالہ الشریعہ کی تفسیل کرتے ہیں اور اس کا صاف معلوم ہوتا ہے

کہ جس جانور کا بیج مشکوک ہو اور سپر حکم حلت کی جاری نہیں ہو سکتا ہے چہ جائیکہ حاکم ان اہل کتاب
 سے معلوم ہو کہ بیج نہیں کہ ہے ہرگز کہ بیج میں طبع مستفاد غالب حال ہے مرجع جاننا بیج نہ ہوگا ہرگز
 بالخصوص کاج جو نے نہیں ساتھ طعم ملت اس طعام کے انا کہ کسی یقین کا شبہ سے نہیں ہے تاکہ نہ ملے
 قاعدہ اصول کی لازم آئے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو حصہ ۱۱ اور ۱۲
 ۱۲ میں لکھا ہے اور ابو داؤد میں باب اسم لادری اور اسم الدریہ ام لا حضرت عائشہ سے
 یہ حدیث مذکور ہے انہو قالوا یا رسول اللہ ان ثوبا علیہ عید مجاہد یا تو ثوبا لیجان لا ینقی اور واسم الدریہ
 لیس لم یزکوا اکل منہا فقال رسول اللہ صلو علیہ وسلم وکلوا اگر یہ حدیث نو مسلموں کے باب میں ہے
 لیکن جب اہل کتاب کا بیج کیا ہو گوشت کھانا یا سیاہی درست ہے جیسا کہ مسلمان کا تو اور سوقت ارباب
 کے نہ معلوم ہونے سے کہ آیا موجب قاعدہ کے بیج ہوا ہے یا نہیں اور سکا کھانا یا بیج نہیں ہے
 مانتے سو بیج کیے ہوئے اہل کتاب کا حال ہونا مانند بیج کئے ہوئے مسلمان کے مسلم ہے لیکن
 ایسے وقت کہ بیج ہو ناو سکا موافق قاعدہ اہل اسلام کے معلوم ہو اور موجب کہ اور سکا بیج ہونا قاعدہ ہوا معلوم
 ہو تو وہ مانند بیج کیے ہوئے مسلمان کے کیونکہ ہو سکتا ہے مسلمان کا بیج کیا ہو یا غیر حال یہ جو صورت حال
 علم خاتم النبیین ائمہ اسلامیہ پر معمول ہوگا کہ مسلمان کے فعل کو حتی الامکان مل صحیح چل کر نا چاہتے نہ اندیشہ
 نے اس حدیث عائشہ کی شرح میں لکھا ہے فیہ ان ہو کبر المسلم لیکل وکل علی اندی ان اہل اللہ بنی
 کل شئ الا اخرج حتی نہیں خلاف ذلک ذکرہ ابن حجر فی فتح الباری اس حدیث میں ہے کہ جو جانور حلال
 کہ بیج کیا ہو اور سکا مسلمان نے کھایا جو دے اور چل کر یا جو دے اس پر کہ اوس مسلمان نے نام اس کا وقت
 بیج کے ذکر کر لیا ہوگا اسے کہ مسلمان کے ساتھ گمان نہ کرنا جائے کسی کام میں مگر نیک نا ائمہ ظاہر ہو
 خلاف اس کا ذکر کیا ہے اس کو ابن حجر نے فتح الباری شرح صحیح البخاری میں اور ابن
 حبان نے کہا ہے کہ شاید حضرت ابو کو حال اور نو مسلموں کے تسمیہ کا معلوم ہو اگر یہ سائنس کو معلوم
 تھا نہ اندیشہ حضرت نے اس کے لائے ہوئے گوشت کی کھانیا حکم فرمایا ابن حوزی نے تحقیق میں
 لکھا ہے والظاہر انہم کانوا یسرون لثنتہ او ظاہر یہ ہے کہ وہ نو مسلم تھے ذکر کرتے نام خدا کا وقت
 بیج کے علاوہ برین اہل کتاب کے پاس کے گوشت میں تو اشتباہ نفس بیج میں ہے کہ آیا بیج ہوا
 یا نہیں اور نو مسلموں کے گوشت لائے ہوئے میں نفس بیج کا شک نہ تھا بلکہ صرف ذکر نام خدا اور

اوس کے نزدیک کاشیہ تھا لہذا اس میں بنے خدمت میں آنحضرت کے یوں عرض کیا کہ لاندی اگر وہ اس میں علیہ
ام نہ ہو تو اور یہ نہیں کہ لاندی اوسچو یا ام لم یذبحوا اور شرک و تسمیہ مختلف فیہ بخلاف غیر ذی روح کی کہ بالاجماع
حرام ہے اور حمل عبارت عالمگیری جو صفحہ ۱۶ میں منقول ہے وہ جانور ہے کہ ذی روح ہو یا اوس کا بچہ
بشرعیہ معلوم صرف تسمیہ کاشیہ ہو اور وہ اہل کتاب کی حکمی غایت و بیح اور تسمیہ کی ہونی نہ نصارے کہ عادت
اوسکی بیح اور تسمیہ کی نہیں اور خیاب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۱۶ اور صفحہ ۱۷ میں
لکھا ہے اہل کتاب کا ذبیحہ ہمارے لئے خدا تعالیٰ نے حلال کیا ہے پس جس طرح کہ اوان کے
نزدیک اور اوس کے مذہب میں جانور کے ذکاوت درست ہے وہی اوان کا ذبیحہ سمجھنا اور اوس کا کھانا بھی سمجھنا
مسلمانوں کو حلال ہے یہاں تک کہ اگر اہل کتاب کسی جانور کی گردن ٹوکے مار ڈالے یا سپر مار دے اور اناؤ کا ذکاوت
بیچے ہوں تو ہم ظالموں کو اوس کا کھانا درست ہے اتنے سوچنا تعالیٰ نے طعام اہل کتاب کا حلال
کیا ہے اور علماء اہل سنت نے طعام سے ذبیحہ مراد کیا ہے اور بیح کے لئے ذبیحہ مراد نہیں
جو شرعی اسلامی نہیں ہیں بلکہ اوس معنی اگرچہ نصارے وان معنی کو بیح کہتے ہوں جیسے کہ کھجور خوت کتا یہ
سمجھنا وہی معنی کہ حلال ہے کہ جو شرعی شرع اسلامی میں کھاج کے ہین نہ کسی اور معنی کہ اگرچہ طعامی اوس کا کھاج
نہیں جو ان میں جیسے کھاج، سلیمان کا کتابیہ سے بدن ارکان اور شرط کھاج اسلامی کے جائز نہیں ہے
وہی سہی، سلمان کو کماؤ بیح اہل کتاب کا بیرون شرط اور ان کا بیح اسلامی کے جانور نہیں ہے اور جیسے
نے ذبیحہ اہل کتاب اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم سے حلال کیا ہے یہی ہے
خود تعالیٰ نے جس ساتھ نام غیر خدا کے بیح کیا جائے اگر گردن ٹوکے یا چوٹ سے سر ٹوکے یا باجائے اوسکو
اہل اسلام کے لئے آیت کریمہ حرمت علیکم المیتہ والدم وحمیم الخ مراد اہل غیر اہل اسلام کے لئے حلال ہے

سے حلال فرمایا ہے یعنی حرام کیا گیا ہے کہ پر مردہ جانور اور خون اور گوشت سور کا اور چسما نام غیر خدا
کے بیح کیا گیا اور کلا گوشت کرا گیا اور چوٹ سے مارا گیا شرع الاسلام احمد بن محمد بن سلیمان نے کتاب
شرح شایب کفار میں لکھا ہے فلما تارض النعم المحاط وہو قولہ تعالیٰ والایہل الذین اوتوا الذم والدم وحمیم الخ
قولہ تعالیٰ طعام الذین اوتوا الکتاب اختلاف العلماء فی ذلک، والا شیعہ بالکتاب والحدیث اول علیہ کثر کلام
احمد بن حنبل والکان بن: اخری احوال میں یہ ذکر ہے ہذا الذی اوتوا الذم والدم والحدیث اول علیہ کثر کلام
ہذا نیز علی اللقب ہ وحمیم خبرہ بخلاف عموم طعام الذین اوتوا الکتاب، فانہ شیعہ علیہ

فی الکتاب الہیۃ مخلوق فی غیر محل مشروط لم یجوز کما تہ ولان غایۃ الکتاب ان یقول ان کون ذکاہ کما
 العلم یخرج باسم غیر العلم یجوز وکان کفر فیکذاک من کتاب الذی لان قوله وعلما الذین اذوا الکتاب علی کل
 معلوم علی لم یسار ویم الکتاب فیما تہ لان ہذا یخرج من کتابہ فلیس علی ما علمہ ویکمل لنا ولان قد تعارض علی طر
 ویتبع ما یحظر اولی ولان الراجح لغير العلم و باسم غیرہ قد علمنا فیما تہ انہ لیس من بن الانبیاء علیہم السلام ثم یمن انہ لیس
 الذی یحظرہ من العلم الذی لا یحظرہ ملت تو باجمہر کشف فی ہذا یعنی سو جبکہ متعارض تمام محرم حاضر اور وہ قول حضرت
 کا واما الی غیر العلم یہ سب اور عموم یجوز اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا علما الذین اذوا الکتاب یہ سب مختلف ہو سکتے
 علی الہیۃ بلو شہ سبب کتاب اور مذمت کے وہ سبب کہ ولات کر تہ اوپر اکثر کلام لہم احمد کا حرمت ہے
 اگرچہ بخلاف ان صاحب ہمارے سے وہ سبب کہ نہیں ذکر کیا ہے ہوسکتے اس روایت کو بھی ماحول الہیۃ ہوتا
 حرمت کا اسلئے ہے کہ عموم قول اللہ تعالیٰ واما الی غیر العلم اور ما یج علی انصب کے عموم مقود ہوئی ہوئی
 بعض کے گئے ہے کوئی حدیث کے خلاف محرم علما الذین اذوا الکتاب کے یہی تحقیق معلوم علی کتاب
 کا شرط ہے تو میں وہ کادہ میہ ہو اگر تہ کہ کیا کتابی نے غیر محل مشروط میں نہ مباح کر گیا ذکاہ اور اسکے گوشت
 کے کما تہ اور اسلئے کہ نہایت درجہ کتابی کا یہ سبب کہ ہو کادہ اور سکے مانند کادہ مسلمان کے لہذا مسلمان اگر
 فرج کرے واسطے غیر خدا کے اور فرج کرے ساتھ نام غیر خدا کے نہ مباح ہوگا و نیز اسکا اگر کچھ کادہ ہو گیا
 مسلمان ساتھ اسکے سو طرح ہی ہے کہ نہ مباح ہوگا و نیز اسکا اگر فرج کرے واسطے غیر خدا کے یا ساتھ نام
 خدا کے اسلئے کہ قول اللہ تعالیٰ کا و علما الذین اذوا الکتاب علی کل اور علما کہ علیہم ہوتا اور اگرچہ بین حال
 حیات و بعد ممات میں علی بن ابی طالب میں ہے کہ جو مال جاہلین و دوا و سکو و جلال جو ہار سے لئے اور اسلئے
 کہ تحقیق متعارض ہو ہے بن دو دلیلین خاطر اور سبب پس خاطر اولے ہے اول اسلئے کہ فرج ہو واسطے غیر
 خدا کے اور ساتھ نام غیر خدا کے تحقیق با سببکہ ہیں ہم فقہاء کہ وہ نہیں ہے انبیاء کے وہیں سبب ہیں وہاں
 شرک میں ہے کہ احداث کیا ہے او سکو اونہوں سے نہیں یعنی کہ جسکے سبب سے حلال ہوئے ہیں
 انہی ذہبے متفق ہیں یا سین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۸ میں لکھا ہی
 کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے قال فکھوا ما ذکر اسم اللہ علیہ ولانا کھوا ما لم یذکر ہم اللہ علیہ منسج
 و مستثنیٰ من حکم فقال علما الذین اذوا الکتاب علی کل اور علما کہ علیہم ہوتا اس حدیث سے ثابت ہوتا ہی
 کہ الی کتاب کی وجہ میں عفت ہادی تو اذہم کے شرط نہیں ہے ہانتے سو اس قول ابن عباس سے

میں کتاب کی فتح میں محنت بہار فوٹوئیں کر شتر تھیں جو ملکہ بھٹا جو کہ تسمیہ زوجہ شریعہ وائیس کے کہ فریج کہانی بویا
 جیسا کہ وہ بن عباس کا جو کہ متروک تسمیہ مطلقاً اعمدا ہو یا سوا اوہ کے نزدیک حلال ہے سو یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے
 سدا اسکے رد قول آئین اور بن قول محمد بن سیرین اور نافع اور شعبی وغیرہ کہ یہ ہے کہ متروک التسمیہ مطلقاً حلال
 جو باہم احرام ہے اور قول متوسط بین القولین یہ ہے کہ متروک التسمیہ عدا احرام ہے اور متروک التسمیہ سوا
 حلال ہے یعنی نے صحیح المسیح الحجازی کے شرح میں لکھا ہے ذہب مالک و الثوری و ابو

مستفیضہ و اصحابہ اہل ان ترکہا الکافران و اما ابو یعلیٰ و الکافان ترکہا سہا اکلث قال ابن المنذر وہو قول ابن
 عباس و ابی ہریرۃ و ابن اسیب و حسن بن صالح و طاؤس و حسن بن ابی الحسن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ و جعفر
 بن محمد و حکم و بریقہ و احمد و محمد بن گئے ہیں مالک اور سفیان ثوری اور الوحیدہ و اصحابہ اوہ کے اس طرح کہتے
 تسمیہ بگاڑ کر عادیانہ کیا جائے اور اگر ہو ترک اور کسا سہا کیا جائے کہ امین المنذر نے اور بنی قول ہے
 ابن عباس اور ابی ہریرۃ اور ابن اسیب اور حسن بن صالح و طاؤس اور حسن بن ابی الحسن و جعفر الرحمن بن ابی
 لیلیٰ اور جعفر بن محمد اور حکم اور یحییٰ اور احمد و یحییٰ کا عند امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں

لکھا ہے وقال قوم لا یحلی الا ان یسوا عند تعالیٰ یعنی اور کہ ایک قوم نے کہ نہیں حلال ہیں ذبیح اہل کتاب کی
 کہ یہ کہ کرین اہل کتاب وقت بیچ کے نام خدا کا اور مروی ہے حضرت علی اور حضرت عائشہ اور عبد اللہ بن عمر
 سے جیسا کہ ذکر اوہ کا آچکا ہے تفسیر ابن کمال سے اور بنی ہدایہ اور شرح کنز الدینی اور
 روح المختار سے مذکور ہو گیا ہے کہ ترک تسمیہ میں مسلمان اور کتابی دونوں برابر میں متروک التسمیہ عدا جیسا کہ
 کا حلال نہیں ہے ویسے ہی کتابی کا حلال نہیں ہے علاوہ جہن اس قول ابن عباس میں سو تسمیہ کے
 اور قواعد بیچ سے کچھ تعرض نہیں ہے پس اگر فرض کیا جائے کہ ابن عباس کے نزدیک موافقت اہل
 کتاب کی ساتھ ہمارے تسمیہ میں نہیں ہے جب ہی ابن عباس کی حدیث میں یہ نہیں ثابت ہوتا ہے

کہ اہل کتاب کے بیچ میں موافقت ہمارے قواعد بیچ کی سو تسمیہ کے شرط نہیں ہے اور کتاب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۱۱ اور صفحہ ۱۱۲ میں لکھا ہے کہ جو
 احکام حلال و حرام کے ہمارے مذہب میں ہیں اہل کتاب اوہ کے مکلف نہیں ہیں بلکہ وہ حیرت
 ایمان لانے کے مکلف ہیں پس جبکہ اہل کتاب کا نتیجہ خدا تعالیٰ نے ہر حلال کر دیا ہے تو جہن
 پریشانی کسی طرح لگ نہیں سکتی کہ ضبط بیچ کا حکم مسلمانوں کے لئے ہے اور بیچ وہ بھی بیچ کی کار

اسنے سوال اور پند کو رد کر چکا ہے کہ جو احکام طلال اور حرام کے تھارے دین بن بن نہ ہو سب سے اوپر مذکور کتاب
 دین اور کے مختلف بین دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ کفار و ایمان کے اور کے جس کے
 یکایک بنین بین قوال اسلام و کلمات اپنے دین کے احکام کا بن بن مستقیم اور مفوضہ اور الی غیر الی الی
 پر حرام ہے اور جو جب حکم الہی و کیم طلال منحصر فی ذلک و شرعی میں اور کے لئے ہی اور علم الی کتاب جو
 ہے اپنے عموم اور اطلاقات پر بنین ہے بلکہ مراد اس سے ذباحہ بن شرعی میں اور غیر ذباحہ بن شرعی پر
 ملام ہے ذباحہ کتابی بنو یا مسلمان اگر اختلاف ہے تو مشرک التسمیہ میں ہے نہ غیر ذباحہ میں اور جنساب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۷ میں لکھا ہے کہ بعض روایتوں میں کیا ہے
 کہ اہل کتاب حضرت شیخ کا اہل لیکر زوج کرین تو ہی اور کا کما نا رست ہے اسنے یہ روایت مطروہ ہے
 اہل اہل غیر الی سے لہذا جمہور اس روایت کے مخالف بن بن نوادی نے شرح مسیح مسلم بن لکھا
 ہے فاما فاذا جمعا علی حرم اس کے کونایت اور حوا فاما اخل ملک الذی حیدرنا و بوال جاہلہر علمنا و اری پر جب تو
 کہ بن بن اہل کتاب مسیح کے نام پر یا کر جائے اور کے اندر بنین حلال ہے یہ فریجہ اور ساتھ اسکے قائل بن بن اور

لما اور فتاویٰ قاضی خان بن مرتوم ہے ذیحہ الیودی و انصرانی حلال دان کان حرم الی
 ان یسی علیہ بالمسیح فاذا سمع منه ذلک الی الی فاما اہل بن غیر الی یعنی ذیحہ الیودی اور انصرانی کا حلال ہے اگر
 ہو عربی کہ یہ کر نام کے وقت زوج کے اور پر مسیح کا پس جب سنا جائے اس سے یہ بنین حلال ہے
 اسنے کہ یہ دلیل ہے اہل غیر الی بن اور جنساب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ
 ۱۹ سے صفحہ ۲۲ تک تفسیر ابن العربی اور معیار سے نقل کیا ہے کہ محصل اور کا یہ مسیح
 کہ وہ کافہ اسلامی ذیحہ ابی کتاب کے حلت کے لئے شرط بنین ہے سورہ فالح انکثات اور لائق اعتبار کے
 بنین ہے دوسرے سے اول یہ قول مرث ابن العربی مالکی اور اسکے اتباع کا ہے اور صریح قول
 اور کا لائق اعتماد کے بنین ہے کہ اکثر اقوال میں ابن العربی متفرد ہے اور مخالف اجماع کے چنانچہ او کی
 جنوات میں سے ہے وہ جو ابن حزم کے نے شرح بہرہ میں ذکر کیا ہے کہ ابن العربی مالکی فاما نقل عنہ

ایستقر منہ کما لاند قال لم یقتل تیریدہ حسین الیوسف جدہ اوی لاند یحلیتہ و یحین باغ علیہ بوسیتمہ سبقت
 تیریدہ و یحین باغ علیہ سبقت تیریدہ کما لاند قال لم یقتل تیریدہ حسین الیوسف جدہ اوی لاند یحلیتہ و یحین باغ علیہ بوسیتمہ سبقت
 اوس سے وہ جس سے بال کٹرے ہوئے میں کمال شہر کہ کما لاند تیریدہ تیریدہ حسین کو کٹرے

قمار کے اور کھانے کے یعنی اسلئے کہ یہ غلیظہ تھا اور حسین باعدت کو خواہے سے یہ زبرد اور عبت پہلی
 سب کو پہلی ہی زبرد کے لئے اور کافی بہین عبت خلافت بہین بعض اہل قبل و بعد اور عبت زبرد کی ایسی ہی تھی اور دوسرے
 یہ قول ابن العربی کا بہین مخالفت اجماع کے ہے کہ زکاۃ اختاری بالاجماع بیح اور مخیرین منحصر ہے جیسا کہ شرح
 (الکبیری) نے مذکور ہو گیا ہے اور رڈور کے یا چوٹ سے مار ڈالنے کو لغت یا عرف یا شیعہ میں
 بیح یا مخیرین کہتے ہیں بلکہ پہلے کو خون کہتے ہیں اور دوسرے کو قذ اور منقذہ اور موقوفہ دونوں بہ
 انصاف قطعی حرام بہین اور حلال منحصر ہے زکاۃ اسلامی میں بدل الہا کی رسم کے ہر ایچہ میں ہے الزکاۃ شرط
 حل الہیۃ فیہ لائق الہا کی رسم یعنی زکاۃ شرط ہے حلال ہونے کی وجہ کے لئے سبب قول الشیخ الا
 مالک کہ اس مالکی نے اپنے امام کی یہی پیروی کو چھوڑ دیا ہے میثران شحرانی تین قوم ہے قمار لکھ
 یا کہ گونج لکھ اور خیر شاہ من غیر ضرورت ہم لوکل یعنی قول امام مالک کا یہ ہے کہ لکھ بیح کیا بودا و شکر یا خیر
 کیا ہو کر بیح بیرون ضرورت کے تو نہ کیا یا جا۔ نے پیر اسکے وجہ اوی میثران میں یون مرقوم ہے وجہ اخیر
 انہ بیح غیر مشروع و کل عمل لم یوافق الشریعۃ من غیر صحیح فلا تلک اور وجہ حرام کرنے کی یہ ہے کہ یہ بیح غیر مشروع
 ہے اور جو عمل نہ موافق ہو شریعت کے تو وہ غیر صحیح ہے پس حلال ہو گا اور یہی میثران شحرانی
 میں مسطور ہے قول مالک یجب قطع ہذہ الارقیۃ وہی الملقوم والہی والہی جان لینے قول مالک -
 ہے کہ واجب ہے زکاۃ میں کاٹنا ان چار گونا گونا اور وہ گین ایک مخلوق ہے کہ جس میں سانس چلے ہے
 اور ایک مری ہے کہ جس میں کھانا اور پانی جاتا ہے اور دو شہرگ ہیں کہ جہین خون بہتا ہو اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۲۲ میں لکھا ہے اور یہ بات منقہ ہو چکی ہے کہ اگر کوئی
 شخص متذکر کسی ایک امام کا ہے اور اربعہ میں سے کسی ایک خاص مسئلہ میں کسی دوسرے امام کی تقلید کرے تو غلط
 نہیں ہے خصوصاً ایسی صورت میں کہ اس کے نص صریح اس کے مذہب میں موجود نہ ہو ایسی راویت پر وہ
 اربعہ کے مقلد عمل کر سکتے ہیں اتنے سے تقلید کرنے مقلد ایک امام میں دوسرے امام کے کسی ایک خاص مسئلہ
 میں تفصیل ہے اور کلام بلویل ہے بجائے خود مذکور ہے لیکن عموماً ان کا چار گونا گونا منقہ نہیں ہے قابل ہو جلت
 لیسے جانور کا کہ گون ٹھوڑا یا چوٹ سے اہل کتاب نے بارہو کسی دوسرے امام کی تقلید نہیں ہے بلکہ سب
 اماموں کا اور نص قطعی کا خلاف ہے پس ایسی راویت پر مقلد ہذا حسب اربعہ کیا کوئی مسلمان عمل نہیں کر سکتا کہ
 حرمت منقذہ اور موقوفہ اور مال بہ تغیر اسد خصوصاً قرآن ہے اور منجس الہا کی رسم اور بالاجماع زکاۃ شرط ہے

حکمت جودانہ کھل میں اور نگاہ اختیار کر کے بالاجماع مختصر ہے ورنہ اگرچہ میں ہر حال و کلام اختیار میں کمال کمال
کھنڈ ہے نزدیک بعض کے و درگوں کا اور نزدیک بعض کے متن کا اور نزدیک بعض کے چار کا اور
نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے قال الشافعی و صحابہ و سلفہ و تلامذہ و المتبعون الا بجمع المعلوم و
المری کما و سبب قطع الودعین و لا یسترد و ذالک لانه انما یسجد قال ابن المنذر اجمع العلماء علی ان
اذا قطع المعلوم والمری و الودعین و سال بالدم حصلت الذکاۃ قال و یختلف فی قطع بعض ذمہ فقال ابن
منذر قطع المعلوم والمری سبب الودعین و قال اللیث و ابو ثور و داؤد و ابن المنذر و شیعہ و قال ابو یوسف
اذا قطع ثلثہ من ذمہ الاربعہ اجزلہ و قال مالک یجب قطع المعلوم و الودعین و لا یسترد المری و ذمہ و روایہ عن
اللیث و یوسف و عن مالک و ایتہ انہ یجب قطع الودعین و عنہ استرد قطع الاربعہ کما قال مالک و اللیث و ابو ثور و عن ابی
جریث ثلث روایات اصحابہ یخیر فی ذلک فی قطع المعلوم و یخیر من یسجد لایبایۃ حلت و الیہ و التابہ یسترد
قطع المعلوم والمری و اعلیٰ و یسجد و قال محمد بن الحسن ان قطع من یسجد لایبایۃ الاربعہ اکثر من ذلک و لا یسجد لایبایۃ
اور اس کے اصحاب ابو داؤد کی موافقت کر نیوالوں نے کہ نہیں حاصل ہوئے ہے و کا ذکر ساتھ کاٹنے ملتا
یعنی سانس چھنے کی رگ اور مرئی یعنی کمانا اور پانی جائیگی رگ کے کھانا اور سبب ہے کاٹنا و خون شہرہ رگ
کہ نہیں خون بہتا ہے اور شرط نہیں ہے اور یہ صحیح تر و درایتوں کا ہے کہ حواہم احد سے کہیں
ابن المنذر نے کہا ہے علا نے اس پر کہ سبب کاٹنے فاجح معلوم اور مرئی اور دونوں شہرہ رگ کو اور سبب
خون کو حاصل ہو جائیگی و کاٹنا کما ابن المنذر نے اور اختلاف کیا ہے علا نے کاٹنے میں بعض ان رگوں کے
سکھنا سانس سے کہ شرط کاٹنا معلوم اور مرئی کا ہے و سبب میں دو شہرہ رگ یعنی کمانا و کمانا اور کمانا اور ابو
ثور و داؤد و ابن المنذر نے کہ شرط میں سبب یعنی کمانا سبب چار و گو گو کا اور کمانا ابو یوسف نے کہ جب کاٹ وی ذرا
میں کہ ان چار رگوں میں سے کافی ہے اس کو اور کمانا مالک نے کہ وہ سبب ہے کمانا معلوم اور و سبب رگ کا اور
یہیں شرط ہے کمانا مرئی کا اور یہ روایت لیث سے ہے الیٰ ہے اور مالک سے ایک روایت ہے کہ
کافی ہے کمانا و شہرہ رگ کا اور ابو یوسف مالک سے روایت ہے کہ شرط چار رگوں کا جب کمانا
لیث اور ابو ثور نے اور ابو یوسف سے تین روایتیں ہیں ایک ان روایات کے مانند قول ابو یوسف کے ہے
خود و سبب روایت یہ ہے کہ اگر کاٹ دیا ہے ورنہ نے معلوم اور و رگوں اور کو تین باقی رگوں میں سے
حلال ہے و یحییٰ ابو یوسف نے لفظ نہیں ہے و یحییٰ ابو یوسف روایت یہ ہے کہ شرط ہے کمانا معلوم اور

مری اور ایک رگ کا جو منہ گون میں سے اور کھانچا میں سے لکڑی کا ہے دواج سے اکثر کہ چار گون میں سے
 سے حلال ہے اور جو منہ گون میں سے اور چاب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں
 لکھا ہے کہ جب طعام ال کتاب کا ہا ہے اس سے آگے نہ جاسکے جسکو منہ گون میں سے خدا تعالیٰ نے حلال کر دیا
 ہے تو کھانا اس کی تفسیر کی کہ کسے فیج اور کونکر فیج ہو اسے کھانا حاجت نہیں کہتے سو جب کہ
 اس نص میں کہ جس نص سے خدا تعالیٰ نے کھانا طعام ال کتاب حلال کیا ہے طعام ال کتاب سے
 مراد دواج ال کتاب ہیں اور اسے احتیاطی اسے ملک اور زمانہ کے ال کتاب نصاریٰ کے معلوم ہے
 کہ فیج نہیں کرتے ہیں اور کسی جانور کا گوشت ہو تو کھانا کھانا ہو کہ اسے نہیں تو ال کتاب کو چاہی ہو
 یہاں کا گوشت کھانا یا اس سے آگے تفسیر اس کے بہت ضرور ہے کہ گوشت حلال جانور کا ہے
 یا کھانا اور چاہی گوشت ہے وہ فیج ہی کیا گیا ہے یا نہیں اور اگر فیج کیا گیا ہے تو اسکو کسے دواج
 کیا ہے اور چاب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے نہ اون
 چیزوں کا جن میں فیج ہوتا ہے نہیں مثلاً چھلی زوئی اندا چاول شیر خا وغیرہ انتہ سوان چیزوں کا کھانا بھی
 سبب نہیں ناشی غالب حال احتلا و نجاست اور حرمت کے ناجائز ہوگا اسلئے کہ غالب حال اس ملک کے
 ال کتاب کا کھانا کی چیزوں کا ہے کیا ان میں اور جس ہونا اس کے پانی اور برتنوں کا اور چاب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے پس اگر کھانا بہت احتیاط
 تو یہی طریقہ کھانا ال کتاب کے ساتھ برتنا چاہیے انتہ سوال کتاب کے قول متبر موزے میں خاتم
 ہے اور چاب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے ہو جب ہند
 ال انتہ و نجاست کے مشرکین میں کوئی نجاست ظاہر ہے نہیں انتہ سوال یہ مخدوش ہے
 قول ابن عباس اور ابن ابی بصری سے کہ وہ قائل ہیں مشرکین کے نجاست کے تو وہ کیا ال منت و نجاست
 میں سے نہیں ہیں تفسیر کشاف میں ہے عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہما یخبران عن ابن عباس
 عن الحسن بن صالح بن شمر کا توذا ابن عباس سے روایت ہے کہ مشرک بن الحسن بن الحسن بن الحسن بن الحسن
 در حسن ابصر سے روایت ہے کہ جو مصنف کرے مشرک سے و شوکر سے یعنی ماتہ و دہو و شکر
 و سر سے جو قائل اس کے ہیں کہ مشرکین میں نجاست ظاہری نہیں ہیں نہ اس کے کہ اون میں کوئی
 بڑی نجاست نہیں ہوتی سبب لفظ اجماع کے میں بڑی انما المشرکون جس کے دروہم ہے

و مہر علی بن ابی حمزہ الشکری و زید بن اسلم بن شہین بن عیسیٰ بن النعمان بن ابی شیبہ بن
 ابی اسات فی کتابہ لم یمنی مہر اسیرین کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ سزا کے نہیں کہ پیشہ کہ مہر اسیرین
 ہیں اسلئے کہ نہیں شہین بن عیسیٰ بن النعمان بن ابی شیبہ بن عیسیٰ بن النعمان بن ابی شیبہ بن
 اسیرین پر مہر رکھتے ہیں نجاست سے تو نجاست لگے ہوئے ہیں اور نگوار جناب سید احمد خان
 صاحب نے جو صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے کہ اوس سے بہت زیادہ احتمال علویوں کی شہائی اور دودہ وار
 ہندون کے پکے ہوئے کہا نے میں ہے اسلئے تو علویوں کی شہائی اور دودہ وار اس ملک میں علم
 اباحت پر مہر مہر اویس حج اور قاعدہ الفروقات پنج انوارات کے جاری سپہ چانچہ بیابان احمد
 خان صاحب نے جو فتویٰ نام سے مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے تصحیح ۲ میں لکھا
 اوسکا بھی منشا ہی ہے لیکن جیاس اہل کتاب کے کہ انیکا اور سپر مسیح نہیں ہے اسلئے کہ کوئی اسلئے
 ضرورت کہ چارہ اوس سے منواسمین پالی نہیں جاتی ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے
 جو صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ یہ بات دیکھنی چاہئے کہ درہن کس قسم کے ہیں آیا ناب ہے یا نہیں یا نہیں
 کے ہیں کہ جہین انشا ہی محرمہ اگر اونیہ کہانے یا پیے گئے ہوں لغو و سفین کرتا ہے یا نہیں یا نہیں
 قسم سے ہیں کہ نہیں انشا اگر لگا لغو کرتا ہے پس اگر درہن قسم اول کہ میں اور ہوئے ہیں تو اسلئے کہ
 اسلئے خدشہ مباح اور درست ہے اور اگر دوسری دہوئے میں اور اولین محرکات کہانے جائیکا صرف احتمال
 باطل غالب ہے مگر یقین نہیں اور نہ کوئی ظاہری نجاست او میں ہے تو بغیر دہوئے میں کہانہ کر دے لیئے
 لی ایشیالی ہے مگر حرام با منوع شعی نہیں اسلئے تو اسمین کسی وجہ سے کلام ہے اول ہر امامت
 میں منع کیا گیا ہے اہل کتاب اور شکرین کے برتنوں میں کہانے سے کہ کیا اونیہ کسی قسم کے برتنوں کی
 قید نہیں ہے کہ مٹی کے ہوں اور نابے اور ششہ اور چینی کے نمون اور نہ اسکے قید ہے کہ وہی برتن چون
 کہ جنہ لگا جائزہ کا اور یا شکر یا قیقن ہونا اور برتن اور صریشہ لکھتے ہیں کہ یہ لکھتے ہیں فی تہذیب الخمر و شراب و ان
 سلطان کی عا و کھا اور ظار انکا حال کا یہ لکھتے ہیں خاص نہیں کہ جنہیں یہ سوز کپاتی تو اور شہابیہ بھی لکھتے ہیں اور
 جسے کچھ اجتناب نہیں ہے کہ بعض اور روایات میں بدون ذکر اسلئے عادت کے بھی سوال کیا گیا ہے اور
 صورت میں ہی انفسر سے اسلئے برتنوں کے نسبت ایسا ہی حکم دیا ہے چانچہ ابن ماجہ نے اپنے
 سنن میں ابی ثعلبہ جثنی سے روایت کیا ہے کہ قال آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاتل

قلت یا رسول اللہ قد مر الشکرین فطرح فیہما قال لا تطرحوا فیہما قلت فان احتج البیاض فکم بعد منہما باطل فارضو
 حضا حضا ثم اطرحوا کلوا اکبرا ابو ثعلبہ شہنے بنے آیا میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سولو چاہیں گئے
 آپ سے کہا میں نے یا رسول اللہ ان میں شکر کوں کی بکا دین تم اور میں فرمایا نہ بکاؤ اور میں کہا میں نے
 ہر اگر محتاج ہوں ہم طرف اوسکے مارلوں گے اور یہاں ہم اوسنے چارہ فرمایا دوڑو والو انکو خوب دھونا ہر
 بکاؤ رکھاؤ اور یہی نے اپنے جامع میں الی اور میں خولانی سے روایت کیا ہے کہ کہا ابواور میں خولانی

عن مسند ابی ثعلبہ الشہنی لقول ایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یا رسول اللہ ان باطل قوم علی الی کتاب
 لاکل فی انہم قال ان وجهکم غیر ایتہم فلا نکوا فیہما فان لم تجروا فاعسلوا وکلوا فیہما سنا میں نے ابی ثعلبہ
 شہنی سے کہہ دئے تھے آیا میں پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سو کہا میں نے یا رسول اللہ ہم میں
 میں ایک قوم اہل کتاب کے ہیں کہا سنے میں ہم اوسکے برتنوں میں فرمایا آپ نے اگر بارگاہ اوسکے
 برتنوں کے ساتھ نہ کھاؤ اوسکے برتنوں میں ہر اگر نہ پاؤ تو دوڑو والو اوسکو اور کھاؤ اور میں اور اس طرح صحیحین میں
 یہی مروی ہے ابی ثعلبہ شہنی سے باحکامہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احادیث میں مطلق طرف
 شکرین اور اہل کتاب میں کھانے سے منع فرمایا ہے ساتھ صفیہ بنتی کے اور حضرت کو مقید فرمایا ہے
 ساتھ دھوئے اور نہ میسر ہونے اور برتنوں کے اور اصل یہی میں جہور کے نزدیک تحریم ہے تو وجہ و وجہ پانی
 اور برتنوں کو نہ دھوئے کے ان احادیث سے تحریم کھانے کے اوسکے برتنوں میں ثابت ہے ابن مسعود نے
 محلی میں لکھا ہے لا یجوز استعمال ایتہ اہل الکتاب الا بشرطین اولہما ان لا یجد فیہما الا ثانی سلمہما نہیں جاؤ
 استعمال اہل کتاب کے برتنوں کا مگر ساتھ دو شرطوں کے ایک اون دو شرطوں کے یہ ہے کہ نہ بائیں ہم سوا
 اوسکے برتنوں کے اور برتن اور دوسری شرط دھونا ہر اون برتنوں کا دوسرے تانبے اور چینی اور شیشہ کے برتنوں
 میں کہی نہیں ہوئے ہیں یا بال بڑھاتے ہر کہی اور میں مجس اور مرام خیر اس طرح ہر جاتی ہے کہ اوسکا دور ہونا
 دھوئے شیشے دشوار ہوتا ہے میسر سے آوہ ہونا برتنوں کا نجاست یا مہوات سے کچھ موقوف نفوذ ہر
 نہیں ہے کیا تانبے یا چینی یا شیشہ کے برتنوں میں جب نجس یا حرام چیز کسی حاجگی وہ الودہ نجاست
 سے نفوذ ہر حال کتاب کے برتنوں کا استعمال بدون دھوئے کے اس ظن سے کہ لاکھا احتساب
 مجس چیزوں سے نہیں ہے اگر کل برتن اوسکے مجس ہوں تو کچھ عجب نہیں ہے جائز نہیں ہے
 شیخ نقی الدین ابن قیوم العید نے شرح مجددہ میں بعد حدیث ابی ثعلبہ شہنی کے لکھا ہے وہی اکر

مسائل الاولیٰ اندر میل علی ان استعمال اہل کتاب یوقفت علی الحلال و حلفت انفسہم فی ذلک لما نقلی قاعدہ فقہاء
 الاصل والفتاویٰ و اختلاف فہم یتدین با استعمال النجاستہ من الشکرین اہل کتاب کذلک والکنان قدر فرق منہم و منہم
 لا ینہم یتدینون با استعمال الخمر و کثیرون لا یستہانوا بفیضاری و یکتنبون النجاسات و منہم من یمیز بینہما بالامتنان
 و قد وجہ لا یمیز من یمیز بین استعمال النجاسات و الخمر و یبارع فی مقتنی تخرج علیہ العین استساویہ الغالب علیہما
 المستفاد من الاصل فیما س محدث بینہما شملہ من ہذا یہ تسلیم ہے کہ رالات کسے سے یہ حدیث اہل کتاب
 اہل کتاب کے بتوں کا موقوف ہے وہ ہونے پر اور مختلف ہوئے ہیں فقہاء آئین بکار ہا تھا جس میں اہل کتاب
 کے اور خلاف اوہن ہے جو دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال نجاست کا شکرین ہیں سے اور
 ہیں کتاب ہندو شکران کے ہیں اگرچہ سے کہ فرق کیا گیا ہے ویاں اہل کتاب اور ویاں شکران کے
 اسلئے کہ اہل کتاب دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال خمر کو اور بت کتے ہیں لا بحت فیہ کچھ سو
 فقہاری نہیں اکتساب کتے ہیں نجاسات سے اور اوہن فیضاری میں وہ ہیں جو متدین ہیں ساتھ داشت
 نجاسات کے ماتہ راہوں کے تو نہیں وہ ہے واسطے افراج اہل کتاب ہا مخصوص فقہاری کے اپنے
 جو دین کے راہ سے جائز سمجھتے ہیں استعمال نجاسات کو اور حدیث جاری ہے مقتنی تخرج علیہ طہران
 اسلئے کہ کفر مستفاد غالب حال سے راجح ہے فہم مستفاد اصل سے اور فتوح الہیاء میں شرح
 صحیح البخاری میں بعد حدیث مذکور کے لکھا ہے فتشک ہذا الامر ای ان استعمال
 اہل کتاب یوقفت علی الحلال کثیرا استمالہم النجاستہ و منہم من یتدین بالابتناسو شک کیا ہے ساتھ
 اس امر کے یعنی فاغسلوا کے اور سننے کے اعتقاد کیا ہے اسکا کہ استعمال اہل کتاب کے بتوں کا
 موقوف ہے ہونے پر سبب استعمال کرنے کے کہ نجاست کہ اور اوہن اہل کتاب میں سے
 وہ ہیں جو دین یا بحت نجاست میں اور جو شیئہ من مرقوم ہے والمعنی فی ذلک ان الغالب
 و اظہر من ظاہر انہم النجاستہ فہم یتدینون الخمر و الحیتہ و سیر لوان و یطبخون فی قدر ورم و قضا عہم و کان الطہار
 من حال او انہم النجاستہ فکروہ الاکل فیما قبل لعل اعتبار الظاہر کہ کردہ القوضی بسور الدجا جہ اعتبار
 لظاہر لاینا لا متولی من النجاستہ فی النکاح و انما بتو کما کردہ اعلوہ فی سر اوہل شکرین اعتبار الظاہر فہم
 لایستخرون کان الظاہر من حال سہ و طہیم النجاستہ او سبب اسکا یہ ہے کہ غالب او ظاہر حال شکران
 پر موقوف نجاست ہے اسلئے کہ وہ طہال جانتے ہیں شہاب اور مردار جانور کو اور پیتے اور کھاتے

ہر اپنی نامیوں اور چالیوں میں اور سب سے حال ظاہر اور نیک برتوں سے نجاست میں کردہ ہے کہ نامیوں میں
 پہلے دو سو سے دس سوا اعتبار ظاہر کے ہیکہ کردہ ہے وضو کن مرتبے کے جو سے پاس ہے
 سبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ دروغ نہیں سمجھتے ہے نجاست سے غالب حال اور ظاہر میں جسکی کہ کرڈ
 ہے نامیوں یا نجاست میں مشرکوں کے سبب اعتبار ظاہر کے اسلئے کہ وہ متجانسین کرتے ہیں پس
 حال اور نیک یا نجاست سے نجاست ہے اور جو صفحہ ۳۴ میں مولانا شاد عبدالعزیز دہلوی کے
 نام سے جو انہ **سید شمس** منقول ہے کہ اہل زیار میں ہمارا ہے اور شک ہے نجاست میں تو نہ
 ثابت ہوگی نجاست ساتھ شک کے سو وہ ہر طرح مدفع کے اصل اثبات میں طہارت ہوئے سے
 ظن طہارت ہے امارت یقینی نہیں ہے اور غالب حال اہل کتاب اور مشرکوں سے ظن نجاست ہے
 جو جوٹ تعارض ظہین کے ترجیح ظن غالب کو ہے ظن اہل پر جیسا کہ شریح عمدہ سے معلوم ہو
 اور خلاصہ الکفایت میں مرقوم ہے والاکل وشراب فی اوائی الشکرین کردہ یعنی کھانا اور پینا
 مشرکوں کے برتوں میں کردہ ہے اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ
 ۳۵ میں لکھا ہے حدیث اور برتوں سے متعلق ہے جن میں شراب اور سو کر کیا یا جاتا ہے
 اور سو کر کیا ہے انگریزوں کے بیان جو عام رواج ہے اور میں شراب پینے کے برتن بالکل علاحدہ ہیں
 اور سو کر کیا ہے برتن بالکل علاحدہ ہیں اور بلکہ ہر قسم کے کھانیکے برتن جدا جدا ہیں پس یہ حدیث
 اور برتوں سے جو سو کر اور شراب کے کھانیکے نہیں ہیں متعلق نہیں ہو سکتے ہیں اتنے سے جو اول یہ
 لائق تسلیم کے نہیں ہے کہ یہ حدیث اور میں برتوں سے متعلق ہے کہ جن میں شراب اور سو کر کیا یا جاتا
 جاتا ہے کہ ظاہر حدیث کے خلاف ہے دوسرے اگر فرض کیا جائے کہ یہ حدیث اور میں برتوں سے
 متعلق ہے جن میں شراب اور سو کر کیا یا جاتا ہے جب بھی اور نیکے سب برتن آسمانی کہ جن میں
 کھانا پکا سکے ہیں مشبہ اور متبہ ہیں اور علاحدہ ہونا شراب پینی اور سو کر کیا نیکے برتوں کا اگرچہ
 جناب **سید احمد خان** صاحب کو معلوم ہو لیکن مسلمانوں کو معلوم ہونا اسکا دسوار
 اور واقف مال اس کے تصدیق سے مشرک میں اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو
 صفحہ ۳۴ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث اور برتوں سے متعلق ہے کہ جن میں شراب اور شراب
 باسرا کر پائے اتنے سو یہ نقیض من غیر منہ ہے اطلاق حدیث کی حدیث میں کسی قسم کے

برتنوں کی قدیمین ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صحیح مسلم میں لکھا ہے
 کہ تمام علماء نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے یہ نہیں احتیاطی ہے اور اگر برتنوں کی برتنوں میں ہونے
 کے بعد کمانے میں باوجودیکہ اور برتنوں کو وہوں کچھ کر اہمیت نہیں ہے اسے سوخی کا احتیاطی
 پر یا بعد ہونے اور اور اسے مطلق برتنوں کے برتنوں بعض علماء کے مسلم ہے کہ اس کے نزدیک
 یہ احتیاط اور برتنوں میں کہ عادت اس کے استعمال کی نجاسات میں ہے اور وہ برتنوں میں محمول
 تحریم پر ہے اور اور برتنوں میں کہ عادت اور کی استعمال کی نجاسات میں نہیں ہے بلکہ
 بہت کم میں محمول صرف تنزیہ اور توسع پر ہے اور مقصود مطلق قاری کا یہی ہے لیکن تمام علماء
 کا یہ قول نہیں ہے چنانچہ وجہ اور عقلی اتن حرم سے مذکور ہوا اس کے خلاف ہے کہ اس کا
 نتیجہ ہے کہ در صورت میں اور برتنوں کے اس کے مطلق برتنوں میں وہ کہہ ہی لکھا اور
 میں ہے اور اگر نہ دیکھے اور شرکوں کے برتنوں میں کچھ نہیں ہے کہ اگر نہ کو بھی
 شراب و سوز اور درکار کمانے سے کچھ احتیاط نہیں ہے تو اگر نہ دیکھے ہی اور برتنوں
 میں کہ جسکا استعمال نجاسات یعنی خمر اور خنزیر اور درکار جانور وغیرہ میں ہوتا ہے اور عمل میں
 بعد ہونے کے ہی لکھا اور صورت میں برتنوں کے مکروہ ہے اور یہی مشامی
 کلام نووی کا جسکو جناب سید احمد خان صاحب نے صحیح مسلم میں ذکر کیا
 عبارت شرح صحیح مسلم قدوسی یہ ہے **وَبَدَأَ الْحَدِيثَ لِيَقْنِي أَنَّ تَعَالَاهَا لَمْ يَدْعُ غَيْرَ بَارِ**
 لَا يَكْفِي عَسَا فِي مَعْنَى الْكَلَامِ وَأَنَا قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ الْمُسْلِمَ يَدْعُ غَيْرَ بَارِ بِهَدْيِ مَقْنِي بِهَدْيِ
 نے نے استعمال ان برتنوں کو اگر باکے جائیں اور برتنوں کا یہی وہ ہوتا اور اس کے کہ بہت میں
 اولاء اس کے نہیں کہ وہ ہونے کو اور برتنوں کے جب کہ نہ پالی اور برتنوں کو باقی اختلاف ہے اور
 برتنوں میں کہ جسکا استعمال نجاسات میں نہیں ہوتا ہے ہونے کے در صورت
 میں کہ اور برتنوں کے کو نووی نے کہ بہت اس کے استعمال کے نسبت کی یہ طرف دیکھا
 کے اور برتنوں کے استعمال کا غیر مکروہ اور ترک ہونا اور اس کے کہ نہ دیکھے
 مکروہ ہونے کو یہاں ہے کمانوے نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے
فَمِنْهُمْ مَطْلُوقٌ لَيْسَ بِالْمَكْرُوهِ فِي النِّجَاسَاتِ فَهُوَ مَكْرُوهٌ بِاسْتِمَالِهَا قَبْلَ عَسَا فِي مَعْنَى

فقہ سواد اور کے مطلق وہ ہیں کا فردن کے ہیں کہ استعمال اور کا نہیں ہے نجاسات میں ہاویہ برتن
 مکروہ ہے استعمال کا پہلے لکھ ہوئے کے اور ابن جبر سے فتح الباری میں شرح صحیح
 البخاری میں لکھا ہے وما انفقنا من ادراسم مطلق ایضا لکھا کہی نیست مستعمل فی النجاستہ فانہ یجوز
 استعمالہ لہ فی الغسل عندہم واما کمال الاولی الغسل فی وجع الحلق لا یثبت لکراستہ فی ذلک و یجوز ان
 یکون مستعمل لہا بالغسل مکروہ بنا علی الجواب الاول و ہذا الظاہ من الحدیث وان استعمالہا مع الغسل
 رخصۃ اوراد غیر باق ان لم یجدہ جائز بل اگر استعمالہ لغسل عن الاکل فیہ مطلقاً و لتقیق الاذن علی عدم غیرہ علیہا
 و مشک بہذا بعض العلماء لکتمہ لقولہم فیہ شیء کسریۃ انحر علی کل حال بنا علی انہا لا تظہر بالغسل و ہذا فی التخصیص
 المذكور لان الغسل لو کان مطلقاً لکان لتفصیل معنی اورای پر فقہ سواد اور کے مطلق وہ برتن کا فرد
 ہیں کہ نہیں ہے استعمال اور کا نجاستہ میں کہ جائز ہے استعمال اور کا اگرچہ نہ دھوئے جائیں نزدیک
 فقہاء کے اگرچہ نہ دھوئے و ہونا واسطے نکلنے کے خلاف سے نہ بسبب ثابت ہوئے کہ
 کے اس استعمال میں داخل ہے کہ سوا استعمال اور کا بدوین دھوئے کے مکروہ بنا بر جواب اول کے
 کہ اپنے ارشاد رخصۃ یا نہ کہا و اور کے برتنوں میں اور وہ ظاہر ہے حدیث سے اور
 استعمال برتنوں کا ساتھ دھونے کے رخصت ہے جب باقی اور برتنوں کو سوا کر دیا جائے
 ہے بلکہ اس سبب منی کے کہانے سے اول برتنوں مطلقاً اور تعلق ازل کے ہونے اور
 برتنوں پر ساتھ اور کے دھونے کے اور شک کیا ہے ساتھ اس کے بعض مالکیہ نے وہ واسطے
 قول مالکیہ کے کہ لائق ہے تو برتنوں پر شراب کا حال پر بنا بر اس کے کہ نہیں پاک ہوتے ہیں ساتھ
 دھونے کے اور رخصت لایا لانے ہیں بعض مالکیہ ساتھ اور تفصیل کے کہ مذکور ہے حدیث میں ہے
 کہ دھونا اگر ہوتا پاک کر دیا تو ہوتے تفصیل کے کچھ معنی اور جناب سعید احمد خان صاحب
 جو صفحہ ۵۴ میں لکھا ہے علاوہ اسکے البودا وین کو ہی حدیث جابر سے روایت ہے
 او میں نہایت بلا تشدد اور بلا کسی قید و کن کے برتنوں کا استعمال آیا ہے انتہی سو محمل حد
 مبارک کا دھونے استعمال کرنا شرکوں کے برتنوں کا ہے وقت نہ میسر آئے اور برتنوں کے جوڑنے
 اپنی سند میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کذا الغزو مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فغضب من انہما المشرکین فغضبہما و ناکل فیہما لیسے تھے ہم کہ غزا کرتے تھے راہ رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کے پہر پاتے تھے ہم برتن مشرکوں کے تو وہو سب تھے ہم اون برتنوں کو اٹھاتے
 تھے ہم اونین اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۷ میں لکھا ہے قال
 الدندانی شاد عبد الغزیز رحمہ اللہ قالی ائنتے سو تفسیر العبد کی تائید عبد الغزیز کے مطلق ہے کہ قال
 العبد عیارت لخصاب الاحساب میں واقع ہے اگر تفسیر اوسکی ساتھ صاحب لخصاب
 الاحساب کی ہوتی تو ہو سکتا اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۷۸
 میں لکھا ہے اور اس بات میں کہ وہ پانی جس سے برتن دھوئے گئے پاک تھایا ناپاک شراب
 کچھ مشتبہ نہیں ہو سکتا سئلے کہ کوئی پاک چیز مشتبہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی ائنتے تو اگرچہ
 پاک چیز فی نفسہ مشتبہ سے ناپاک نہیں ہو جاتی ہے لیکن حکمی پانی طہن مستفاد اصل سے ہوا دوسرے
 حکم ناپاک طہن مستفاد غالب حال سے شرعاً ہو سکتا ہے اور غالب حال اور ظاہر یہ ہے کہ جس پانی
 سے ہمارے ملک کے لغارے کے برتنوں کو دینے دھوئے ہیں اوس پانی کی کو یہ جہاں
 نہیں نہوتی ہے وہے بنگلی اپنے ہاتھ کو ساتھ گوشت شور اور دریا و روں غیر ماکول اور غیر نجس کے
 کے ملوث کر کے اوس پانی میں نہ تعلق و الدیتے ہیں اور و اس کے اوپر برتن جنس سے ہوتا
 اوس پانی کو نہیں پچاتے ہیں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو اسی صفحہ میں لکھا ہے
 وعن ابن عمر قال توفی عمر رضی اللہ عنہ بالجیم فی جرنصرانیہ من تہا ائنتے سویر روایت زرین کی
 ہے قابل اعتماد کے نہیں ہے اور یہ تقدیر صحت محل اسکا یہ ہے کہ اوس پانی اور برتن کار
 بالیقین ظاہر ہونا حضرت عمر کو کسی طریقہ سے معلوم ہو گیا ہو وجہ کھسم یہ ہے کہ مشتبہ
 اہل کتاب لغارے کے کھانا کھانے میں کھانا ہوتا ہے چوری اور کھانے سے میز و کرسی الکا
 اور اس طرح کھانے میں تشبہ ہے ساتھ اونکے اور تشبہ ساتھ کافروں کے اگرچہ اہل کتاب ہیں
 منوع ہے مقدس داولے یہی ہے اور مقدمہ ثانیہ مفاد احادیث اور آثار اور اقوال علما سے
 نامدار ہے ابو داؤد نے اپنے سنن میں اور حاکم نے اپنے مستدرک میں عبد اللہ
 بن عمر سے اور بزار نے اپنے مسند میں حدیث ابن ابی اناس اور ابی ہریرہ سے روایت کیا ہے
 کہ کمال سب نے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشبہ لبقوم فموتہم یعنی جو مشابہ
 ہو ساتھ کسی قوم کے وہ اسی قوم میں سے ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو

صفحہ ۹۸ میں لکھا ہے کہ چوری سے کاٹنا جائز بلکہ سنت ہے خور خباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت چوری سے کاٹ کر تناول فرمایا ہے اتنے سو صرف چوری سے کاٹ لینا اور اس گوشت کا کہ سخت ہو اور خوب گھلنا اور بڑی مین لگنا ہو اور تاتہ یا دانت سے نوچے مین ایز ہو اگر یہ قصہ تلبہ بالفقاری انہو درست ہے اور جو کثرت سے چوری سے کاٹنا ثابت ہے اور کمال میں ہے اور کاٹنا اس گوشت کا چوری سے اور کمانا اس کا ٹٹے سے منہ کر سی پر ساتھ اس بات

اجماعہ کے لئے شعبہ منوع ہے بسبب ثبوت کے ساتھ نصائے کے نوے سے مندرج صحیح مسلم میں بیان ہے بجز من کشف شاة کے لکھا ہے فیہ جواز قطع اللحم بالکین ذوالک اذ ابوا الیہا بحدیث لعلایہ اللحم وکیہ القطعة قالوا وکیہ من غیر حاجۃ لینے اس حدیث میں دلیل ہے جائز ہونے کے لئے گوشت کے ساتھ چوری ہے کہ اور یہ جائز ہونا واجب ہے کہ واجی ہو طرف اسکے حاجب بسبب سختی گوشت یا بڑے ہونے پارچہ کے لکھا ہے علماء اور مکروہ ہے چورے سے

کاٹنا گوشت کا بدون حاجت کے اور جناب سید احمد خان نے جو صفحہ ۹۸ میں لکھا ہے اور ابو ذر بن عتباتہ باب من قطع لحم بالکین کریم اسکو خود ابو ذر علی ضیف لکھا ہوا ہے تو اگرچہ ابو ذر اونی اسکو ضیف لکھا ہے لیکن یہ بھی اور طرابلسی اور غیر ہمارے اسکو اور طریقوں سے حضرت ام سلمہ سے روایت کیا ہے جیسکہ ابو داؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے اور اصول حدیث میں مقرر ہے کہ حدیث

ضعیف تعدد طرق سے درجہ میں پہنچ جاتی ہے اور فردوس میں ہے لا تقطعوا الخبز بالکین لکھا کاٹو روئے کو ساتھ چوری کے اور خلا برتر جمائی نے اپنے کتاب میں لکھا ہے کہ یہ قطع الخبز بالکین مکروہ ہے کاٹنا روئے کا ساتھ چوری کے اور خزانہ الاکمل میں قوم سے ہے لا تقطع الخبز بالکین نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چوری کے اور جو اجمع لمفہم میں ہے ولا تقطع الخبز بالکین اور نہ کاٹی جائے روٹی ساتھ چورے کے اور ابو الفضل کرمانی نے اپنے

فتاویٰ میں لکھا ہے سالک والدی عن قطع الخبز بالکین فقال کیہ لانہ من صنع الاحاجم المتفرقین یعنی پوچھا میں نے اپنے والد سے کاٹنے روٹی کو چورے سے سو فرمایا ابو ذر نے کہ مکروہ ہے اس لئے کہ طریقہ ہے عجم کے اترانے والوں کا اور جناب سید احمد خان مناسب نے جو صفحہ ۹۸ میں لکھا ہے کہ یہ بھی ایسی شین ہے کہ جسکے ارتکاب میں ہمیشہ

کچھ قیامت ہوئے کیونکہ یہ نبی تکلی نہیں لیتے سوئی جو ریسے گوشت کاٹنے کی حدیث لا اکلوا اللحم
 بالتمکین فاذن صنع الاعامین میں ملے ہے ساتھ اس کے کہ یہ طریقہ ہے عیسے کے لہو گون کا کہ مر او اوی
 کفار جب تم سے نفرت ہو جس اور نصاریٰ کے ہیں اور مشابہت ساتھ کفار کے فروع سے پس اس کے اور کیا
 ہیں قیامت ہوئی اور یہ بھی ہوئی کیونکہ ادنیٰ مشابہت کفار کا مکروہ شری سے طحاوی نے فرمایا
 درختار میں سو چون کے بڑے بڑے کی وجہ کہ بہت میں لکھا ہے لما قیمة من شمشیر بالجوس و ذکر لریل اللہ

المجوس فقال انہم یوسن بہا لہم یکلون ہی ہم فالقہم الہو السور الخ الجلا منہ لوج و ظاہر ان لطلوہ البسال
 مکروہ و غیر اللہ الحمد کور اسے کہ اس نسبت ہے ساتھ جس کے اور ذکر کے لئے رسول خدا صلی اللہ
 علیہ وسلم سے مجوس تیس فرمایا آپ نے کہ مجوس جڑ ہاتے ہیں اپنی وجوں کو اور لٹوٹے ہیں اپنی داڑھیوں
 کو سو خالق کر دم ادنیٰ لہذا السور سے اس کو نقل کیا ہے علامہ فوج سے اور ظاہر اس کا یہ ہے کہ
 بڑا نا سو چہرہ کا مکروہ شری ہے بسبب تشبیہ مذکور کے اور صرف چہرے سے گمان ہے کہ یہ مشابہت کا نقل
 نہیں ہے ہمیشہ مسلمان چہرے سے کہاتے چلے آئے ہیں اور جناب سید احمد خاں نے یہاں
 سے جو حدیث الہم میں لکھا ہے اس طرح کہی خوان پر یعنی نیز کہ انما خادل نہیں نسہر یا پس چہال
 کہ اول چیز نکاح ہے دہی نیز کہ انما یکا ہے بطرح وہ مباح میں اس طرح یہی مباح ہے نسبتہ موسس میں
 دو طرح سے کلام ہے اول خوان کا ترجمہ ساتھ نیز کے ملاحظہ خوان جہاں میں غائی مجاہد اور اس کے
 کسر کے معرب خوان کا ہے بیکہ صحیح جو پہری اور قاموس اور تہراح اور بحر محیط اور
 عشی الاربہ نیز میں ہے اور ایک ملاحظہ کیا ہے طبعی کے شرح مشکوٰۃ میں اور خوان پر نیز
 جہاں میں غم کے لوگ ادھیں لکھا جاوے کہ چونکہ لیتے نہ تاکہ کمانہ بڑے دوسرے
 درمیان نیز اور درمیان شتری اور چپانی کے فرق ہے کہ میر کہانے جن مشابہت ہے ساتھ
 نصارے کے اور شتری اور چپانی میں مشابہت ساتھ کہتے ہیں ہے پس شتری میں کہا نا اور
 چپانی کہا نا مباح ہو سکتا ہے بخلاف نیز کہانے کے کہ وہ مباح نہیں ہو سکتا ہے بسبب مشابہت
 کے اور جناب سید احمد خاں صاحب نے جو صفحہ ۱۴۱ اور صفحہ ۱۴۲ میں لکھا ہے
 وقتی جمیع البیاء اولاً اکل من خوان قطہ ہوا موضع علیہ الطعام عند کل لائے من ابی اللہ عن ابی اللہ عن ابی اللہ
 النظار والابحار لیتے سو یہ عبارت منبع البحار کی نہیں ہے خوان کے اصل معنی خوانی کے ہیں

اور بعضی دستچران کے کہی آیا ہے جو شارحین نے موافق معنی اول کے لکھا ہے الاکل علیہ من ذاب
المستقرین لیلما یفتقر الی الظاہر والاختیار یعنی کھانا خوان پر تراسنے والوں کے ذاب سے سے تاکہ نہ
استیاج ہو طرف شک کے کہ جب خوان کو چوکی پر رکھتے ہیں کے جھکنا نہ پڑاگا اور بیان میں بعض
شانی کے لکھا ہے ہو یا نہ وضع علیہ الطعام عند الاکل یعنی خوان وہ دسترخوان ہے کہ کھا جاتا ہے اور
کھانا رات کے سوجنا ہے **سید احمد خان** صاحب نے خوان کا ترجمہ نیز ثابت کرنے
کے لئے دونوں معنی کی عبارتوں کو ایک کر کے حوالہ جمع النجار کا دیدیا عبارت مجمع البحار
کی ہے قول خوان الفیوم خاصہ المائدة المعقدة وبقال بالاخوان وجمعہ احمد وحنان و دسترخوان
خوان وادیدہ شئی خوان السفر غیر ما فی حدیث باکل صلی اللہ علیہ وسلم علی خوان فطوا الاخوان معرب
والاکل علیہ من ذاب المستقرین لیلما یفتقر الی الظاہر والاختیار فیہ فاذا اناہا خوان علیہا محم متہ حدیث
خوان ہو یا نہ وضع علیہ الطعام عند الاکل استہ اور جناب **سید احمد خان** صاحب نے جو صفحہ
میں لکھا ہے کہ کشتی کسی قوم کے ساتھ اسی وقت کھا جاسکتا ہے کہ باہر لہشہ خاصہ اسی قوم کا
ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جاسکے نیز پر بیٹھ کھانا اور چوری کا سٹے سے کھانا قوم نصاریٰ کا خاصہ نہیں ہے
بلکہ تمام ترک جو مسلمان ہیں وہ بھی اس طرح پر کھاتے ہیں استہ سوا میں کئی طرح سے کلام ہے اور
کھا جاسکتا لہشہ کا ساتھ کسی قوم کے اسی وقت کہ باہر لہشہ خاصہ اسی قوم کا ہو اور کسی قوم میں نہ پایا جا
منوع ہے وکیوں لوگا سپید کھانا مسلمانوں اور یہود و نون میں پایا جاتا تھا کچھ خاصہ ہو وکانہ تھا مختصرت
نے اس کو تشبہ بالیہود و فرما کے مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا ترمذی نے اپنے جامع
میں ابی ہریرہ سے اور نہ اعمی نے اپنے سنن میں عبد اللہ بن عمر اور زبیر رضی اللہ عنہم سے
روایت کیا ہے کہ کھانا سب نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیرواشیبت لائشہ الیہود
فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بدلو بالون کی سپیدی کو اور نہ تشبہ کر ساتھ یہود کے دھرنے
اگر دھن کیا جائے کہ اطلاق تشبہ کے لئے باہر تشبہ کا خاصہ ہو یا نہ ہو ہے تو خاصہ ہونا
اوسکا اسی ملک میں کہ جس میں اطلاق تشبہ کا ہے کافی ہوگا اور زمین شک نہیں ہے کہ ملک ہند
میں نیز وکری پر بیٹھ کے چوری اور کانٹے سے کھانا خاصہ نصاریٰ سے ہے نیز اگر ترک
نیز وکری پر بیٹھ کے چوری اور کھانچ کر کھاتی ہو تو یہ طریقہ انھوں کا ذوق ہی کیا ہوگا کیل اسلام

اور سب کو اخذ نہیں کیا ہوگا کہ ان کے اس نفل سے اسکا نصیب ہے یا اور کا فزون کا خاصہ ہوا نہیں یا انشاء
موجود کا بڑا اور دائرہ ہوگا مٹوانا خاصہ جو اس اور کا فزون کا ہے اب بہت اہل اسلام ہمارے دیکھنے کے
اور ترک کرکے اس کے ہوتے ہیں اس کے سبب سے اسکا اور کا خاصہ ہوا نہیں کیا ہے اس طرح شہنا
ہم کے پینا خاصہ شمار نہ ہو رہے اور بہت سے عام مسلمانوں کی عورتیں ہیں لیکن پستی میں تو اس سے اسکا
اور کا خاصہ ہوا نہیں کیا ہے اور بابت سید احمد خاں صاحب نے جو حنفیہ ہم میں لکھا ہے
اور اب لفظ تشبہ پر غور کرنا چاہیے کہ آیا اس لفظ سے تشبہ تمام یا غیر تمام مراد ہے تو کی طرح درست نہیں
ہو سکتا نتیجہ تو تشبہ سے مراد مطلق تشبہ ہے خواہ تمام ہو یا غیر تمام لیکن درعینہ تمام کہ بعض صورتوں
میں محمول تغلیط پر ہے اور بعض صورتوں میں محمول غلطی پر ہے بعض تمام تشبہ کے کفر میں اور بعض جم
اور کردہ تفریق کرنے لپے جامع میں عمرو بن شیب سے روایت کیا ہے کہ وہ روایت کرتا ہے
اپنی آپ شعیب سے اور شعیب روایت کرتا ہے اپنے دادا عبد اللہ بن عمرو بن انصاری سے کہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تشبہ بغیر الا تشبہ بالیہود والابھتاری فانما تشبہم لیہود
الاشارة بالاصالح وتسلیم النصاری الاشارة بالاکف لیسے نہیں ہے ہم میں سے جسے کہ تشبہ کیا ساتھ
غیر ہمارے کے تشبہ کر دے ہم ساتھ ہووے اور نہ ساتھ ہمارے کے اسلئے کہ اسلام (ما یود کا
اشارہ ہے ساتھ اور ظلیوں کے اور سلام کرنا نصاری کے کا اشارہ ہے ساتھ پہلیوں کے اور حید بن مسعود

نے اپنے مشن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ انکار بہت الاختصافی
والصلوۃ و قالت لا تشبوا بالیہود کہ تحقیق عائشہ رضی اللہ عنہا نے کر دے کہ اسے اختصار کو فزون میں اور کہا
عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نہ تشبہ کر دے ساتھ ہووے کے اور صحیحین میں روایت ہے رافع بن خدیج سے
کہ کہا دفع نے کہ کہا میں نے یا رسول اللہ تحقیق میں ملے والہون و بنون سے یعنی قوم کفار جو
کل کو اور نہیں میں ساتھ ہمارے جو زبان کیا بیچ کر لین ہم کیا چ سے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
ما نزلکم و ذکرکم اللہ نفل لیس الش و یطفر و سادہ تک منہا ما انزل منکم و اما انظر فیہم کبش جو چیز سائے
توں کو اور ذکر کیا جائے نام اسکا پس کہا تراوات اور ناخن کے اور نزدیک ہے کہ بیان کیا ہوں میں
تجھے حال اسکا ہے پر دانت پس تھی سے اور لے ریاخن سو جو بیان میں چشتیوں کے کہ انصاری
تھے فوری نے شرح صحیح مسلم بن قیصل و اما انظر فیہم کبش کے لکھا ہے منہا انہم کفار و

عن التثبہ بالکتاب وروایت ہر دو معنی اسکے ہیں کہ جسمی کا قرین اور تجویز میں نہ کہے کہ جو کہم تشبیہ سے
 ساتھ کافر دے کہ اور ناخن سے فرج کرنا اور نکاشنا ہے اور ایسا ہی کہا ہے ابن الصلاح نے نہ صرف
 صحیح مسلم میں اگرچہ سلام کرنے میں ساتھ اوٹھکون یا تکیہ کرنا اور غار میں کہ کون پر بات رکھنے میں اور
 ناخن سے فرج کر کے میں تشبیہ ہم ساتھ بیوہ اور نصاریٰ کے متناہیک پر سے اس سے ان
 صحیحین میں کیا گیا تو صاف معلوم ہو گیا کہ سلفین تشبیہ ساتھ کافروں کے منوع ہے خواہ تشبیہ نام ہو یا تشبیہ غیر نام کہ
 ان کے الفاظ میں تشبیہ و قیاس کا صریح بیان مرقوم ہے کہ یہ اصل بالکتاب علی الامارۃ لانه
 تشبیہ بالقرآن یعنی کہ وہ ایک بوجہ اور دیگر کا ساتھ کاغذ کے دسترخوان پر اسلئے کہ یہ تشبیہ ہے
 شکر کرنے اور قیاسی عالم کے ہیں ہے کہ یہ اس کو حالہ الاکل لانه تشبیہ بالیوس کذا فی
 السیرۃ الجدیدہ کہ وہ ہے سکوت وقت کنا کا گمانے کے اس کی تشبیہ ہے ساتھ جوس کے
 ایسا ہے سے سیراجہ میں اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ہم میں لکھا
 ہے تشبیہ ساتھ اہل کتاب کے خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ
 ترجمے نے شامل میں ابن عباس سے روایت کے ہے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کان یسئل شعرو کان الشیر کون البقر کون ردو سہم وکان الی الکتاب فیما یشد لون ردو سہم
 وکان یب مواضع الی الکتاب فیما لم یومر فیہ لیسے تم فرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سوا منحصر
 صلی اللہ علیہ وسلم کے تشبیہ ساتھ اہل کتاب کے جزئیات میں پسند نہیں فرمایا ہے بلکہ اوس سے
 منع کیا ہے ہاں عبارت تشبیہ یونہی کہ جب جارہ ہو تا مگر طریقہ اہل کتاب با طریقہ مشرکین سے
 تو اختیار دواتے آپ طریقہ اہل کتاب کو جب تک وحی نہ آئی اور میں اور بعد آنے وحی کے مطابق
 وحی کے عمل فرماتے لہذا اول انحضرت نے سئل کو کہ طریقہ اہل کتاب تمنا اختیار کیا اور فرق کہ طریقہ
 مشرکین تمنا کیا جب وحی سے شریعت فرق کے مکشوف ہوئے سئل کو ترک کیا اور فرق
 کو اختیار کیا بخاری اور مسلم نے صحیحین میں ابیریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
 کہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الیہود والنصارى لا یصلحون فیما یفوحہما البوہریرہ نے کہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ نہیں رسکتے ہیں بالون کو تو خلاف کہ وہ ان کا اور
 رواد دے اپنے معنی میں شدا بن اوس سے روایت کیا ہے کہ قال علی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم مخالفو اہود و نصاریٰ فی انعام و لا افعالہم کہا خدا وین اس سے کہ فرمایا کہ
خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مخالفت کر دہم یہودی کی کہ وہ نماز نہیں پڑھتے وین اپنے جو قرین اور نہ اپنے
موز وین اور ابو داؤد و ابو داؤد ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں اور ترمذی نے اپنے جامع میں روایت کیا ہے
عبادہ بن الصامت سے کہا عبادہ نے کہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ اتبع جنازہ لم یقعد علی شیء
فی المسجد فخرجتہم اہود فقال کہ انما یکنذا الفح باجموعہ قال فحاجس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال قالوا
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب ساتھ جاتے آپ کسی جنازہ کے نہ بیٹھتے یہاں تک کہ کہا جاتا
جنازہ لحد میں ہو سہیہ آیا آپ کے ایک شخص احبار یہود میں سے سو کہا اوسے کہ آپ نے تحقیق تم ایسا
کرتے ہیں جیسے کہ تم رہتے ہیں بیٹھتے نہیں کہا عبادہ نے میں نے یہی سہیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
اور نہ رہا مخالفت کر دہم یہودی اور ابو داؤد و ابو داؤد ابن ماجہ نے اپنی اپنی سنن میں روایت کیا ہے

کہا ہی کہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال الدین ظاہر لہما حل الناس لفظ لان الیہود
والنصارى یخرجون کہا ابو ہریرہ نے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ یہ کہا وین اس
جس تک کہ جاؤی کر کے لوگ روزہ کے افطار میں آئے کہ یہود اور نصاریٰ تاخیر کرتے ہیں اور حجاب
سید احمد خاں صاحب جو صفحہ ۴۴۴ میں لکھائی اذکر کلمات مشابہت سے مشابہت تمام اگر
یان الاہوت ام ہو میں النصاری ام ہو اس الاثر اک لوانی مشابہت میرے شبہ کہ کائنات پر تحقیق نہیں
کیونکہ کوئی شخص کہ جسکی ظاہری و باطنی کتابیں خدا تعالیٰ سے اندھی ٹکروی ہوں اگر سنا لو کہ میرے کیا ہے
دیکھ تو کہتے اور سکو یہ شبہ نہیں ہر شبہ کا کہ لوگ انگریز میں بلکہ سنا لو کہ سنا لو لکھا اتنی سبب کہ میرا اور
کری پر چھوری اور کائنات سے ہمارے ملک میں کوئی مسلمان نہیں کہتا ہے اس طرح کہ کائنات
نصاری کا یا اذکر کہ جہوں نے ارتداد و طرد وین نصاریٰ کے حاصل کر کے خدا لان لیدی کہا باہی
و جسکی ظاہر کی انکسین ہیں او کو اس طرح سے ہندوستانی کائنات سے بلکہ پر اگر یہ شبہ نہ ہو گا کہ میرا اگر یہ
لیکن شبہ ضرور ہو گا کہ یہ شخص کہستان ہے اور حجاب سید احمد خاں صاحب جو صفحہ ۴۴۴
میں قونی حوالہ شاہ عبدالعزیز دہلوی کا نقل کیا ہے حاصل اوسکے مضمون کا یہ ہے کہ جو چیز جس میں
ساتھ کافر کے ہوئے نکالے ہوئے کافر کے ہو اور مسلمان کے دین میں او کی اصل نہ ہو مسلمان ہو گا
کہ اوسکو استعمال نہ کریں خواہ الناس میں اور خواہ اور زمین میں بطور ان اکل کھانے کے اور جو چیزوں

ساتہ کافروں کے نہیں ہوتے اور نہ جہاد اسکے وہ نہیں ہیں بلکہ اصل اسکے دین اسلامی ہے گو کہ کافر
 اور کوفہ بہت آسمان کر سکتے ہوں۔ اور سلطان مکتوبہ میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور چوری کاٹنے سے نیز چوری
 کہنا مسلمانوں کے یہاں نیک طریقہ نہیں ہے بلکہ اصل یہ طریقہ نکالنا ہو کافروں کا ہے تو یہ داخل قلم اول میں ہے اور اگر بعض
 اور مخصوص کافروں کے جیسی بعض لباس گرم ایجاد کئے ہوئے کافروں کی یا بعض سواری ایجاد کی ہوئے
 انکی واسطی صرف آرام کے یا بعضے دوا اسکے تجربہ کی یا بارفائدہ کے استعمال کریں تو ان اسکے کہ اپنے آپ کو
 اور کاما مشابہ کرنا منظور ہو مضائقہ نہیں ہے ہاں تشبیہ مطلقاً اور مخصوص میں آرام اور فائدہ کی چیز میں ہو
 یا غیر آرام و فائدہ کی چیز میں ممنوع ہے اگر اس تشبیہ سے اپنے آپ کو ان کے گنہگار میں داخل کر دی اور
 دل کے میل سے انکی طرف ہر خاصہ کی حال اس ہندوستانی کا ہے کہ خلاف اپنی عادت کے بہ تکلف
 غنیمت منگوا کر سی اور کاسٹے سے کہا تا ہے کہ مقصود او کا سوا ہے کہ صاحب لوگوں میں شمار کیا جائے
 اور او کا میلان خاطر انکی طرف سے ہے اور کچھ معلوم نہیں ہوتا ہے بہر حال یہ فتویٰ مفید تھا جناب
 سید احمد خان صاحب نہیں ہے اور جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴
 میں لکھا ہے کہ جناب مولانا شاہ عبدالغفر رحمہ اللہ علیہ نے اپنے اس فتوے میں تشبیہ ممنوع کی نسبت بہت
 سی قیدیں لگائی ہیں اب بالکل ہمارے تشبیہ ممنوع کا ان لفظوں پر لکھا ہے کہ خود را در عدا و انہا داخل
 انتہی مستوجب شاہ صاحب نے اپنے اس فتوے میں تشبیہ کو امور مخصوصہ کفار میں ممنوع لکھا ہے ہاں مطلق
 تشبیہ کو بدو و امور مخصوصہ اور مفید کے اس صورت میں ممنوع فرمایا ہے کہ نزدیک عدا وین شمار کرے
 اور میل خاطر سے ہو اور اخیر فتویٰ میں لکھا ہے کہ تشبیہ رعایت و داعیہ و مطلقاً ممنوع است اجماعیت
 والدہ برین بسیار اند غرض کہ تشبیہ بہ انہما چیز یکہ باشد داخل منع است انتہی پس یہ کہنا کہ باطل
 ہمارے تشبیہ ممنوع کا ان لفظوں پر لکھا ہے کہ خود را در عدا و انہا داخل کند آخر ہے صریح ہے اور
 جناب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۴۴ میں لکھا ہے اب لفظ منہم پر غور
 کرنا چاہئے کہ منہم کی لفظ کے کیا معنی ہیں آیا یہ معنی ہیں کہ جس شخص نے مشابہت تام نصاریٰ کے
 ساتھ کی تو وہ ہی نصرانی ہو گیا وان اعتقد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ وان استقبل قبضتہ
 واکل وجمعنا وان صلی صلواتنا و صام صیامنا غایا امید یہ ہے کہ کوئی مستوجب سے مستوجب
 بیان تک کہ نصرانی ہی منہم کی لفظ سے یہ مدعا نہیں لیں گے انتہی سوا اور معلوم ہوا کہ تشبیہ

اور جو مسلمانوں کا گمان ہو اور نماز اور روزہ مسلمانوں کا گمان ہو اور جہاد کتب عقائد اسلام میں
 بطور مخصوص ہے کہ کوئی مسلمان ان میں سے نہ ہو اس کا انکار نہیں کر سکتا ہے اور بشاورد مشتم
 سے حدیث میں بھی ہے ہاں اگر کوئی نصرانی یا مشرک منہم سے کہے اور یہ کہ اس کا انکار کرے تو درجہ
 بات ہے کہ شاذ و نادر لایس بخیر اور ساجد منہم اسی بنا پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبی صغریٰ میں مرقوم ہے
 دو شبہ فلسفہ یا کہیواد انتصار علی طریق التزاح والزلزلہ اور اگر تشبیہ کیا اپنے نفس کو ساتھ ہو یا
 نصاریٰ کے لیے صورت میں باسیرت میں غرض طبعی یا نفس کی راہ سے بغی اگرچہ اس طریقہ پر ہو کافر ہو گا
 اور جناب مسند احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۸۷ میں لکھا ہے کہ اصل یہ ہے کہ اس حدیث
 کو نہ تمام سے علاوہ کسی نہ کسی کے تشبیہ سے جو اور کسی قوم کے ساتھ کیا جائی تعلق ہے نہ اس
 حدیث سے کوئی حکم مشرعی یا حالت تشبیہ قوم آخر بخیر ایک حکم کے جس کا بیان کیا جاتا ہے مراد
 اور وہ ایک حکم یہ ہے کہ حالت جدال و قتال یا اور کسی واقعہ میں جو مسلمان اور کسی قوم کے لوگ
 ایک جگہ رہتے جائیں جو انکی شناخت کہ کون مسلمان ہیں کون نہیں ہیں کہہ نہ کر کیا رہے یا کہ مراتب
 تجزیر و تفتیش موافق اس قوم کے ادا کیا جائے پس صرف اسی بات میں یہ حدیث ہے اور یہ حکم ہے
 کہ جس قوم کے تشبیہ ہو وہی قوم میں اس کو شمار کرنا چاہئے اور چونکہ اس طرح کی شناخت اغلب اور
 لباس کے ہوتی ہے اس سے تمام محرمین سے یہ حدیث کہ کتاب الکسای میں ذکر کیا ہے اور اسی حدیث
 کی بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ و کورہن انتہی سویرت یا شہی سے تفریق حدیث اور محلی فقہ صحابہ کرام
 اور ائمہ عالیہ تمام اور فقہائے عظام سے باتلاع ہوا اور خواہش انسانی کے امور وحدیث خود الفاظ حدیث
 کو اور طریق استدلال سے مراد ہے کہ تشبیہ کنکار ساتھ اختیار نہ کر کے ہر طریقہ اسلام پر ہو کر اور
 منع نہ صحابہ اور اماموں اور فقہا کا بہت کامو فیہ تشبیہ مشابہت کنکار کے دلیل لا کر اس حدیث سے
 مودا کیا ہے اور یہ ہمدان کا کہتے کامو کا حکم حالت تشبیہ بقوم آخر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
 اہم اللہ نے اپنی مسند میں اور ابوالخیر نے تاریخ اصبہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
 کہ کہ حضرت انس نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جعل الذمۃ والعقار علی من طاعت
 اور اگر تشبیہ قوم کو کسی گروہ سے نہ کرے ذلت اور خواری اس شخص پر کہ خلاف کرے پھر اگر
 تشبیہ اسلام کا اور جو تشبیہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اوی قوم میں سے ہو اور اگر جلیلی سے

یہی مسئلہ میں روایت کیا ہے عبداللہ بن عمر سے کہ کہا آدمیوں نے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
 منی من المشیہ بالعام قال بن تشہ یقوم فوہم یحقیق فی صلی اللہ علیہ وسلم سے منع فرمایا تشہ
 سے جاتہ اعانہم کے کہ اور وقت میں مجوس سے اور فرمایا تشہ کر کے ساتھ کسی قوم کے تو وہ
 اسی قوم میں سے ہے اور ابو محمد ظلال نے اپنے سلفین میں مجوس سیرین سے روایت کیا ہے

کہ کہا مجوس سیرین نے کہ ان خذہ بن لیمان دعی الی ولیمتی بیت خاناہ وراعی فیہ سستیامن
 زنی وقران من تشہ یقوم فوہم یحقیق خذہ بن لیمان بلائے کے طرف وانیہ کے کہ کہ
 کہ میں جانا خواہے اس میں مجوس پر و کیا اس میں مجوس کے طرف میں سستیامن تو کھل جائے وہاں
 سے اور تشہ کر کے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اگر شیخ الاسلام احمد بن
 حنبلہ جہلی نے کتاب منع مشابہت کفار میں کہا ہے قال ابوہی سالت اباعبداللہ بن احمد بن حنبلہ

عن خلق الشقاق قال یوم من یمن المجوس وبن تشہ یقوم فوہم یحقیق کہ کہ یہ بیان ہے اباب
 عبد اللہ بن امام احمد بن حنبلہ سے کہ کہ ان کو تشہ سے کہا انام احمد نے کہ یہ نقل مجوس کا
 ہے اور تشہ کر کے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اور جامع صغیر
 میں ہے السلام اذا یدہ یوم الزورالی سلم اخر شیخا ولم یوہ یحقیق ذاک ابوہی وکن جہلی

علی اعداؤہ یمن الناس لا یفر وکن معنی ان لا یصل ذلک فی ذلک الیوم فاعلمہ یفیدہ قبلہ او بعدہ
 لکن ان تشہا بولاء القوم وندہ قال علیہ السلام من تشہ یقوم فوہم یحقیق یعنی سلمان جب یہ یحییٰ دن سرور
 کے طرف دوسرے مسلمان کے کسی چیز کو اور نہ راہ کو کہ ہوا اس نے ساتھ اس کے قتل اور سیر
 کے کہین جلا سوغاوت پر بعض آدمیوں کے نہ کا فر ہو گا وکن لائق یہ ہے کہ کہ اس کو اس دن میں
 ناخص اور کہنے اس کو پہلے اس دن کے یا پیچھے اس دن کے تاکہ تشہ کر فیہ الا ساتھ اس
 قوم کے اور فرمایا ہے انحضرت علیہ السلام نے کہ جو تشہ کر کے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم
 میں سے ہے اور تمنا یہ حاشیہ ہر ایہ میں سطور ہے انہ او اول الطاق صار سائر من النہم

فی الکتاب فی معنی بیت انہ ذلک صغیر اہل کتاب و تشہ ہم کہ وہ قال علیہ السلام من تشہ یقوم
 فوہم یحقیق امام جب داخل ہو گا حراب میں ہو گا الگ قوم سے مکان میں اس لئے کہ حراب
 معنی میں دیہر سے کہ کہ اور یہ طریقہ اہل کتاب کا ہے اور تشہ ساتھ اہل کتاب کے کہ وہ ہے

ایما انحضرت علیہ السلام نے جو تشبیہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اور ابن القیم
نے زرارہ الجوارین لکھا ہے راوی انس جاتہ علیہ السلام فقال ما شہد بہو فی خبر وہن ہما کہ وہ
جامہ من اختلف واختلف لاروی ابو داؤد وحاکم فی المستدرک عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
من تشبہ بقوم فهو منهم یعنی وہ کیا حضرت انس نے ایک جماعت کو کہہ اس کے اور طلحہ بن قیس سو کہا
انس نے کیا شاہد میں یہ ساتھ یہو خبر کے اور میں سے مکر وہ جانا ہے ہننے طلحہ بن کو ایک
جماعت نے سلف اور خلف میں سے اس لئے کہ روایت کیا ہے ابو داؤد نے اپنے معین میں
اور حاکم نے اپنی مستدرک میں عبد اللہ بن عمر سے کہ روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے بنے
صلی اللہ علیہ وسلم کہے کہ آپ نے فرمایا جو تشبیہ کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے
ہے اور ابن القیم نے بھی صحیح بخاری میں لکھا ہے ان تشبہ بابل انہ من اشر

یعنی وہ ایک اپنی صلی اللہ علیہ وسلم عن تشبہ بابل الکتاب وقد ورد عنہ صلی اللہ علیہ وسلم من تشبہ بقوم فهو
تشبہ ساتھ اہل شمر کے شمر ہی قوم دیتا ہے اس کو وہ جو منع فرمایا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
تشبہ سے ساتھ اہل کتاب کے اور تحقیق وارد ہوا ہے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو تشبیہ کرے
ساتھ کسی قوم کے تو وہ اسی قوم میں سے ہے اور طحاوی نے ابو السعد سے نقل کیا ہے کہ وہ
نقل کرتا ہے ابن القیم سے کہ ابن القیم نے ذکر کیا ہے کہ نام تین قسم کے ہیں ایک قسم کے نام
خاصہ ہیں ائمہ مسلمانوں کے اور ایک قسم کے نام خاص ہیں ساتھ کافروں کے اور ایک قسم کے نام
شمر کہ ہیں اور ان ناموں کے بیان میں کہ خاص ہیں ساتھ کافروں کے لکھا ہے والنالی کہ جس میں وہ

یوحنا و یحنا فہذا الایسعون ہنہ ولا یحوز المسلمین القسیمی بلما فیہ من المشابہہ اور دوسری قسم ناموں کی کہ خاص ہیں
ساتھ کافروں کے انہ جہیں اور پطرس اور یوحنا اور اسکے امت کے ہیں اس قسم کے نام نہ منع کیے
جائیں کافران کے رکھنے سے اور نہیں جائز ہے مسلمانوں کو نام رکھنا ساتھ ان ناموں کے اس لئے
کہ اس نام رکھنے میں مشابہت ہے ساتھ کافروں کے اور ذکر کرنا حدیث کا کتاب الباری میں باعتبار
متعارف ہے کہ متعارف تشبہ میں نہیں بلباس قوم آخری جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور حاصل ہے کہ
اسی حدیث کے بنا پر روایات فقہیہ کتب فقہ مذکور ہیں کہ یہ نہیں کہتا ہے اور جناب سید احمد
صاحب نے جو صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ مثل اسکے اور مودت اور مشیت اس گفتگو کی

ایک اور حدیث ابو داؤد میں آخر کتاب بجاوین موجود ہے جس میں حضرت امام عبد بن قاسم قال ان
 صلی اللہ علیہ وسلم جامع الشکرین مکن موفانہ مثلاً یعنی مصلح لرائی میں شکر کا ثمن یا غارتگی الی اور اسلوب
 مختلف و انہیں روکتا ہے اس طرح اس کا ہی غنویہ نہیں رہتا کہ انتہا سے اولیٰ کیا میں ہے اس پر کہ حدیث میں
 بر جندب اور حدیث میں متبہ بتوم قوم نہم شوق ایک ہی حادثہ سے ہے تاکہ مودار شیشہ نام حدیث میں
 کا اس گفتگو کے لئے تصور موجود ہے کہ متعلق ہونا حدیث ہر وہ کا اس حکم سے جو اس گفتگو میں
 بیان کیا گیا ہے کہ کس سے حدیث ہر وہ میں تومع ہے قرب و جوار کا فزون کا اختیار کرنے سے اور
 تعلیل سے ساتھ اور شکر کے باعدت اور مجاہدہ سے بلکہ خود جناب سید احمد خان صاحب نے جو
 حاصل حدیث ہر وہ کا بفظ العین ذکر فرمایا ہے وہ بھی اس کے گفتگو کی اثبات اور تائید سے ہے علامہ نے
 شرح حدیث ہر وہ کی وہی ہے جو شرح لایزال میں آ رہا ہے کہ گفتگو لکھنا صرف سے اور نہ کہ ہونے کے

فتح اور دو حاشیہ سنن ابی داؤد میں مسطور ہے تو کہ فائز نامہ ای یارب ان یمیر مثلاً لہ شہرہ ابجوار و المسمیہ
 و کثیر انہ تعالیٰ قول ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فائز مثلاً کے معنی یہ ہیں کہ نزدیک ہے اس کے کہ ہونا
 لائزال کے بسبب اگر کہنے حوالہ و صحبت کے اور محفل میں کہ یہ تعالیٰ اور رحمت پر لایا ہوا و موفی روایت
 ابی داؤد کے تریخی سے نہیں ہر وہ جناب سے روایت کیا ہے کہ کہا ہر وہ نے کہ فرما جیسا صلی اللہ
 علیہ وسلم نے لائزال کو الشکرین و لایزال موعوم میں ہاکنم اوامہم قوم متفہم یعنی نبیہو ساتھ شکرین کے اور
 جمع ہونا ساتھ اس کے اور جو ہے ساتھ اس کے یا جمع ہو ساتھ اس کے سو وہ لائزال کے ہے اور لایزال نے
 نصف کی زیات ہے کہ جناب سید احمد خان صاحب نے جامع الشکرین کو روایت سنن ابی داؤد
 میں جامع الشکرین پر کہ ترجمہ ہو اس کا حاشیہ پر یہ لایا کہ تخص کیا ساتھ شکرین کے انتہا اور جناب
 سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۵ میں کہا ہے کہ لائزال کی بات ہے کہ
 نیز پر کیا تو شہبہ انصاری جو داؤد و مباح کو یعنی اس کے کہ کیا کو ترک کرنا اور اس کے کہ کیا کو فرطاً نا اور نہ
 سے کر لایا اور حشرانی بند کر دینا شہبہ البیرونی خود ہی لائزال سے سوا پر علم کیا ہے کہ اس کے کہ کیا کو ترک کرنا
 بنظر مجتہد غالب حال کے اور اس کے کہ کیا کو فرطاً نا باعتبار ظاہر کے فی قواعد اسلامیہ پر ہے ہر وہ
 ہر وہ پر کہ مشاہدہ ساتھ ہر وہ کے لائزال سے معذرا اگر غالب حال انصاری سے کا عدم جمع ہونا واجب ہے
 اس کے کہ کیا کو ترک اولیٰ متصفح القدر میں ہر وہ سے و مجوز تریخ الکلیات والاولیٰ ان لایزال

استاذ مجسم الاضرورة ابو جاز سے پہنچ کر ناکائیات سے اور اولیٰ کرنا سے اور کمانا انکے ذبیحہ کا جو بھی ضرورت کے اور بکھر الرق میں مذکور ہے والا ولی ان لا یتزوج کما یتہی لہ یاکل زنا یمکم اور اولیٰ نہ نکاح کرنا کیے سے اور کمانا ذبیحہ اہل کتاب کا ہے اور علاوہ اسکے میر پر پوری اور کائنات سے کمانا اس نیت پر کہ اس میں ترفع حال ہے اور طریق ماثور دین اسلام اور سنت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ذلت اور خوار جیا کہ معتقد خباب سید محمد خان صاحب ہے چنانچہ صفحہ ۵۰ میں بقید و تداویک عبارت عربی بنا کر اسکا لکھا ہے کہ اسکا ترجمہ یہ ہے اسے مسلمانو بتا دو کہ تم اس پر نہ بنیت غرور اور کبر کی بلکہ بنیت ترفع ہال مسلمانوں کے تاکہ مذکورہ کے اور کو کوئی قوم ساتھ حقارت کے بسبب انکو ان عبادتوں کے جذبات اور مسکنت کے ہیں لیتے منبر الی الکفر ہے کہ اس میں جس امر کفار اور حقیر مائوست مسلمین اختیار اور سنت سید اللہ پر ہے بکھر الرق اور قنای علیہ السلام میں مرقوم ہے و

یفرح حسین امر الکفار اتقا حتی قالوا لوقال ترک الکلام عند اکل الطعام حسن بن الجوس اذ ترک المضاجعة حالۃ امیعتن شرم حسن بنو کافر اور کافر ہوتا ہے اوی سامتہ اچھا سمجھنے کافروں کے کام کو بالانفاق پرانک کفر لایا ہے غما نے اگر کہنے کہ ترک کلام وقت کمانا کمانے کے اچھا کام ہے مجوس کا یا ترک مضاجعة اپنی عورت کے حالت حیض میں مجوس کے بیان اچھا کام ہے تو یہ کہنے والا کافر ہے اور اصول عاویہ میں مسطور ہے من لم یرض لسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر جو رضی بنو سامتہ کسی سنت کے پیغمبروں کی سنتوں میں سے پس تحقیق وہ کافر ہے اور خباب سید احمد خان صاحب نے جو صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے کہ یہ گفتگو نہایت عجیب ہے مواقع تم وہ میں جو مغلور شیرعی میں اور بدو ام کہ شرعاً مباح ہیں اور نیز مواقع تم کا اطلاق کی طرح نہیں ہو سکتا لیتے میویں گفتگو کے عجب کہنے سے ہر عاقل ذی شعور نہایت تعجب کرتا ہے اسلئے کہ خطرات شرعیہ ہوا اگر کتب حرام میں نہ مواقع تم موقع ہر قسم کی مباحات ہیں کہ اور میں واقع ہو سنے سے آجی مسم مجبور شرم ہو جاتا ہے وہ کو اپنی عورت سے راو میں بات کرنا اسلئے ہے لیکن حضرت عمرؓ نے اس پر بغیر جاری و رالی بسبب وقوع کے مواقع تم میں انصاف الاحساب میں مرقوم ہے ان عمر رضی اللہ عنہ رالی رطلایع امرۃ یتیمان فی الطريق فصرجا بالدرۃ فقال الرجل ہی لکری قال لہ لو کانت امرتک فلام لکما فی بیتک حتی لا یتہک احد فی الطريق یخفی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وکیا ایک مرد کو مائے

ایک فورٹ کے کہ دونوں باتیں کر سکتے ہیں راہ میں سوار حضرت عمرؓ کے ایک
 سبکے سو کا اوس مرد نے یہ عودیت میری سب سے سو کا حضرت عمرؓ کے اوس مرو سے اگر ہو گیا پھر تو
 موت تو کیوں نہ قتل کرتا تو اس کو سلنے گھر میں تاکہ تیرے کہ تا کہ جو کوئی راہ میں اذیتان فقیہا ہوا
 میں ہے ولوی عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم لما قال من کان یومع بالند والیدم الاخر لا یقنن بمواقف
 انہم اور روایت کیا گیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کہ
 ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور ان آجرت کے کہ تیرے تیری تمہارے کی جگہوں میں وہ جو کہ ہم سے
 کہ قمار سے جب کمانا کھاتے ہیں اوس وقت کہ شراب بھی پیتے جاتے ہیں اور اوس و شرعوان پر
 کہ وہ شراب کا چلتا ہو بیٹھ کر کمانا منوع ہے اور اود سے اپنے ہمشیر میں یا مال سے روایت کیا کہ
 کہ عالم سلنے باب عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں قال نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و طعن عن ابی بنی صلی اللہ علیہ وسلم ان یاکل الریح و یطبخ حتی یطبخ کما حب اللہ من غیر
 کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ کہ اود سے ایک بیٹھتے ہیں کہ اپنے
 جاتی ہوا پیر شراب اور کھاتے مروت سے اوس حال میں کہ وہ پیر نہ لایا ہو پیٹھ کے بن اور عالم سے
 مستد رک میں عبد اللہ بن عمرؓ سے ہی اتنا دیکھ روایت کیا ہے ارسلنا الیہ المومنین
 مرقوم ہے و الیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور الیہ طعام الفاسق کدانی شرع الاسلام و ردہ قبول کرے
 و حیرت لاف اوس کھانے کے کہ حلی ہوا پیر شراب یا ہوا اوس کھانے کے یا لاف طعام فاسق کے
 ابلیسی ہے شرع الاسلام میں اور جناب سید محمد خان صاحب نے جو صفحہ ۱۲۰ اور
 صفحہ ۱۲۱ میں اسرار مولانا شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب پر اپنے ہم میں لکھا ہے کہ یہ بات مولانا صاحب
 نے لکھی ہے کہ اگر وہاں خیر اور اوالی فتنہ ہوں اور اگرچہ وہ برتر جن میں مسلمان کھانا ہے نہ حاجت سے
 صاف ہوں تو ہی حرام ہے اسکی وجہ ہا سے سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ اگر وہ ماکول کسی قسم کے اذیت
 کے بغیر نہیں ہوا تو وہ کیوں حرام ہے باقی یہی بات کہ شرکت ایسے مکر پر جس پر خیر اور خیر پر حرام
 ہے تو فیرض اس بات کے فعل شرکت حرام ہو گا نہ مال و نہ فعل ہو اکت علاوہ اس کے اور بات یہی
 ہے کہ میں نہیں آئی ہے کہ اصل کتاب میں کہ شرکت میں خیر و خیر حلال ہے اور وہی اوس کے کہ شرکت
 میں مسلمان آئندہ مسلمانوں کے برتر اور ماکول اوس سے آلودہ ہوں تو اوس مجلس کی شرکت بھی حرام ہے

ہستے سوا میں کہی وجہ سے کلام ہے اول جناب سید احمد خان صاحب نے جن فتویٰ کو مذکور
طرف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی کی کیا ہی اوسین غراو کی حرام ہوئی کہ یہ مرقوم راوردہ شراکت ہی ساء کا فردن کو
اولیٰ شکاریان فی شراکت ساتھ اولیٰ ہونے کے شمار میں دلیل رضائے اعلیٰ سے اور کثیر سوا قوم سے
ابوعلیٰ نے اپنے مسند میں اور علی بن محمد نے کتاب لطائف العصفیہ میں بکارت سے روایت

کیا ہے کہ ان بھلا دعا عبداللہ بن مسعود الی ولیمۃ فلان یا جلیل فیل سبع لہوا فم یحل فیل لہ لم رحبت قال انی سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من کثر سوا قوم فهو منہ ومن رضی عن قوم کان شریک من عمل بہ تحقیق ایک
مرد نے بلایا عبداللہ بن مسعود کو طرف و کثیر ہر جب لئے عبداللہ بن مسعود کا کہ دخل ہوں سادان کا انور
دخل ہوئے کہ کیا گیا اوسنے کہ کیوں لوٹے تم کہا اوہوں نے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ فرماتے تھے جو شخص کہ کثیر کرے جماعت کسی قوم کی تو وہ اوسین میں سے ہے اور جو شخص کہ رضی
ہو کسی قوم سے کہ کام سے ہے شریک اوس کام کے کہ نہوال کیا اور مانند اسکے روایت کیا ہے ولیم نے فرود
میں عبداللہ بن مسعود سے اور عبداللہ بن المبارک نے کتاب الزہد الرقاق میں الی در سے

روایت کیا ہے کہ دعویٰ الی ولیمۃ فلان یا جلیل فیل سبع لہوا فم یحل فیل لہ لم رحبت صراوت میں کثیر سوا
کان میں اور کہی معنی جملہ کان شریک میں عملہ ہا سنے کے کہے ابو ذر طرف ایک ولیمہ کے ہر جب حاضر ہو سے
کا کہ وہ حاضر سے ساتھ ایک آواز کے پس لوٹ کے کہ نہ کیا گیا اوسنے کیوں نہ دخل ہو سے تم کہ تحقیق
مناہین نے ایک آواز کو اور جو کثرت کرے کسی جماعت کی ہوتا ہے اہل دس جماعت سے اور جو شخص
راضی ہوتا ہے کسی کام سے ہوتا ہے وہ شریک اوس کام کے کہ نہوال کیا دوسرے جب حرمت فعل
شرکت بلکہ سب تو جس صورت میں کہ میرا اکل کا بدین شرکت حرام سے کہ ممکن ہو تو وہ مال میں اس جہ
سے حرام میرا کہ حاصل ہوا ہے فعل حرام سے اور حرمت ہو کثرت میں کہ عبارت فعل شرکت سے ہے
سے کہا ہے میں بر تقدیر تسلیم حرمت شرکت کیا کلام ہو سکتا ہے تیسرے خبر و خبر میرے حلال ہو سیکے
اہل کتاب کے مذہب میں اور کتب ہو نیکی اوہین کے ساتھ اپنے اور کہا نے کے کیا فعل سے ہم
حرمت شرکت میں ہر حال کفار کے شمار میں شامل ہونا کو وہ شمار اوس کے دین میں جائز ہو اور یہ شخص کہ
اوس کے شمار کا نو حرام ہے بیان تاک کہ فقہانے لکھا ہے یشعون میں اطار المنکر کا پھر و انھیں و خبر

الماتوس و رفع اصواتہم کما یرم و المانار اعلیٰ دم و صلیہم کما فی المنہاج وغیرہ یعنی منع کے جائز کا فر سے

[illegible]

عام مشرکین کے نسبت میں جو اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے قرآن میں دو تین کو اہل کتاب کے ساتھ کہانی پر استدلال کرتا صحیح غلطی سے اور نہ یہ دو تین ایسی قوی ہیں جو قرآن اور احادیث صحیحہ کے مقابل میں باوجود اتنے سوان روایتوں میں یہ حکم عام ہی شامل ہے سب مشرکین کو اہل کتاب پر مطلق شرک کا ارجہ محاورہ قرآن میں شائع نہیں ہے لیکن فی الحقیقت اہل کتاب بھی مشرک ہیں اور فقہ میں مطلق شرک اور ہی ان کا مسلے پر یہ حکم ان احکام میں سے نہیں ہے کہ قرآن میں مشرکین کی نسبت میں اہل کتاب سے علاقہ نہیں رکھتے پس شمار کرنا اس حکم کا ان احکام میں سے کہ زمین قنات و زمین اور اہل کتاب کا ہے کسی حکم اس کا ہے کہ جسے سوال اسانی ہی کے اور کی تعلیم میں ہی سے کام نہیں لے رہے ہیں ان روایتوں سے اہل کتاب کے ساتھ کہنا جسے کی کراہت پر استدلال کرنا بہت صحیح اور یہ کہ زمین مواضع نماز ہے قرآن اور احادیث صحیحہ کے ہیں نہ مقابل قرآن اور احادیث صحیحہ کے متنازعہ اور انہیں نہیں موقوف ہے و مکرہ الموالکۃ مع الکفر و ہم علی غیر دیک یعنی مکرہ ہے مواکلت ساتھ کافروں کے اوس حال میں کہ وہ اوپر غیر دین پر سے کے ہیں اور ابوبار غزالی نے احیاء العلوم

میں لکھا ہے انکافران کا ان محار باغو حق التسل والافاق وکس بعد یزین الامین الائمة واما الذی

ناتوا لایحوزوا لہ الا باعراض عنہ و التحذیر لہ الا اضطرار الی التمسق بالاطریق و ترک التمسق بالسلام خدا تعالیٰ

السلام علیک وعلیک والذوالکفۃ عن مخالفتہ ومخالفتہ ومواکلتہ فلما انشأ الامم المعولہ لاسر سال الیہ

لما نزل الی الاصدقاہم و مکرہ کہ لہ شہیدہ بکائناتی الی اللہ تعزیم کافرا کہ جو حربی خود تہمت سے قتل اور

اجازت یعنی کوئی مٹام بنانکا اور زمین سے بعد ان و دیکھوں کے امانت یعنی اس سے بڑکد امانت

یا ہوگی اور ای پڑی ہیں زمین جائز ہے ایذا او مکی اگر ساتھ اعراض کے اوس سے اور ساتھ او مکی

غیرت کہ سنی کے ساتھ لاچار کرے جس کے طرف تنگ نرہا جس کے اور ساتھ ترک اشیا سے سلام کے

موجب کہی نوی السلام علیک کہنے تو و علیک اور اولی سے یا زربا او کے مخالفت اور مخالفت اور

واکلت سے پس ای پر خوش ہونا ساتھ او سے اور باؤں جو اوس سے جیساکہ اللہ بکرا جاتا ہے

انہ درمئون سے کہ ہیں مکرہ سے کراہت مشرک کہ مکرہ و یک سے ہو سنے کی طرف دستور

تمام شد
لہذا کفر لہذا

[illegible]